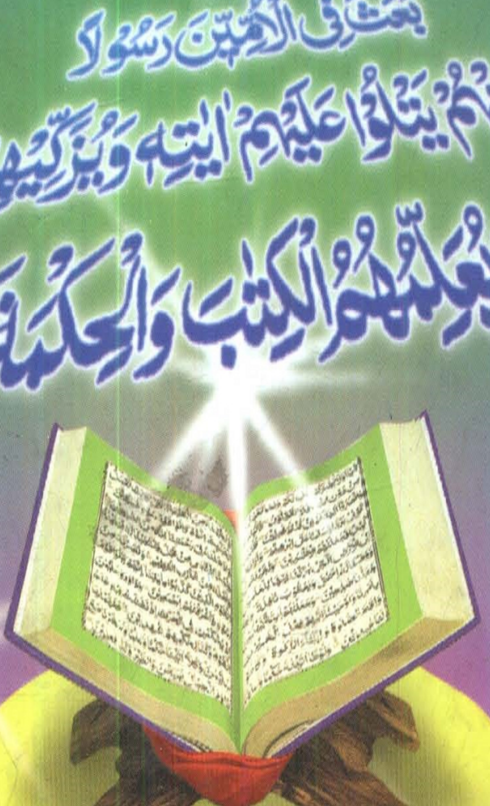
پہلی صدی ہجری سے موجودہ دور تک کے عرب وعجم میں
پھیلے ہوئے چھ سو سے زائد مفسرینِ کرام کے مختصر حالات

تذکرۃ المفسرین

هُوَ الَّذِي
بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا
مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ



يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ نمبر۲)
آنحضرت ﷺ ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتے ہیں اور ان کو
کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور حکمت (دین کی سمجھ) کی بھی۔

تذکرۃ المفسرین

مرتبہ

امام الزاہدین والعارفین شیخ التفسیر حضرت مولانا

قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

قاضی محمد احمد الحسینی بن قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ

دار الارشاد اٹک شہر پاکستان

فون: 602484 - 613484 - 0597

نام کتاب .... تذکرۃ المفسرین

مؤلف ومرتب .... حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام .... جانشین قطب عالم مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ

ناشر .... قاضی محمد احمد الحسینی بن قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ

تعداد .... ایک ہزار

تاریخ طبع باردوم .... شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

تاریخ طبع بارسوم .... ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ

صفحات/ضخامت 392

قیمت .... 220 روپے

﴿ ...... چند ملنے کے پتے ...... ﴾

- ☆ جامعہ حنفیہ قادریہ 285 جی ٹی روڈ باغبانپور، لاہور
- ☆ عمران اکیڈمی 40/B اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- ☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
- ☆ ظفر بک سنٹر، باغبانپورہ لاہور
- ☆ شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور
- ☆ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
- ☆ مظہری کتب خانہ گلشن اقبال کراچی
- ☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک
- ☆ مکتبہ حنفیہ جامعہ حنفیہ بورے والا
- ☆ مکتبہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان

اجمالی فہرست مضامین

تذكرة المفسرين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَرْحَمُ الرَّحِمِین۔ خالق کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اپنا خلیفہ بنایا اور سارے جہاں میں تکریم عطا کی۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِی آدَمَ (الآیۃ)

اسی انسان کی عزت وتکریم کی بقاء کیلئے ایک نظام وضع فرمایا اور اس کو سمجھانے کیلئے اپنے برگزیدہ اور پسندیدہ بندے، حضرات انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت ﷺ تک تکمیل پذیر ہوا۔

آخری نبی تاجدار ختم نبوت ﷺ کو قیامت تک کیلئے زندہ معجزہ قرآن مجید عطا فرمایا۔ اور اس کی حفاظت کے سلسلہ میں فرمایا کہ: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن

اس کلام مجید کے الفاظ، کلمات، حروف، مطالب معانی تفسیر، حتی کہ اس کلام مجید کے ساتھ جو جو علوم متعلق ہیں ان کی بھی حفاظت کا بندوبست فرمایا۔

اور ایسے رجال پیدا فرمائے جنہوں نے علوم قرآن سے متعلق تفاصیل اور تفاسیر مرتب کرتے ہوئے اپنی جانیں کھپادیں۔ انہی میں سے ایک اہم شعبہ تفسیر کا بھی ہے۔ اور اس کے متعلق کتب تفاسیر اور مفسرینؒ کے حالات کا جاننا بھی ہے۔ اپنے اپنے ادوار میں علماء کرام نے اس میدان میں خوب کام کیا اور خدمات انجام دیں۔ ہمارے حضرت اقدس امام الزاہدین والعارفین نوراللہ مرقدہ کو اللہ کریم نے اپنے کلام مجید کے ساتھ محبت اور عشق عطا فرمایا تھا، چنانچہ آپ نے اس کلام مجید کے متعلق بہت سے عنوان پر مختلف انداز میں تحقیقی کام فرمایا (جس کی تفصیل عنقریب آپ کی سوانح میں آجائیگی)

اردو زبان میں تمام مفسرین کرام کے حالات پر جامع مگر مختصر کوئی کتاب نہ تھی حضرتؒ نے سالہا سال اس پر محنت شاقہ کے بعد چودہ سو سال کے ۶۲۶ مفسرین کرام کے مختصر احوال لکھ کر شائقین علوم تفسیر کی ایک اشد ضرورت کو پورا فرمایا۔ اس پر اہل علم کے تبصرے آپ آراء کے ذیل میں ملاحظہ فرماویں گے۔

کتاب تذکرۃ المفسرین ایک عرصہ سے ناپید تھی ہر طرف سے اس کی مانگ تھی لیکن احقر اپنے دیگر علمی، روحانی مشاغل اور مسجد محمدی، مسجد تقویٰ، مسجد سمیہؓ و دیگر مساجد اور مدارس کی تعمیرات کے سلسلے میں مشغولیت کی وجہ سے جلدی توجہ نہ دے سکا۔ اب مخلص احباب کے خصوصی تعاون اور توجہ سے یہ تفسیری نایاب تحفہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ کریم اس صدقہ جاریہ کو قبول فرما کر اس کا ثواب تا ابد ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو پہنچائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

احقر العباد: محمد ارشد الحسینی

۲۴ رشوال المکرم ۱۴۲۵ھ...... ۷ ردسمبر ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری عرض

اس کتاب میں جن مفسرین قرآن عزیز کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ان میں سے تقریباً سارے ہی وہ علمائے کرام تھے جنہوں نے نہ صرف تفسیر قرآن عزیز کی خدمت کی ہے بلکہ وہ علماء کرام دوسرے دینی علوم میں بھی قابل قدر رکھتے تھے،ان میں سے بعض وہ علماء کرام بھی ہیں جن کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کتب سے بھی زیادہ ہے مگر ہم نے عنوان کتاب کی مناسبت سے ان علمائے کرام کی تفسیری خدمات کا ذکر اور وہ بھی اجمالی طور پر کیا ہے صرف ان چند تفاسیر کا ذکر قدرے تفصیل کے ساتھ کیا ہے جو متد اول اور مشہور ہیں جیسا کہ زمخشری کی تفسیر کشاف، بیضاوی اور تفسیر جلالین وغیرہ

اسی طرح قرآن عزیز کے تراجم کو کتاب میں اس لئے درج نہیں کیا گیا کہ:۔

(۱) ان پر مستقل کام کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ بعض اہل علم نے اس اہم اور بنیادی موضوع پر قلم اٹھایا بھی ہے۔

(۲) تراجم قرآن عزیز کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اس کے لئے اس مختصر تذکرہ میں اس موضوع کو درج نہیں کیا جا سکتا۔

واللہ ولی التوفیق

ماخذ تذکرۃ المفسرین

بار سوم

(۱) "الفهرست": محمد بن اسحٰق الندیم (م ۳۸۵ھ) نے اس کتاب میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اپنے دور تک کے علماء مفسرین کے نام حتی المقدور جمع کر دیئے ہیں، یہ کتاب پہلی بار ۱۸۷۲ء میں جرمنی میں طبع ہوئی دوسری بار قاہرہ سے شائع ہوئی، تذکرۃ المفسرین میں بار دوم سے ہی مفسرین کے نام نقل کیے گئے ہیں۔

(۲) "کشف الظنون": خلیفہ چلپیؒ (م ۱۰۶۸ھ) کا عظیم علمی، استنادی شاہکار ہے، اسمٰعیل پاشا نے اس کی ذیل بھی تحریر کی ہے، مطبوعہ ۱۳۱۰ھ سے مدد لی گئی ہے۔

(۳) "الدیباج المذهب": قاضی القضاۃ ابراہیم بن علی المعروف بہ ابن فرحون کی تالیف ہے، یہ کتاب مسلک مالکیہ کے علماء کی ترجمان ہے اس کے حاشیہ پر احمد بن احمد تبکتی کی کتاب "الابتهاج" ہے، ان دونوں کتابوں میں آٹھ سو سے زیادہ علماء کا تذکرہ ہے، ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوئی ہے۔

(۴) "تاج التراجم": شیخ زین الدین قاسم ابن قطلو بغا (م ۸۷۹ھ) کی تالیف ہے جس میں حنفی مسلک کے علماء کے تراجم لکھے گئے ہیں، یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۶۲ء میں مطبع المعانی بغداد سے شائع ہوئی ہے۔

(۵) "الفوائد البهیّة فی تراجم الحنفیه": برصغیر کے مشہور محقق عالم مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی مرتبہ ہے جس میں علمائے احناف کے تراجم کو جامع اور مختصر طور پر محفوظ کیا گیا ہے، یہ کتاب پہلی بار ۱۳۲۴ھ کو دمشق سے شائع ہوئی ہے۔

(۶) "درر کا منہ": حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے جس میں آٹھویں صدی ہجری کے علماء کے تراجم ہیں، چار جلدوں میں حیدر آباد دکن اور مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

(۷) "المنتظم": ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی معروف بہ ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) کی یہ کتاب ابتداء عالم سے لے کر المستکفی باللہ کے دور خلافت تک کے حالات پر مشتمل ہے، حیدر آباد دکن اور مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

(۸) "حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و قاہرہ": امام جلال الدین سیوطیؒ کی مرتبہ کتاب ہے جو کہ دو جلدوں میں ۱۲۹۹ھ کو مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

(۹) "العبر فی خبر من غبر": مورخ اسلام حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کی وہ مرتبہ تاریخ ہے جس میں جامع اور مختصر طور پر ترتیب سے حالات بیان کئے گئے ہیں یہ مفید کتاب "ادارۃ التراث العربی (کویت)" سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۰) "تذکرۃ الحافظ": یہ بھی علامہ حافظ ذہبیؒ کی تالیف ہے، چار جلدوں میں ۱۳۳۴ھ کو پہلی بار حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔

(۱۱) "تہذیب التہذیب": علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی اسماء الرجال پر مفصل کتاب ہے جو گیارہ جلدوں میں ۱۳۲۶ھ کو پہلی بار حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔

(۱۲) "الضوء اللامع": شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (م ۹۰۲ھ) کی مرتبہ تاریخ اہل علم ہے جو حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کی گئی ہے اور بارہ جلدوں میں ہے۔

(۱۳) "البدر الطالع": محمد بن علی معروف بہ علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کی مرتبہ ساتویں صدی ہجری سے بعد کے علماء و اعیان مملکت کے حالات پر مشتمل ہے جو چار جلدوں میں مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

(۱۴) "طبقات کبری": قاضی عبدالوہاب بن السبکی (م ۷۷۱ھ) نے علماء شوافع کے حالات لکھے ہیں کتاب کے شروع میں علوم اسلامیہ کے علمی مراکز بغداد، نیشاپور وغیرھما کے مختصر حالات بھی ہیں، چار جلدوں میں پہلی بار مصر سے ۱۳۴۸ھ کو شائع ہوئی۔

(۱۵) "طبقات المفسرین": امام جلال الدین سیوطیؒ کے شاگرد حافظ داؤدی نے ۱۳۵ مفسرین کی فہرست مرتب کی ہے یہ کتاب ۱۸۳۹ء کو لیدن سے اور ۱۹۶۰ھ کو تہران سے شائع ہو چکی ہے۔

(۱۶) "الاکسیر فی التفسیر": از نواب صدیق حسن خان صاحب (م ۱۳۰۷ھ) بعض علماء تفسیر کا مختصر تذکرہ اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

(۱۷) "النور السافر": مرتبہ عبدالقادر العیدروسی ثم احمد آبادی (م ۱۳۰۷ھ) اس میں دسویں صدی ہجری کے علماء کا تذکرہ ہے، یہ کتاب ۱۳۵۳ھ کو پہلی بار مطبعۃ الفرات بغداد سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۸) "حدائق حنفیہ": مولانا فقیر محمد جہلمیؒ (م ۱۳۳۹ھ) نے اس کتاب میں اپنے زمانہ تک کے علماء احناف کا تذکرہ اردو زبان میں کیا ہے کتاب ایک جلد میں ہے اور مطبوعہ ہے۔

(ف) اس کتاب میں بانی دارالعلوم دیوبند کا مزار "نانوتہ" میں بتایا گیا ہے حالانکہ آپ کا مزار "دیوبند" میں ہے۔

(۱۹) "وفیات الاعیان": مشہور مؤرخ قاضی ابن خلکان کی مرتبہ تاریخ ہے اس کے حاشیہ پر اسی موضوع سے متعلق الشقائق النعمانیہ اور العقد المنظوم بھی ہیں، ۱۳۱۰ھ کو پہلی بار مصر سے شائع ہوئی۔

(۲۰) "عقود الجواھر": یہ کتاب بیروت کے ناظم تعلیمات کی تالیف ہے جس میں ان مصنفین کا تذکرہ ہے جن کی تصانیف پچاس یا پچاس سے زیادہ

ہیں ۱۳۲۶ھ کو پہلی بار بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۱) "تذکرۃ علمائے ھند": مرتبہ مولانا رحمٰن علی مطبوعہ بار دوم ۱۹۱۴ء

(۲۲) "رجال الھند والسند": قاضی محمد اطہر علی مبارک پوری کی مختصر مگر جامع تالیف ہے اور مطبوعہ ہے۔

(۲۳) "تذکرۃ النوادر": نادر اور نایاب کتب کی فہرست ہے جو دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن نے شائع کی تھی۔

(۲۴) "ضمنی فہرست اسلامی مخطوطات کیمبرج یونیورسٹی"

(۲۵) "مفتاح الکنوز الحنفیہ": بانکی پور (بھارت) کے عظیم کتب خانہ کی فہرست مطبوعہ ۱۹۱۸ء

(۲۶) "قاموس الکتب": اردو مطبوعات کی فہرست شائع کردہ انجمن ترقی اردو کراچی۔

(۲۷) "کتب خانہ محمودیہ مدینہ منورہ": کے مخطوطات کی فہرست۔

(۲۸) "رپورٹ نمائش نوادرات علمیہ اٹک شہر"

(۲۹) "فہرست مخطوطات دار الکتب الظاہر دمشق"

(۳۰) "انڈیا آفس کی فہرست متعلقہ اسلامیات مطبوعہ ۱۹۳۰ء"

(۳۱) "فہرست مرتبہ بروکلمن۔"

(۳۲) "فہرست کتب خانہ قدس"

(۳۳) "بغیہ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ": از امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ بار اول ۱۳۲۶ھ

(۳۴) "احقر کی ذاتی علمی یاد داشت"

(۳۵) تذکرہ علماء دیوبند مرتبہ ڈاکٹر بریگیڈیئر (ر) قاری فیوض الرحمٰن ایم۔اے۔

واللہ الموفق والمعین

مقدمہ طبع دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُبِیْنِ و رضی اللہ عن اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ ھُمْ ھداۃ الدین وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. آمین

امابعد:

خداوند قدوس نے انسان کی رہنمائی کے لئے اپنا آخری پیغام آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا اور اسی پیغام میں آپ کے دو فرض منصبی مقرر فرمائے:

ایک تو یہ کہ آپؐ پر جو کچھ بھی منجانب اللہ الحکیم العلیم نازل ہوا اس کو بلاکم وکاست پہنچادیں، فرمایا:

﴿یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ﴾ (المائدہ آیت نمبر ۶۷)

اے رسول (ﷺ) پہنچا دیجئے (لوگوں تک) وہ جو اتارا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے۔

دوسرا یہ کہ اس کلام منزل کو بیان بھی کر دیجئے اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسولؐ ہیں آپؐ کو "خاتم النبیین" بنایا گیا، تو جو کلام آپؐ پر نازل ہوا اس کا بیان اور تعلیم بھی آپؐ کے ذمے کی گئی جیسا کہ فرمایا۔

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ﴾ (النحل نمبر ۴۴)

اور ہم نے آپؐ کی طرف اس نصیحت کو اتارا تاکہ آپؐ لوگوں کے لئے اسے بیان (بھی) کر دیں۔

سورۃ الجمعہ میں قرآن حکیم نے رسول اللہ ﷺ کے ان مناصب کو یکجا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (الجمعہ نمبر۲)

آنحضرت ﷺ ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتے ہیں اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور حکمت (دین کی سمجھ) کی بھی۔

چنانچہ سید دوعالم ﷺ نے اپنی اس حیثیت کو بھی یوں بیان فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّما. (مشکوٰۃ کتاب العلم) اس لئے امت محمدیہ کو اس بات پر یقین رکھنا ضروری ہے کہ جس طرح امام الانبیاء سید دوعالم ﷺ نے ہم تک "اللہ تعالیٰ کا کلام پہنچایا" ہم کو پڑھ کر سنایا، اسی طرح "اس کلام مجید کی شرح اور اس کا بیان بھی فرمادیا، امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا

يَجِبُ اَنْ يَعْلَمَ اَنَّ النَّبِي ﷺ بَيَّنَ لِاَصْحَابِهٖ مَعَانِي الْقُرآنِ كَمَابَيَّنَ لَهُمْ اَلْفَاظِهٖ فَقَوْلِهٖ تَعَالٰى "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ" يَتَنَاوَلُ الْاَمْرَيْنِ وَقَدْ قَالَ اَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ السَّلمي حَدَّثَنَا الَّذِيْنَ كَانُوا يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ كَعُثْمَان بن عفان وَعَبْدِاللهِ بن مَسْعُود رضي الله عَنْهُمَاوَغَيْرُهُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْااِذَاتَعَلَّمُوْا مِنَ النَّبِي ﷺ عَشَرَ اٰيَاتٍ لَمْ يَتَجَاوَزُوْهَا حَتّٰى يَعْلَمُوْا مَافِيْهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَلِهٰذَا كَانُوْايَبْقُوْنَ مُدَّةً فِيْ حِفْظِ السُّوْرَةِ.

(المدخل المنير صفحه نمبر ۳۲)

یہ جاننا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ کو جس طرح قرآن کریم کے الفاظ سمجھائے اسی طرح قرآن کریم کے معانی

بھی ان کو سمجھائے ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ''تا کہ آپ بیان کر دیں لوگوں کیلئے جو نازل ہوا ان کی طرف'' دونوں باتوں کو شامل ہے،
ابو عبد الرحمٰن السلمی نے کہا ہے کہ ہم کو ان صحابہ کرامؓ نے جو قرآن عزیز کی قرأت کرتے تھے (جیسا کہ حضرت عثمان غنی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ، وغیرہم) نے ہم سے یہ بیان کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ امام الانبیاء ﷺ سے دس آیات پڑھ کر اس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے جب تک ان دس آیات کو علمی اور عملی طور پر سیکھ نہ لیتے اسی لئے ایک ایک سورت کو یاد کرنے میں کافی زمانہ صرف کر دیتے تھے۔

بالفاظ دیگر چونکہ اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری اور مکمل دین ہے جس کی اساس کتاب اللہ پر ہے، جب تک یہ کائنات موجود ہے اس کے لئے آخری اور کامل راہنما قرآن مجید کا باقی رہنا بھی ضروری ہے، اسی حکمت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر آیت نمبر ۹)

بے شک (یقین سمجھو) ہم ہی نے قرآن مجید کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان اور محافظ ہیں۔

ان ارشادات کی روشنی میں مندرجہ ذیل حقائق سمجھ میں آسکتے ہیں۔

(ا) جناب رسول اللہ ﷺ کا منصب رسالت قرآن حکیم پہنچانا اور

(ب) قرآن حکیم کو بیان کرنا، سمجھانا۔

چونکہ قرآن مجید عالمگیر اور آخری مشعل راہ ہدایت ہے، اس لئے جس طرح۔

(ا) اس کتاب مجید کا تا قیامت باقی رہنا ضروری ہے، اسی طرح

(ب) امت کے ذمے اس کی تفسیر اور ابلاغ بھی لازم اور ضروری ہے، امام ابن

کثیرؒ مفسر نے فرمایا:۔

''علمائے امت کے ذمے لازم اور ضروری ہے کہ قرآن حکیم کی تفسیر (بھی) کرتے رہیں''

جیسا کہ ارشاد قرآنی ہے:۔

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران نمبر ۱۸۷)

اور جب اللہ تعالیٰ نے کتاب والوں سے پختہ عہد لیا کہ اس کتاب کو لوگوں کے لئے بیان کریں گے۔

چنانچہ امت محمدیہ نے بعونہ تعالیٰ اس فرض تبلیغ کو بھی باحسن وجوہ ادا کر دیا، آج تک قرآن حکیم کی ہزاروں تفاسیر لکھی جا چکی ہیں جن میں ایک جلد کی مختصر سے مختصر تفاسیر سے لے کر سو سو جلدوں بلکہ چار چار سو جلدوں کی تفاسیر بھی امت کے ممتاز علماء کرام نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، تراجم کی تعداد ان کے علاوہ ہے۔

(**ف**) تفاسیر قرآن کریم کی صحیح تعداد کا تعین مشکل ہے، محدث کبیر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیریؒ نے دو لاکھ تک بتائی ہے، دار العلوم احمدیہ دربھنگہ (بھارت) میں تفاسیر کے کم وبیش تین سو نسخے موجود ہیں...... اسی طرح تفاسیر قرآن کے اسالیب کا تعین بھی مشکل ہے کیونکہ علماء کرام نے قرآن عزیز کے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے، مثلاً فضائل القرآن، احکام القرآن، اعراب القرآن، مشکلات القرآن، اقسام القرآن (قسموں کی بحث) ارض القرآن، قرآنی حیوانات، قرآنی رسم الخط، سلوک القرآن وغیرہا عنوانات پر علماء کرام نے قلم اٹھایا ہے، جیسا کہ ''فضائل القران'' کے عنوان پر:۔

''امام شافعی م ۲۰۴ھ ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری ۴۳۲ھ، ابو عبد القاسم بن السلام الجمعی م ۲۲۴ھ اور ابو الحسن علی بن احمد

الواحدی ۴۶۴ھ اور امام ابن کثیر وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے بہترین ذخیرہ جمع فرمایا ہے"۔

اور "احکام القرآن" کے عنوان پر:۔

"امام شافعی، ابوالحسن علی بن حجر السعدی م ۲۲۴ھ قاضی امام ابواسحٰق، اسماعیل بن اسحٰق ازدی بصری م ۲۸۲ھ، ابوالحسن علی بن موسیٰ بن یزداد قمی حنفی م ۳۰۵ھ، امام طحاوی حنفی ۳۲۱ھ، شیخ ابومحمد قاسم بن اصبغ قرطبی نحوی م ۳۴۰ھ، احمد بن محمد معروف جصاص حنفی م ۳۷۰ھ، ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی ۴۵۷ھ، ابوالحسن علی بن محمد المعروف بالکیا الہراس الشافعی ۵۰۴ھ، ابن العربی م ۵۴۳ھ، عبدالمنعم بن محمد بن فرس الغرناطی م ۵۹۷ھ، تلخیص احکام القرآن شیخ جمال الدین محمود بن احمد المعروف بابن السراج القونوی الحنفی م ۷۷۰ھ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے قلم اٹھا کرامت پر احسان عظیم فرمایا ہے" اور

"معانی القرآن" کے موضوع پر:۔

"امام قطرب نحوی م ۲۰۶ھ، ابوجعفر احمد بن محمد النحاس النحوی م ۳۲۸ھ، ابوعبید القاسم بن سلام النحوی م ۳۲۸ھ، امام ثعلب م ۲۹۱ھ، ابن الخیاط م ۳۲۰ھ، فراء نحوی م ۲۰۷ھ، ابوعبید محمد بن المثنی م ۲۱۰ھ، امام زجاج م ۳۱۱ھ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے قرآنی ارشادات کو علمی اور ادبی طرز پر حل کرنے کی سعی مشکور فرمائی ہے"۔

غرضیکہ قرآن عزیز کے کلمات اور معانی کے سمجھانے اور امت کی رہنمائی کے لئے متقدمین اور متاخرین نے قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ **شکر اللہ مساعیهم**

اسی طرح بعض علماء کرام نے ان سب عنوانات پر یکجا بھی قلم اٹھایا ہے، جیسا کہ علامہ قرطبیؒ کی احکام القرآن، اور متاخرین میں تفسیر ''روح المعانی'' قابل ذکر ہیں۔

علیٰ ھٰذا القیاس قرآنی اعجاز کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بعض تفاسیر تو بہت ہی مفصل ہیں، جیسا کہ تفسیر ابن النقیب حنفی م ۶۶۸ھ جو کہ ۹۹ جلدوں میں ہے .... اور بعض تفاسیر نہایت مختصر بھی ہیں جیسا کہ مقبول ترین تفسیر ''تفسیر جلالین'' جن کا تفصیلی ذکر اپنی اپنی جگہ پر انشاء اللہ آ جائے گا۔

بعض تفاسیر متوسط ہیں جیسا کہ ''مدارک'' اور ''بیضاوی'' وغیرہما...... حتیٰ کہ بعض تفاسیر بے نقاط حروف میں بھی مرتب کی گئی ہیں جیسا کہ فیضی کی ''سواطع الالہام'' اور ''دررالاسرار''۔

اور یہ بھی قرآن حکیم کا اعجاز ہے کہ اس کی تفاسیر کئی کئی جلدوں میں منظوم بھی مرتب کی گئی ہیں جیسا کہ عربی میں ''عامری'' م ۹۶۰ھ کی مرتبہ ایک لاکھ اسی ہزار اشعار پر مشتمل تفسیر، اور پنجابی میں ''تفسیر محمدی'' جو ۱۳۰۸ھ تک چار بار طبع ہو چکی ہے۔

اسی طرح بعض تفاسیر نے فلسفیانہ رنگ میں قرآنی اعجاز کی نقاب کشائی کی ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازیؒ اور دور متاخر کے علامہ طنطاویؒ۔

کسی مفسر نے واعظانہ طرز پر تفسیر قرآنی کو وعظ اور تذکیر کے لئے مرتب کیا ہے جیسا کہ تفسیر ''روح البیان'' اور کسی نے کتب سابقہ کی روشنی میں قرآن عزیز کی تفسیر مرتب کی ہے۔

اسی طرح قرآن عزیز کی تفسیر عربی، فارسی، اردو، ترکی، پشتو، اور دنیا کی تمام مروجہ زبانوں میں کی گئی ہے مسلمان جہاں بھی پہنچے قرآن کریم کی تفسیر قلمی اور اس وقت کے مناسب حال زبانی بھی بیان کرتے رہے۔

الغرض کوئی ایسا علمی، دینی، روحانی، اخلاقی شعبہ نہیں جس پر علماء کرام نے

قرآن کریم کی تفسیر کو مرتب نہ فرمایا ہو، اس لئے ضرورت تھی کہ ان خوش بخت علماء کرام کا تذکرہ بھی قلمبند کیا جاتا جنہوں نے اپنی محنت اور گرانقدر حیات مستعار کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام کی تفسیر کو امت میں پھیلاتے ہوئے صرف کر دیا، مگر مقام حیرت ہے کہ آج تک اس موضوع پر قلم نہ اٹھایا گیا۔

مولانا ابوالخیر کے متعلق بعض اہل علم نے کہا ہے کہ انہوں نے ''طبقات المفسرین'' پر مفصل کام کیا مگر وہ کتاب آج نایاب ہے صرف نام ہی کتابوں میں آتا ہے، البتہ ''محمد بن علی داودی'' (م ۹۴۵ھ) نے اس موضوع پر قلم اٹھایا مگر یہ کتاب بھی کمیاب ہے، یہ ''داودی'' امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، ان کی یہ کتاب مخطوطہ ۱۲۲۳ھ کی شکل میں کتب خانہ خدا بخش مرحوم پٹنہ (بھارت) میں موجود ہے جس کا نمبر ۱۹۶ ہے اور لیدن سے ۱۸۳۹ء کو پہلی بار طبع ہوئی، پھر تہران سے دوسری بار ۱۹۶۰ء کو طبع ہوئی، کتاب اگرچہ بڑی تقطیع میں ضخیم کتاب ہے مگر اصل کتاب صرف چند صفحات پر مشتمل ہے باقی اس کی شرح وغیرہ ہے جو لاطینی زبان میں ہے۔

(ف) خلیفہ چلپیؒ نے ''طبقات المفسرین'' کے زیر عنوان یہ لکھا ہے کہ:۔

> ''طبقات المفسرین پر امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کچھ لکھا تھا مگر ان کی رحلت پر وہ ناتمام ہی رہا، داودی مالکی نے ایک کتاب اسی عنوان پر ۹۴۱ھ میں لکھی''۔ لیکن

طبقات المفسرین شائع کردہ طہران کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت۔

> ''قال تلميذه الحافظ الشمس داؤدی رحمه الله علقت ذلك من مسودة فی اوراق لم يتمها شيخنا وكان عزمه ان يكون مولفا حافلا فللّٰه الحمد و القوة سبحانه''

سے معلوم ہوتا ہے کہ ''طبقات المفسرین'' کی اصل وہی مسودہ ہے جو امام جلال الدین نے مرتب فرمایا اس لئے یہ دو کتابیں نہیں بلکہ ایک ہی ہے، مگر اس کتاب میں صرف ۱۲۴ (ایک سو چوبیس) مفسرین قرآن عزیز کا ذکر ہے علیٰ ہذا القیاس ''امام قاسم بن خیرۃ الشاطبی'' نے بھی طبقات المفسرین کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی مگر وہ طبع نہ ہو سکی اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ شیخ الاسلام عارف حکمت مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ اسی طرح ''سلیمان بن عبدالقوی الطوفی'' نے بھی ایک کتاب ''الاکسیر فی قواعد التفسیر'' لکھی ہے مگر وہ بھی قلمی شکل ''آستانہ میں قرا حسام الدین'' کے مکتبہ میں محفوظ ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں تفسیر پر جو مقالہ بیرن کار اداد و (Baron Coradwdu) کے قلم سے مندرج ہے وہ بھی ناکافی ہے بہرحال پروفیسر گولت سیہر کے ان لیکچروں کا ہے جو تفسیر کے متعلق ہیں اور ۱۹۲۰ء کو جرمن زبان میں لیڈن سے شائع ہو چکے ہیں علیٰ ہذا القیاس متفرق طور پر ایک یا چند مفسرین قرآن عزیز کے متعلق بعض علماء نے تحقیق سے مقالات شائع کئے ہیں مگر ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی جامع تذکرہ ان خدام کلام مجید کا شائع کیا جائے تا کہ امت ان محسنوں کے کارناموں اور دینی جدوجہد سے کچھ تو واقفیت حاصل کر سکے۔ یہ کام کسی محقق، مدقق، بالغ النظر، وسیع المطالعہ عالم کا تھا مگر تا حال اس طرف پوری توجہ نہ کی گئی، چنانچہ اس ہیچمد ان نے اپنی بے بضاعتی کے باوجود محض خدمت قرآن عزیز کے جذبہ سے ۱۹۶۶ء میں اس موضوع پر ایک کتاب بہ نام ''تذکرۃ المفسرین'' لکھی جس میں الفِ اول (ایک ہزار سال) کے علماء تفسیر کا ذکر کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کتاب کو ہر طبقہ میں شرف قبولیت سے نوازا گیا ان آراء گرامیہ میں سے چند آراء درج ذیل ہیں۔

استاذ العلماء ڈاکٹر علامہ شمس الحق صاحب افغانی (سابق)

وزیر معارف قلات وشیخ التفسیر اسلامی یونیورسٹی بہاول پور

''محترم جناب قاضی محمد زاہد الحسینی کی کتاب ''تذکرۃ المفسرین'' نظر سے گزری جس کو دیکھ کر قلب میں مسرت ہوئی جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

اس کتاب میں تفسیر قرآن کے مبادی سے بقدر ضرورت بحث کی گئی ہے پھر دس صدیوں میں گزرے ہوئے مفسرین قرآن کے حالات کو درج کیا گیا ہے ''مصنف نے اس نئے موضوع'' پر قلم اٹھا کر علمی دنیا میں مزید اضافہ کیا ہے۔ میں ''مصنف علام اور تصنیف'' دونوں کے لئے برکت کی دعا کرتا ہوں''

(احقر شمس الحق افغانی کان اللہ لہ)

(۱) ۱۹/اکتوبر ۱۹۶۵ء نمبر ۷۰۵ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر حمید احمد خان مرحوم نے فرمایا۔

''تذکرۃ المفسرین جلد اول کا ایک نسخہ مل کر باعث مسرت ہوا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی دینی خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس پر میری دلی مبارک باد قبول فرمایئے۔ مفسرین کے اسمائے گرامی اور احوال و تصانیف کو بہ ترتیب زمانی مدون کر کے آپ نے ایک اہم قومی ضرورت پوری کی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء''

(۲) ۲/نومبر ۱۹۶۵ء نمبر ۷۱۸ پشاور یونیورسٹی کے ''وائس چانسلر چودھری محمد علی

مرحوم" نے تحریر فرمایا:

"آپ کی تفسیر فی الواقع اپنے موضوع میں پہلی کتاب ہے۔ تمام مفسرین کے حالات اور تصانیف اس قدر واضح اور بین ہیں کہ اگر اس کو بہ الفاظ دیگر مفسرین کا انسائیکلو پیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ کی تصنیف نے علماء طلباء بلکہ طلب دین کے ہر فرد کے لئے بہت سی آسانیاں پیدا کردی ہیں اس عظیم خدمت کے لئے آپ مبارک باد کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر دے آمین۔

(۳) برصغیر کے عظیم تصنیفی اور تحقیقی ادارہ "دار المصنفین اعظم گڈھ" نے یہ لکھا کہ:۔

"ہر دور میں قرآن کی تفسیر و تاویل کا کام تسلسل کے ساتھ جاری رہا ہے اور اسی کے ساتھ تفسیر کے ہر ہر پہلو پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں ان پہلوؤں میں ایک اہم پہلو طبقات المفسرین بھی ہے اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کس صدی میں کن لوگوں نے قرآن کی تفسیر کا کام کیا ہے اردو میں اب تک اس موضوع پر کوئی کتاب موجود نہیں تھی قاضی زاہد الحسینی صاحب نے اس کمی کو اپنی اس کتاب سے پورا کر دیا ہے۔ کتاب اہل علم کے مطالعہ کے لائق ہے۔ (معارف جون ۱۹۶۶ء)

(۴) برصغیر کے علمی اور تصنیفی ادارہ "ندوۃ المصنفین" نے لکھا کہ:۔

"قاضی محمد زاہد الحسینی مولانا احمد علی لاہوری کے مجاز و خلیفہ ہیں اور مغربی پاکستان میں تعارف کے محتاج نہیں انہوں نے "تذکرۃ المفسرین" لکھ کر قرآن کی ایک اچھی خدمت انجام دی ہے اردو زبان میں اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے یہ کتاب اپنے موضوع پر قابل قدر بھی ہے۔ (ستمبر ۱۹۶۶ء)

(۵) شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدر آباد کے آرگن "الرحیم" کا تبصرہ:۔

"تذکرۃ المفسرین" میں محترم مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نے علم التفسیر کی بڑی خدمت کی ہے اور طالبان علوم دینی اور علماء کے لئے ایک قابل وثوق تفسیری مرجع بہم پہنچا دیا ہے۔ فاضل مصنف نے کتاب کے جو مآخذ گنائے ہیں ان سے مفسرین کے حالات کا استخراج بڑی عرقریزی کا کام ہے اللہ تعالیٰ محترم قاضی صاحب کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے اور اہل علم کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ (الرحیم فروری ۱۹۶۶)

(۶) دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے "الحق" نے اپنے طویل تبصرہ میں یہ ارشاد فرمایا۔ کتاب "تذکرۃ المفسرین" میں حضرت علامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے ملت مسلمہ کے ایک ہزار دور کے مفسرین حضرات کی تفسیری خدمات کا نقش اول پیش کیا ہے مؤلف کتاب حضرت قاضی صاحب علمی دنیا کی طرف سے تشکر و امتنان کے مستحق ہیں جنہوں نے اس اہم اور نئے موضوع پر قلم اٹھایا اور بڑی محنت اور عرقریزی سے ایک جامع مفید اور مستند مجموعہ مرتب فرمایا حضرت قاضی صاحب جن کا فکر و قلم ہمیشہ قرآن اور قرآنی خدمات میں منہمک ہے "مبارک باد کے مستحق ہیں" امید ہے کہ قرآنی علوم و معارف اور کتب تفسیر کے احوال سے شغف رکھنے والے حضرات کو اس تاریخی اور سوانحی دستاویز سے بڑا فائدہ ہوگا۔

(ماہ نامہ "الحق" فروری ۶۶)

کتاب کی طباعت اول جلد ہی ختم ہوگئی مگر تقاضا پہلے سے بھی زیادہ ہونے لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے توکل اور توفیق کے ساتھ از سر نو کتاب کو مرتب کیا گیا جس میں:۔

(۱) دور نبوت خاتمہ سے لے کر آج تک کے مفسرین قرآن عزیز کا تذکرہ کر دیا گیا۔

(۲) ان کی مرتبہ تفاسیر یا کتب متعلقہ علوم تفسیر کی نشان دہی کر دی گئی کہ اگر وہ

غیر مطبوعہ ہیں تو ان کے قلمی نسخے کہاں کہاں محفوظ ہیں۔

(۳) بعض تفاسیر کے حالات مفصل بیان کر دیئے گئے اور بعض کے مجمل، یعنی جس حد تک رسائی ہو سکی جمع کر دیئے گئے۔

(۴) بعض کتب تفسیر کی حیثیت بھی واضح کر دی گئی۔

(۵) کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ بھی دے دیا گیا ہے جس کا تعلق علوم تفسیر کے ساتھ ہے۔

(۶) مفسرین قرآن کریم کی اکثریت ان علماء کرام کی ہے جو جامع العلوم اور صاحب قلم تھے اور ان کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے جیسا کہ ابن جوزیؒ، ابن تیمیہؒ، امام جلال الدین سیوطیؒ اور دور آخر کے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، جن کی تصانیف ایک ہزار سے زیادہ ہیں، مگر چونکہ اس کتاب کا موضوع تفسیر قرآن عزیز کا تعارف ہے اس لئے ان میں سے اکثر علماء کرام کی دوسری تصانیف کا ذکر نہیں کیا گیا صرف تفسیری خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۷) اسی طرح بعض مفسرین قرآن حکیم کے حالات پر کئی کئی ضخیم جلدیں لکھی گئی ہیں مگر ہم نے ان کا ذکر اختصاراً کیا تا کہ بطور مفسر قرآن عزیز کے ان کا تعارف ہو جائے۔

(۸) چونکہ کتاب کا مقصد تفسیری خدمات کا تعارف ہے اس لئے بعض ایسے مفسرین قرآن عزیز کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو خود تو مستقل تفسیر مرتب نہ کر سکے مگر تفسیر اور ترجمہ قرآن عزیز کے سلسلے میں انہوں نے علمی معاونت فرمائی ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے اگرچہ مستقل تفسیر قرآن عزیز مرتب نہیں فرمائی مگر مالٹا کی اسارت کے زمانہ میں اپنے شیخ

، شیخ الہندؒ کے ترجمہ قرآن عزیز میں آپ کے مذاکرات کا دخل عظیم ہے۔

(۹) چونکہ اس کتاب کا موضوع قرآن پاک کے مفسرین کے حالات کو اجمالا قلمبند کرنا ہے اس لئے بعض مفسرین کے فقہی مسلک یا عقائد کی نشاندہی تو کردی گئی ہے مگر اکثر مفسرین کا ذکر اجمالی طور پر کیا گیا ہے۔

(۱۰) کتاب کا موضوع تذکرۃ المفسرین ہے اس لیے اس میں ان ہی مفسرین کرام کے حالات درج کئے گئے ہیں جنہوں نے تفاسیر مرتب فرمائی ہیں یا درس تفسیر دیا ہے، قرآن کریم کے مترجمین کے حالات شاذ و نادر درج کئے گئے ہیں۔

اعترافِ تقصیر

میں نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے مرتب کرنے کے لئے بہت محنت کی ہے مگر پھر بھی مجھے اعتراف ہے کہ میں اس موضوع پر جیسا کہ حق تھا لکھنے سے قاصر رہا ہوں، البتہ اتنا ضروری عرض ہے کہ مفسرین قرآن کریم کے حالات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے اگر یہ کتاب بدر منیر کا کام نہ دے سکی تو دہ روزہ ضرور ثابت ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

احقر العباد

(قاضی) محمد زاہد الحسینی غفرلہ

۳ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۸۰ء

مقدمہ برائے تعارف علم تفسیر

اگرچہ تذکرہ ہونے کے لحاظ سے آنے والی باتوں کا جاننا ضروری نہیں مگر تاہم تفسیر قرآن مجید کے طلباء کے لئے اس مقدمہ کے مطالعہ سے معلومات میں اضافہ ہوسکتا ہے اور وہ ان امور کی روشنی میں مفسرین قرآن عزیز کے تذکرہ، اور ان کے ضروری علمی حالات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اس لئے اجمالاً عرض ہے کہ:۔

تعریف:۔ لفظ تفسیر کا معنی کسی چیز کا چھلکا اتارنا اور اس کی حقیقت معلوم کرنا ہے مگر اصطلاح میں اس سے مراد:۔

''وہ علم ہے جس میں قرآن کریم کے الفاظ اور ان کے معانی اور مصداق سے انفرادی اور اجتماعی طور سے بحث کی جائے''

موضوع:۔ اس علم کا موضوع کلام اللہ تعالیٰ ہے۔

غرض اور فائدہ:۔ ابدی اور کامل ہدایت سے ابدی اور کامل راہ نمائی حاصل کرنا تاکہ نجات حاصل ہو۔ بالفاظ محدث کبیر حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

''مقاصد قرآن حکیم سے وہ ہونے چاہئیں جن سے مبداء و معاش و معاد اور فلاح و نجاح دنیا و آخرت وابستہ ہو''۔

(مقدمہ ترجمہ حضرت لاہوریؒ)

حکم: واجب علی الکفایہ ہے یعنی امت کے ذمے اجتماعی طور پر قرآن حکیم کی تفسیر کرنا واجب ہے لیکن اگر امتؐ میں سے چند افراد نے بھی اس فریضہ کو ادا کر دیا تو باقی امت بریٔ الذمہ ہو جائے گی ورنہ سب کے سب گنہ گار ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ

زمانہ رسول اکرم ﷺ سے لے کر آج تک ہر دور میں کبھی کم اور کبھی زیادہ علمائے کرام نے تفسیر قرآن حکیم کو اپنا فریضہ سمجھا۔

(ف) اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی تفسیر راہ صواب سے دور ہوتی ہے تب دوسری تفاسیر کی ضرورت لاحق ہوتی ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم ان ابدی اور سرمدی تعلیمات کا مجموعہ ہے جو ہر دور اور ہر ملک میں پیدا شدہ دینی مسائل کا حل ہیں اور یہی وہ اعجاز ہے جس سے دوسری تمام کتابیں خالی ہیں۔

عظمت: جس طرح کلام اللہ معظم ہے اسی طرح کلام اللہ کی تفسیر بھی دوسرے علوم اور فنون سے اشرف ہے ہر سمجھدار انسان کی سب سے بڑی تمنا اور خواہش رہتی ہے کہ اس کو دونوں جہانوں کی سعادت اور سربلندی حاصل ہو تو جس علم کی بدولت یہ خزینہ حاصل ہوگا اس کی شرافت اور افضلیت ظاہر ہے۔

"تفسیر کے دورخ"

تفسیر قرآن حکیم کے ایک رخ کو تو ہم ابلاغ کا نام دے سکتے ہیں جو ہر زمانہ اور ہر ملک میں یکساں حیثیت رکھتا ہے البتہ ان احکام اور ضوابط کی ہمہ گیری، جامعیت، مصالح اور حکمتوں پر کبھی زیادہ اور کبھی کم متنوع حیثیت سے بحث کی جاتی ہے قرآن حکیم کی جامعیت اور اس کی تعلیمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ وہ سمٹنے اور ختم ہونے میں نہیں آتا جیسا کہ ارشاد قرآنی ہے۔

﴿وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ﴾ (سورہ ص نمبر ۸۸)

ترجمہ: اور تم ضرور اس (قرآن حکیم) کی سچی خبر کچھ دیر بعد جان لوگے۔

اس آیت شریفہ کی تشریح دوسری آیات میں یوں فرمائی:۔

﴿قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّـكَلِمٰتِ رَبِّىۡ لَـنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىۡ وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًا﴾

(الکھف نمبر ۱۰۹)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے اگر دریا بھی میرے رب کی باتیں (تشریح آیات) لکھنے کے لئے سیاہی بن جائیں تب بھی دریا تو خشک ہو جائیں گے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم اس جیسی اور مدد بھی لے آئیں۔

دوسری آیت میں اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ کلمات قرآنیہ کی افادیت اور جامعیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿وَلَوْ اَنَّ مَافِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللهِ﴾ (لقمن نمبر ۲۷)

ترجمہ: اور اگر زمین کے سارے پودے قلمیں بن جائیں اور یہ دریا اس جیسے اور سات دریاؤں سمیت سیاہی بن جائیں تب بھی تیرے رب کی باتیں لکھنے میں نہ سما سکیں گی۔

البتہ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ وسعت اور تشریح اور تفسیر ارشادات قرآنیہ کے معارف اور لفظی اور معنوی حسن، جامعیت کو بیان کرنے کے اعتبار سے ہے احکام خداوندی اور منشاء ایزدی میں ان سے ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک مفسر قرآن حکیم اقیموا الصلوٰۃ کی تفسیر میں کئی جلدیں لکھ سکتا ہے اور وہ اپنے اس بیان اور تحریر میں نماز کی برکات، بے نمازی کی قباحت، نماز کے حکم کا کثرت سے آنے کی حکمت صلوا کی بجائے اقیموا فرمانے کی حکمت پر تو بحث کرسکتا ہے لیکن کسی مفسر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ قرآن حکیم کے کسی حکم کی تعبیر یا تشریح میں قرآنی استدلال وارشادات کے خلاف کہہ سکے۔ مثلاً نفس صلوٰۃ ہی کے خلاف لکھ دے یا نماز کی اس شرعی حیثیت کے خلاف نبرد آزما ہوجائے جو سید دو عالم ﷺ سے لے کر

آج چودہ سو سال تک متواتر اور متوارث چلی آرہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان خدشات کو بند کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا﴾ (الانعام نمبر ۱۱۵)

ترجمہ: اور کامل ہو چکیں تیرے رب کی باتیں سچائی اور عدل کے اعتبار سے (بھی)

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ (المائدہ نمبر ۵۰)

ترجمہ: اور کون بہتر ہے حکم دینے میں اللہ تعالیٰ سے۔ اس قوم کے لئے جو یقین والی ہے۔

۔ چنانچہ یہ بھی قرآنی اعجاز ہے کہ قرآن حکیم کی بعض تفاسیر اس قدر مختصر ہیں کہ ان کے کلمات، کلمات قرآنی سے کچھ ہی زیادہ ہیں جیسا کہ جلالین، اور بعض تفاسیر کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ جیسا کہ تفسیر ابن النقیب حنفی، جس کی ضخامت نوے جلدوں سے بھی زیادہ ہے یہ تو تفسیر کا پہلا رخ ہے۔

اور تفسیر قرآن حکیم کا ''دوسرا رخ'' دفاعی ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ جوں جوں اسلام پھیلتا گیا اور مملکت اسلامیہ کی حدود خطہ حجاز سے بڑھ کر ایشیائی ممالک تک پھیلتی گئیں۔ تو ادھر تو نئے نئے مسائل پیدا ہوتے گئے اور ادھر اسلام کے خلاف آنے والی طاقتوں نے دو طریقے اختیار کر لئے:۔

ایک تو یہ کہ قرآنی تعلیمات پر کھلم کھلا اعتراضات کرنے شروع کر دیئے جیسا کہ فلسفہ زدہ دہریہ طبقہ یا بے دین راہب گروہ۔ اور......

دوسرا یہ کہ بعض بے دینوں نے قرآنی تعلیمات کے منبع قرآن حکیم کو آڑ بنا کر اپنے لادینی نظریات کو فروغ دینا شروع کر دیا جیسا کہ خوارج اور معتزلہ۔

چنانچہ خداوند حکیم نے اس کتاب عزیز کی حفاظت اپنے ذمے لیتے ہوئے قرآن کے نزول کے ابتدائی دور ہی میں فرما دیا تھا:۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر نمبر ۹)

ترجمہ: یہ حقیقت ہے کہ ہم ہی نے اس ذکر (قرآن مجید) کو اتارا اور ہم ہی اس کی یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور ساتھ ہی ان خطرات سے بھی خبردار کر دیا تھا۔ کہ جیسا کہ ہر نبی علیہ السلام کے مخالفین باطل نظریہ کو وحی الٰہی کے مقابلے میں پھیلانے کی کوشش کرتے تھے اسی طرح قرآن عزیز کے مخالف بھی پیدا ہو جائیں گے۔

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ (الانعام نمبر ۱۱۲)

ترجمہ: اور اسی طرح بنا دیئے ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن انسانوں اور جنات کے شیاطین۔ ان میں سے بعض، بعض کے دل میں جھوٹ کی باتیں بناوٹ کے ساتھ ڈالتے ہیں۔

مگر وہ حملہ آور اپنی سازش میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ یہ صرف ایک آزمائش ہوگی جس سے پختہ مسلمان اور منافق نکھر جائیں گے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

﴿فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝﴾ (الحج نمبر ۵۲، ۵۳)

ترجمہ: پھر مٹا ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جو ڈالتا ہے شیطان۔ پھر مستحکم کر دیتا ہے اللہ اپنی آیات اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے، تاکہ بنا دے اس کو جو ڈالا شیطان نے آزمائش ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے اور وہ جن کے دل سخت ہیں اور ایسے ظالم، دور کی گمراہی میں ہیں۔

چنانچہ صرف قرآن عزیز ہی وہ منفرد کتاب ہے جس نے ہر باطل کے مقابلے میں اپنی غیر متزلزل حیثیت کا اعلان روز اول ہی سے فرما دیا تھا کہ:۔

﴿وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ (حم السجدہ نمبر ۴۲)

ترجمہ: اور تحقیق یہ قرآن غالب کتاب ہے جس پر باطل حملہ نہیں کر سکتا نہ آگے سے اور نہ پیچھے سے یہ اتاری گئی ہے اس اللہ کی طرف سے جو حکمت والا ہے اور سب تعریفوں کیساتھ موصوف۔

اس لئے ہم مفسرین قرآن حکیم کو اس لحاظ سے تین طبقوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

طبقہ اولیٰ: وہ مفسرین کرام ہیں جنہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر، ارشادات صاحب وحی جناب رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں فرمائی۔ یہ طبقہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ۔ صحابہ کرامؓ میں سے عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ اور تابعینؒ میں سے علقمہؒ بن قیس (م ۶۱ھ) مسروقؒ بن اجدع م ۶۳ھ، عامر شعبی م ۱۰۹ھ زیادہ مشہور ہیں۔ بعد میں آنے والے مفسرین قرآن حکیم میں سے یزید بن ہارون سلمی م ۱۱۷ھ شعبہ بن الحجاج م ۱۶۰ھ وکیع بن الجراح م ۱۹۷ھ وغیرہم ہیں۔

(ف) بعض علماء تفسیر نے ان کے منتشر اقوال کو یک جا جمع بھی کر دیا ہے جیسا کہ کتاب **المصون فی علم الکتب المکنون** جو کئی جلدوں میں ہے۔ جس میں حضرت ابن عباسؓ، قتادہ، سعید بن جبیرؒ کے اقوال تفسیریہ کو جمع کر دیا ہے۔ (کشف الظنون)

طبقہ ثانیہ ان مفسرین قرآن حکیم پر مشتمل ہے جنہوں نے تفسیر قرآن حکیم کو تاویل کے رنگ میں پیش کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآنی آیات کی مراد متعین کرنے میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو اساس بنا کر تدبر آیات قرآنیہ سے بھی کام لیا جس کا حکم خود خداوند قدس نے دیا ہے ارشاد فرمایا:

﴿کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ﴾ (صٓ نمبر۲۹)

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس کو ہم نے اتارا آپ کی طرف بڑی برکت والی ہے۔ تاکہ غور وفکر کریں اس کی آیتوں میں اور تاکہ نصیحت حاصل کریں عقل والے۔

اگرچہ تدبر فی القرآن دور نبوت میں رہا مگر چونکہ صاحب وحی سید دو عالم ﷺ خود تشریف فرما تھے اس لئے صحابہ کرام ؓ حضور انور ﷺ سے معنی مراد کا استفسار کرلیا کرتے تھے۔ فرمایا۔

﴿وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ......﴾

(آل عمران نمبر۱۰۱)

ترجمہ: اور تم وہ لوگ ہو جن پر پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور تم میں اللہ تعالیٰ کا رسول (ﷺ) بھی موجود ہے (سمجھانے کیلئے)

یعنی تمہارے سامنے ہادی اور راہ نما کتاب قرآن مجید موجود ہے اور اس کی تفسیر کے لئے جناب رسول کریم ﷺ تشریف فرما ہیں ان سے مطالب کی راہ نمائی حاصل کر سکتے ہو۔ (ان کے بعد حدیث رسول کریم ﷺ کا یہی مقام ہے) یہ طبقہ تدبر فی آیات القرآن کے اصول پر مشتمل امام ابن جریر طبریؒ (م ۳۱۰ھ) سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

طبقہ ثالثہ یہ طبقہ ان مفسرین قرآن عزیز پر مشتمل ہے جنہوں نے ارادی اور غیر ارادی طور پر اپنے مخترعہ عندیات کو قرآن عزیز کی آڑ میں شائع کرنے والوں کا تعاقب کرکے ان کا دفاع کیا ہے اور یہ بھی قرآن عزیز کی بڑی خدمت ہے۔ چنانچہ قرون اولیٰ ہی میں معتزلہ، خوارج، مرجئہ وغیرہا فرق باطلہ نے اپنے غیر اسلامی عقائد کو الفاظ قرآنی کی آڑ میں شائع کرنے کی جب جسارت کی تو مفسرین قرآن عزیز نے

ان کا دفاع کرتے ہوئے امت محمدیہ کو گمراہی سے بچالیا جس کیلئے وہ امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

(ف) فرق باطلہ اور نظریات فاسدہ کا دفاع بھی قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے جیسا کہ:۔

(۱) یہود و نصاریٰ یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہم ہیں اور مشرکین عرب کہتے تھے ہم بھی دین ابراہیمی پر ہیں تو قرآن مجید نے اس کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (آل عمران نمبر ۶۷)

ترجمہ: ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے بلکہ وہ تو سب سے کٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

(۲) یہودی اسلام کا لیبل لگا کر صحابہ کرامؓ کے جملہ راعنا کو گستاخی کی نیت سے کہتے تھے مگر علیم اور خبیر خداوند قدوس نے ان کے خبث باطن کا پردہ چاک کرتے ہوئے ان کا دفاع فرماتے ہوئے مسلمانوں کو یہ کہنے سے روک دیا۔ ارشاد فرمایا:۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (بقرہ نمبر ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ کہو راعنا کا کلمہ۔ بلکہ کہو انظرنا اور بات سنو نبی کریم ﷺ کی۔ اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

(ف) صحابہ کرامؓ کی مراد اس کلمہ سے یہ تھی کہ آپ ہماری رعایت کریں (راع نا) مگر منافق اس کلمہ سے مراد "ہمارا چرواہا" یا بیوقوف لیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کلمے سے ہی منع فرمادیا۔

تدبر فی القران

تفسیر، تاویل، تحریف

۔تدبر فی القرآن اسلامی تعلیمات کی عالم گیراور ابدی افادیت کے لئے نہ صرف مفید ہے بلکہ ضروری ہے مگر یہ بات ضروری ہے کہ تدبر فی القرآن کا منشاء اور مقصد تعلیمات قرآنی کی اشاعت ہو اور اس نیت سے ہو کہ منشاء ایزدی کو خلق خدا قبول کرے اور ارشادات الٰہیہ کو بالا دستی حاصل ہو۔ فرمایا:۔

﴿وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ (الزخرف نمبر۴)

ترجمہ: بیشک یہ قرآن لوح محفوظ میں ہے ہمارے ہاں بڑا بلند اور حکمت والا ہے۔

چنانچہ یہ تفسیر تو مقبول و محمود ہے بلکہ ضروری ہے تاکہ قرآنی تعلیمات کی افادیت اور عظمت راسخ ہو جائے۔ مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو اپنی آراء فاسدہ کو قرآن عزیز کے الفاظ کی آڑ میں پھیلانا چاہتے ہیں اور ان کا سارا زور زیادہ طور پر آیات متشابہات کی بحث و تمحیص پر صرف ہوتا ہے جو دل کے نفاق کا اثر ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا......﴾

(آل عمران نمبر۷)

ترجمہ: لیکن وہ لوگ جن کے دل ٹیڑھے ہیں وہ تو پیروی کرتے ہیں ان آیتوں کی جو اس میں سے متشابہ آیات ہیں فتنہ تلاش کرنے

کے لئے اور حقیقت تلاش کرنے کے لئے۔ اور نہیں جانتا ان کی
حقیقت سوائے اللہ کے کوئی بھی اور وہ لوگ جو علم میں پختہ ہیں وہ
کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لائے اس پر بھی یہ سب ہمارے رب کی
طرف سے ہے۔

چنانچہ صحیح تفسیر اور تاویل کے لئے چند شروط ہیں۔

شرط اوّل یہ ہے کہ قرآن عزیز کی کسی ایک ہی آیت کو دیکھ کر تفسیر نہ کی جائے بلکہ اس مضمون کی جملہ آیات کو جمع کر کے پھر تفسیر کی جائے۔ جیسا کہ خود سید دو عالم ﷺ نے تفسیر فرمائی۔ مثلاً آیت۔

﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (انعام نمبر ۸۲)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور نہ ملایا اپنے ایمان میں ظلم کو۔ ان کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

میں نازل شدہ "کلمہ ظلم" کی تفسیر سورہ لقمان کی آیت نمبر ۱۳ میں کرتے ہوئے فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے۔ فرمایا **لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ**.
(ترجمہ) نہ شریک ٹھہرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(ف) تفسیر القرآن بالقرآن کے لئے متداول تفاسیر میں سے تفسیر امام بغوی زیادہ مفید ہے۔

شرط دوم: یہ ہے کہ اگر قرآن عزیز کی کسی آیت کی تفسیر دوسری آیات سے سمجھ میں نہ آ سکے تو صاحب وحی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور اعمال مبارکہ کی روشنی میں تفسیر کی جائے کیونکہ سید دو عالم ﷺ کے قلب منور پر وحی کا القاء ہوا ہے اس لئے اس وحی کا معنی مراد اور مصداق جو آنحضرت ﷺ نے سمجھا وہی صحیح تفسیر ہوگی۔ کیونکہ بعض

اوقات تو سید دو عالم ﷺ کے قلب منور پر منشاء قرآنی کا القاء آیات کے نزول سے پہلے ہو جایا کرتا تھا جیسا کہ مندرجہ ذیل ایک واقعہ بطور شہادت پیش کیا جاتا ہے۔

(ترجمہ روایت) ایک آدمی نے جناب رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ سب گناہوں سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنا کر پکارے حالانکہ اسی اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا فرمایا ہے۔ اس کے بعد سائل نے پھر پوچھا۔ پھر کون سا گناہ بڑا گناہ ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس خطرہ سے مار ڈالے کہ وہ بڑا ہو کر تیرے ساتھ کھائے گا (تیرا رزق کم ہو جائے گا) سائل نے پوچھا پھر کون سا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے (جو تیرے سہارے کو امن سمجھتا ہو) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرما دی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ...... الآية (مشکوٰۃ کتاب الکبائر) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو ارشادات من جانب اللہ نازل ہونے والے تھے ان کو قلب محمدی نے پہلے ہی سمجھ لیا آپ نے فرمایا کہ شرک سب سے بڑا گناہ جرم ہے قرآن عزیز نے بھی پہلے اسی کو عباد الرحمٰن کی پہلی نشانی بتائی پھر آپ نے فرمایا کہ وہ کسی بے گناہ کو قتل نہیں کرتے قرآن عزیز نے بھی اس کو دوسرے نمبر پر ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا زنا گناہ کبیرہ ہے قرآن عزیز نے بھی اس کو تیسرے نمبر پر ارشاد فرمایا یعنی اس ترتیب کے ساتھ نزول قرآنی ہوا۔

(ف) یہ آیت سورہ الفرقان کی آیت نمبر ۶۸ ہے۔

اس لئے جب کسی صحیح حدیث سے قرآنی ارشاد کی تفسیر ثابت ہو جائے تو اب وہی تفسیر حرف آخر ہوگی، اب اس کے سوا کوئی اور تفسیر قابل قبول نہ ہوگی۔ ایسی تفسیر کے لئے متداول تفاسیر میں سے تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر مفید ہیں۔ اور اگر

سید دو عالم ﷺ سے کسی آیت کی تفسیر نہ مل سکے تو صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال بھی تفسیر میں دوسرے لوگوں سے زیادہ مستند سمجھے جائیں گے کیونکہ صحابہ کرام ﷡ کو جس طرح سید دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہے اسی طرح ان حالات، اس ماحول اور واقعات کے مشاہدہ کا شرف بھی حاصل ہے جن میں قرآن حکیم کا نزول ہوا۔ امام ابن کثیر نے فرمایا:

الصحابة ادریٰ بذلک لماشاهدوا من القران و الاحوال التی اختصوابها. (مقدمہ ابن کثیر)

ترجمہ: صحابہ کرامؓ اس تفسیر کو بہتر جاننے والے تھے کیونکہ انہوں نے ان حالات اور مواقع کا مشاہدہ کیا ہوا تھا جو نزول قرآن کے وقت موجود تھے۔

صحابہ کرام قرآن حکیم کے اولین مخاطب اور خیر امت کی سب سے اعلیٰ قسم تھے ان کے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا تھا جس پر قرآن حکیم کی شہادت ہے۔

﴿اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ﴾ (مجادلہ نمبر ۲۲)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور ان کو طاقت بخشی اپنی طرف سے روح کے ساتھ۔

اسی ایمان مستحکم کی برکت سے وہ عملی اور اعتقادی کمزوری سے محفوظ تھے جیسا کہ قرآن حکیم ہی کی شہادت ہے۔

﴿وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ﴾ (الحجرات نمبر ۷)

اور برا دکھایا تمہاری نظر میں کفر کو اور گناہ کو اور نافرمانی کو۔ یہی وہ

لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

گویا محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام مقام قیادت پر فائز ہیں امت کے لئے ان کی اقتداء لازم اور ضروری ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ كَانَ مِنكُمْ مُسْتَنًا فَلْيُسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَيَّ لَاتُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَه اُولٰئِكَ اَصْحٰبُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبَرَّهَا قُلُوْباً وَاَعْمَقَهَا عِلْماً وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاقَامَةِ دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى اٰثَرِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْم. (مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ: جو آدمی مسنون زندگی اختیار کرنا چاہتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان لوگوں کے نقش قدم پر چلے جو دنیا سے پہلے جا چکے ہیں اس لئے کہ زندہ آدمی وقتی فتنوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور یہ قابل اتباع گروہ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا گروہ ہے جو اس امت کا بہترین گروہ تھا دل کے پاکیزہ علم کے گہرے بہت کم بناوٹی ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے پسند فرما لیا تھا اور دین کی اقامت اور اشاعت کے لئے۔ پس تمہیں لازم ہے کہ ان کی فضیلت کا اعتراف کرو اور ان کی پیروی کرو اور حتی المقدور ان کے اخلاق اور اطوار سے راہ نمائی حاصل کرو کیونکہ وہ لوگ صراط مستقیم پر تھے۔

حافظ الحدیث امام حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ:۔

''کوئی صحابی جب قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر کرے تو وہ صحابی کا قول نہ سمجھا جائے گا بلکہ اس کا حکم حدیث مرفوع کا ہوگا'' (مناہل العرفان ج ا ص ۴۷۹)

اور اگر سب صحابہ کرام کسی حکم ثابت یا استنباط شدہ مسئلہ پر اجماع کر لیں تو صحابہ کرام کا یہ اجماع اجماع معصوم عن الخطا ہوگا یعنی اس اجماع سے ثابت شدہ حکم اسی طرح غیر متزلزل اور محکم ہوگا جیسا کہ کتاب اللہ سے ثابت شدہ حکم یقینی ہوتا ہے امام سرخسی نے فرمایا:۔

''جس بات پر صحابہ کرام اجماع کر لیں تو وہ بمنزلہ کتاب اللہ سمجھی جائے گی''

(اصول سرخسی ص ۳۱۸)

اور اگر صحابہ کرام سے کسی آیت کی تفسیر ماثورہ نہ پائی جائے تو تابعین کے اقوال میں اس آیت کی تفسیر اور تشریح تلاش کی جائے۔ اس لیے حسب ارشاد نبی کریم ﷺ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

تابعین بھی خیر القرون میں داخل ہیں ابن کثیر نے فرمایا:

جب تابعین کسی بات پر اجماع کر لیں تو اس کے صحیح ہونے اور اس کے دلیل ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ (مقدمہ ابن کثیر)

اور اگر سب تابعین کا اجماع تو نہ ہو مگر چند تابعی یا صرف ایک تابعی سے کسی آیت کی تفسیر صحت اور سند کے ساتھ منقول ہو تب بھی وہ تفسیر بعد کے مفسرین کی تفسیر سے مقدم اور زیادہ بہتر سمجھی جائے گی۔ ابن کثیر ہی کا ارشاد ہے کہ:۔

ایسی صورت میں اکثر ائمہ تفسیر نے تابعین کے قول پر اعتماد کیا ہے اور اس تفسیر ماثور کو ترجیح دی ہے جیسا کہ مشہور تابعی مجاہد کی تفسیر کو دوسری تفاسیر پر فوقیت حاصل ہے۔

کیوں کہ تابعین کا منبع علم اور استناد صحابہ کرام ہی تھے مشہور تابعی عامر

شعبی م ۱۰۹ھ نے فرمایا کہ میں نے پانچ سو صحابہ کرام کو پایا اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے قرآن کریم کی ہر آیت کی تفسیر صحابہ کرامؓ سے پوچھی ہے۔ (رواہ الطبری)

(**ف**) صحابہ ہی کے دور میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ عراق بھی علوم نبوت کا مرکز بن چکا تھا چنانچہ ان مدارس تفاسیر سے مندرجہ ذیل جلیل القدر تابعین، مفسرین قرآن عزیز سند یافتہ ہو کر نکلے۔

(۱) مکہ مکرمہ کا مدرسہ تفسیر قرآن عزیز، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سرپرستی میں قائم تھا جس سے سعید بن جبیر، مجاہد بن جبیر، عکرمہ بربری، طاؤس بن کیسان یمانی، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہم فارغ ہوئے۔

(۲) مدینہ منورہ کا مدرسہ تفسیر قرآن عزیز، حضرت ابی بن کعب کی سرپرستی میں قائم تھا جس کے مشہور تلامذہ ابو العالیۃ، رفیع بن مہران محمد بن کعب قرظی، زید بن اسلم عدوی رحمۃ اللہ علیہم تھے۔

(۳) عراق کا مدرسہ تفسیر قرآن عزیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں قائم تھا جس کے مشہور تلامذہ علقمہ بن قیس کوفی، مسروق بن اجدع ہمدانی کوفی، اسود بن یزید نخعی، حسن بصری، قتادہ بن دعامہ السدوسی رحمۃ اللہ علیہم تھے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ تفسیر کے لئے سب سے پہلے تفسیر ماثور کو تلاش کیا جائے۔

تنبیہ: جو لوگ تفسیر قرآن حکیم کے لئے سب سے پہلے لغت عرب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی کو ترجیح دے کر تفسیر ماثور تک کا انکار کر دیتے ہیں وہ اصول تفسیر کے خلاف ہے کیونکہ جس طرح منشاء وحی الٰہی کو جناب رسول اکرم ﷺ سمجھتے تھے وہ ایک لغوی اور ادیب نہیں سمجھ سکتا۔ امام لغت ابن قتیبہ اور مشہور مسلمان فلسفی اور مورخ ''ابن خلدون'' نے کہا ہے۔

ان العرب لاتستوی فی المعرفۃ بجمیع مافی القران من الغریب والمتشابہ بل ان بعضھا یفضل فی ذلک علی بعض لان العرب لایکفیھم فی معرفۃ معانی القران معرفتھم بلغتہ بل کانوا فی کثیر من الاحیان بحاجتہ الی توقیف من الرسول ﷺ.

ترجمہ: عرب کے لوگ قرآنی معارف اور قرآنی الفاظ کی تقسیم غریب اور متشابہ وغیرہ اصطلاحات سے سارے کے سارے برابر نہیں بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اس لئے قرآنی معارف اور احکام کے سمجھنے کیلئے صرف عربی لغت ہی کافی نہیں بلکہ بسا اوقات سید دوعالم ﷺ کی اس راہ نمائی کی طرف بھی محتاج ہوئے جو آپ کو الہامی طور پر تعلیم کی گئی تھی۔

یہی قاعدہ متاخرین کے ہاں بھی ہے دور آخر کے مشہور محقق، مفسر مفتی عبدہ نے فرمایا:

القران فوق النحو والفقہ والمذاھب کلھا فھو اصل الاصول ماوافقہ فھو مقبول وما خالفہ فھو مردود مذدول و انما یھمنا مایقولہ علماء الصحابۃ والتابعون فیہ فھو العون الاکبر لنا علی فھمھم.

(المنار سورۃ المائدہ)

ترجمہ: قرآن عزیز علم فقہ، علم نحو اور دوسرے تمام مروجہ علوم کے قوانین اور اصول سے بالاتر ہے دراصل تمام اصول کا منبع اور معیار قبول و رد تو صرف قرآن عزیز ہے اس لئے جو قانون، ضابطہ، کسی

بھی علم کا قرآن عزیز کے موافق ہوگا وہ تو قبول ہوگا اور جو اس کلام الٰہی کے خلاف ہو اس کو رد کر دیا جائے گا ہمارے لئے سب سے زیادہ اہمیت اور اعتماد اسی بات کو حاصل ہے جو صحابہ کرام اور تابعین نے فرمایا یہی چیز ہمارے لئے فہم کلام کے لئے سب سے بڑی معاون ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ مفسر القرآن کی نظر صاحب وحی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ پر ہو محض کسی لغت وغیرہ کا ایسا اعتبار نہ کیا جائے کہ وحی ربانی اور ارشادات نبوی کے مقابلہ میں اس کو ترجیح دی جائے۔

تاویل: تدبر فی القرآن کے سلسلے میں تاویل کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔

تاویل کا لفظی معنی تو پھیرنا ہے مگر اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ ارشادات باری تعالیٰ میں اصول تفسیر کو مدنظر رکھتے ہوئے غور وفکر کے بعد ایک یا چند معانی متعین کر دیئے جائیں، ''تاویل'' کا کلمہ قرآن حکیم میں آیا ہے ارشاد فرمایا:

﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِمَالَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ﴾ (یونس نمبر ۳۹)

ترجمہ: بلکہ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں اس کی حقیقت ان کے سامنے۔

یعنی جس ارشاد قرآنی کی حقیقت کو اس وقت نہ سمجھ سکے اس کا انکار ہی کر دیا جیسا کہ معراج جسمانی کا انکار آج سے کچھ زمانہ پہلے اسلیئے کیا گیا کہ ٹھوس چیز کس طرح اوپر جا سکتی ہے؟

خود سید دو عالم ﷺ نے ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَ عَلِّمْهُ التَّاوِیْل.

ترجمہ: یا اللہ اس کو دین میں سمجھ عطا فرما اور قرآن سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔

(ف) آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس کی علمی اور ذہنی صلاحیت سے خوش ہو کر یہ دعا اس وقت فرمائی جب کہ سید دو عالم ﷺ کے حضور آپ موجود تھے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں نماز تہجد کے لئے آپ کو پانی پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا تو حضور انور ﷺ نے آپ کے لئے یہ دعا فرمائی چنانچہ عمر میں چھوٹے ہو کر بھی علم کے لحاظ سے اکثر صحابہ کرام سے فائق تھے۔ رضی اللہ عنہ

(ف) مگر جب قرآن عزیز کے ارشاد کا معنی اور مطلب متعین کرنے کے لئے تاویل کی ضرورت پڑے تو اس تاویل کے صحیح ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شروط ہیں۔

(۱) الفاظ قرآنی کا معنی مراد سمجھنے کے لئے لغت عرب کا استحضار جب قرآن عزیز کی آیات اور حدیث، اقوال صحابہ و تابعین سے تفسیر معلوم نہ ہو سکے تو پھر تاویل کے لئے لغت عرب کی طرف رجوع کیا جائے۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے فرمایا:

> ''ہم نے شعر کو قرآن فہمی کے لئے اصل نہیں بنایا بلکہ کسی غریب نادر لفظ کا معنی متعین کرنے کے لئے اشعار عرب کو بطور شہادت کے پیش کیا جاتا ہے تا کہ کوئی نادان یہ نہ کہہ دے کہ جب قرآن حکیم عربی زبان میں ہے تو اس کا معنی مراد عربی لغت کی روشنی میں متعین کیا جانا چاہیے''۔

چنانچہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس سے نافع بن ارزق اور نجدہ بن عویمر نے آیات قرآنی کے معانی پوچھے اور آپ نے بتا دیئے تو نافع نے کہا وھل تعرف العرب ذلک اس پر آپؓ نے فرمایا نعم اماتعرف قول الشاعر کذا و کذا (مقدمہ مسائل نافع)

یعنی کلام الٰہی کا معنی متعین کر لینے کے بعد اگر لغت ''عرب'' کو بطور شہادت پیش کر دیا جائے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے کہ مفسر کلام عرب سے واقف ہو جائے۔ اس لئے مفسرین سابقین پہلے لغت عرب میں مہارت تامہ حاصل کر لیتے تھے پھر اس کے بعد ''تفسیر القرآن'' پر قلم اٹھایا کرتے تھے۔ جیسا کہ آٹھویں صدی کے مفسر ابوحیان اندلسی نے کہا ہے کہ۔

> ''میں نے بچپن ہی میں علم لغت میں ''کتاب الفصیح'' اور دوسری کتب کو ازبر کر لیا اور عربی دیوانوں میں سے چھ مشاہیر عرب (امرء القیس۔ نابغہ۔ علقمہ، زہیر، طرفہ، عشرہ) کے دیوان بھی یاد کر لئے تھے''۔

اور اگر لغت عرب ہی کو اساس اور بنیاد بنا کر تفسیر کر دی جائے گی تو اس سے گمراہی کا دروازہ کھل جانے کا قوی امکان ہے جیسا کہ امام علماء لغت و معانی شیخ عبد القاہر جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''دلائل الاعجاز'' میں ارشاد فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محتاط علماء لغت اور ادب نے جب بھی قرآن حکیم کی کسی آیت کے لئے لغت عرب سے استناد کیا تو ساتھ ہی قرآنی ارشادات کی عظمت اور رفعت کا بھی اعتراف فرمایا جیسا کہ مشہور امام لغت عبدالملک بن قریب المعروف بالاصمعی م ۲۱۷ھ سے جب قرآن حکیم کی کسی آیت کی تفسیر پوچھی جاتی تو آپ یوں فرمایا کرتے تھے۔ اَلْعَرَبُ تَقُوْلُ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا اَعْلَمُ الْمُرَادُ مِنْهُ فِي الْكُتُبِ وَالسُّنَّةِ. (وفیات ص ۲۸۹)

(۴) دین قیم کے اساسی عقائد توحید و نبوت وغیرہا سے پوری طرح باخبر ہو۔ اور ان پر یقین رکھتا ہو ورنہ جو مفسر اسلام کے بنیادی عقائد سے بے خبر یا عقیدۃ مخالف ہوگا وہ تفسیر قرآن عزیز میں عظیم غلطی کر جائے گا جیسا کہ قدیم اہل ہوا نے غلطیوں کا ارتکاب کیا اور جدید اہل ہوا بھی اسی کا شکار ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

(۳) مفسر قرآن عزیز کے لئے ضروری ہے کہ وہ فقہی ابحاث سے بھی باخبر ہوتا کہ حرام حلال کو سمجھ سکے جناب رسول کریم ﷺ نے امت کو حکم دیا اَحلُّوا حلالَهٗ وحرّمُوا حرامهٗ (الحدیث) چنانچہ علمائے اصول تفسیر نے فرمایا کہ وَالْقِیَاسَةُ الشَّرعِیَّةُ والْمَواضعُ الّتِیْ یَصِحُّ فِیْهِ الْقِیَاس وَالَّتِیْ لَایَصِحُّ وَهُوَ عِلْم اُصُوْلُ الْفِقْهِ. (مقدمہ ابن راغب ص ۶۰۵)

(۴) مفسر قرآن عزیز کے لئے سب سے زیادہ ضرورت ''نور باطن'' کی ہے۔ اگر ایک انسان علوم لسانی اور علوم علمیہ سے بہرور بھی ہو مگر اس کا عمل سراسر تعلیمات قرآنی کے مخالف ہو یا اس کے نظریات میں اعوجاج ہو تو وہ قرآنی معارف کو کماحقہ نہ سمجھ سکے گا اور اس کی تفسیر تحریف کے زیادہ قریب ہوگی جیسا کہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:۔

> ''مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک فقرہ اس باب میں بہت خوب ہے انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ کبھی حضرت شاہ ولی اللہ اور سید احمد خان دونوں ایک ہی بات کہتے ہیں مگر ایک سے ایمان پرورش پاتا ہے اور دوسرے سے کفر'' (سید صاحب کا غیر مطبوعہ مکتوب مندرجہ العلم (کراچی) بابت جنوری ۵۹ء)

اس شرط کو مندرجہ ذیل ارشادات قرآنیہ کی روشنی میں سمجھنا چاہئے۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآنی علوم و معارف انسانی علوم و معارف کے بالکل مقابل ہیں یعنی انسانی علوم و معارف کا تعلق تو علوم سمعیہ اور بصریہ سے ہے یا بالفاظ دیگر کسی فن کے ساتھ ہے مگر قرآنی علوم و معارف کا تعلق علوم وہبیہ کے ساتھ ہے جن کا منبع آنکھ اور کان نہیں بلکہ ان کا منبع دل اور دماغ، روح اور عقل عالی ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

الف: ﴿وَ کَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا﴾ (الشوریٰ نمبر ۵۲)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے امر سے روح کی وحی کی''۔

(اس آیت میں قرآن عزیز کو روح کے ساتھ تعبیر فرمایا)

ب: قرآن عزیز کا محل نزول اور مہبط انوار وحی جناب رسول اللہ ﷺ کا دل مبارک ہے فرمایا ﴿فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِکَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ (بقرہ نمبر ۹۷)

ترجمہ: ''بیشک جبریل نے یہ قرآن اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا''

ج: قرآنی انوار کا محل صرف قلم اور زبان ہی نہیں بلکہ اس کا محل اقامت اور استقرار انسان کا دل ہے۔ ﴿بَلۡ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیۡ صُدُوۡرِ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ﴾ (العنکبوت نمبر ۴۹)

ترجمہ: ''بلکہ یہ قرآن عزیز روشن آیات ہیں ان کے دلوں میں جو علم کی دولت دیئے گئے۔'' یعنی قرآنی ہدایت اہل علم کو حاصل ہوتی ہے مگر اس کا محل اگر صدور اور قلوب ہیں۔ پھر تو وہ قرآن مجید کو سمجھ سکے گا۔ جس کے بعد اس کی عملی حالت میں انقلاب آ جائے گا جس کا ذکر قرآن عزیز نے فرمایا:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَ قُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِکۡرِ اللّٰهِ﴾ (الزمر نمبر ۲۳)

ترجمہ: اللہ ہی نے بہترین کلام نازل فرمائی جس کی آیات (ہدایت) باہم ملتی جلتی ہیں جس سے خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کی کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور ان کے دل یاد الٰہی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

اس لئے مفسر قرآن عزیز کے لئے نور باطن زیادہ ضروری ہے جس سے وہ تفسیر بالرائے سے محفوظ رہے گا قرآن عزیز کا ارشاد گرامی ہے:۔

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (سورۃ الواقعہ نمبر ۷۸)

ترجمہ: اس قرآن کو بغیر پاک لوگوں کے کوئی ہاتھ بھی نہ لگائے۔

امام ابو طالب طبریؒ نے اس آیت سے استنباط کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔ مفسر کے لئے ضروری ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح ہو اور وہ عملی طور سے بھی امور دین کا پابند ہو۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

دسویں شرط مفسر کے لئے وہبی کا ہونا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کو ملتا ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ حکمت یہ کہتی ہے جو مجھے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اپنے علم پر اچھی طرح عمل بھی کرے۔
(مقدمہ تفسیر ص ۵،۶)

چنانچہ متقدمین مفسرین قرآن عزیز میں سے اکثر کو یہ نور باطن اس قدر حاصل تھا کہ ان پر اس کا اثر ظہور پذیر ہوتا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد رشید حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”جب آپ“ قرآن عزیز کی تفسیر فرماتے تھے تو آپ کے چہرہ پر نورانی جھلک محسوس ہوتی تھی۔

اس لئے ان مفسرین سے قرآن سیکھنے اور پڑھنے سے منع فرما دیا جو بد عمل ہوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

”تمہیں ایسے لوگ بھی ملیں گے جو تم کو قرآن کی طرف بلائیں گے مگر ان کا اپنا حال یہ ہوگا کہ عملی میدان میں انہوں نے تعلیمات قرآنی کو پس پشت ڈالا ہوگا پس ایسے لوگوں سے بچو اور قرآن کریم کی تفسیر کو علم دین کے ذریعے سے سیکھو“۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی زیادہ تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

''میں تمہارے لئے ایسے آدمی کو خطرناک سمجھتا ہوں جو قرآن کریم کی غلط تاویل کرے ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں''۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تلاوت آیات قرآنیہ کے ساتھ ساتھ مطالب اور معانی سمجھ لینے کے بعد فوراً عمل شروع فرما دیا کرتے تھے چنانچہ مشہور تابعی ابو عبدالرحمٰن السلمی فرماتے ہیں کہ:۔

''ہمارے اساتذہ کرام (صحابہ رضی اللہ عنہم) کا یہ حال تھا کہ وہ دس آیات قرآنیہ کی تفسیر سید دو عالم ﷺ سے حاصل کر لینے کے ساتھ ہی ان پر عمل شروع کر دیتے تھے اس طرح وہ حضرات قرآنی تعلیم اور عمل بالقرآن کا منظر امت کے سامنے پیش فرماتے تھے''۔

اس لئے امت کے لئے مشعل راہ ہدایت وہ تفسیر ہے جو سید دو عالم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین سے ثابت ہو یا پھر وہ ''تاویل صحیح'' قابل عمل ہے جو ''علی منہاج التفسیر'' ہو اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اصول مسطورہ کی روشنی میں ہو۔ ورنہ وہ تفسیر یا تو تفسیر بالرائے (بالهوٰی) ہو گی یا کم از کم صحیح تفسیر کہلائے جانے کی مستحق نہ ہو گی۔ ان ضروری امور کا خلاصہ امام غزالیؒ نے یوں فرمایا ہے:۔

''مفسر قرآن کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن عزیز میں لغت، معانی، ترکیب لفظی، علم نحو، عادات عرب (بوقت نزول وحی) علماء متکلمین اسلام، اور صوفیائے اسلام کے وضع کردہ اصول اور تعلیمات کی روشنی میں غور و فکر کرے تاکہ وہ تفسیر تحقیق کے قریب ہو اور اگر صرف ایک دو علوم کی روشنی میں تفسیر کر لی گئی تو اس سے حق تفسیر ادا نہ ہو سکے گا'' (جواہر الغوالی ص ۲۹)

ان ہی مبادی کو امام راغب نے ''میزان'' کے ساتھ تعبیر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت سے استشہاد فرمایا ہے۔

﴿اَللّٰہُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ﴾ (الشوریٰ ۱۷)

ترجمہ: وہ اللہ جس نے کتاب اتاری ساتھ حق کے اور میزان کو بھی اتارا۔

اس میزان کا خود صاحب وحی سید دو عالم ﷺ نے لحاظ فرمایا جیسا کہ:۔

''ابن زبعریٰ نے سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۹۸ ﴿اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ﴾ پیش کر کے یہ سوال کیا کہ جن انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی اقوام نے معبود بنا رکھا تھا وہ بھی اس کے ضمن میں آ گئے اس کے جواب میں سید دو عالم ﷺ نے فرمایا: مَاَاجْھَلَکَ بِلُغَۃِ قَوْمِکَ اَمَافَھِمْتَ اَنَّ مَالِمَا لایعْقِل۔ (تفسیر ابی السعود) (ترجمہ) تو اپنی قوم کی لغت سے کس قدر ناواقف ہے کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ مَا کا کلمہ غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے یعنی اس سے مراد وہ بت وغیرہ (بے جان) اشیاء ہیں جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔

(ف) صحیح تفسیر اور تاویل کے لئے سند کا ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ دینی علوم بلکہ درس نظامی کے جملہ علوم وفنون کے لئے سند ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے بلکہ ناظرہ قرآن عزیز کی قرأت اور تلاوت کی تعلیم وتعلم کے لئے بھی سند کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی سند ناظرہ قرآن عزیز کو عبداللہ بن مسعود تک ذکر فرمایا ہے جنہوں نے سید دو عالم ﷺ سے قرآن عزیز پڑھا بھی ہے اور سنایا بھی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ متقدمین مفسرین قرآن عزیز کی تفسیر کرتے ہوئے اقوال کو باسند بیان فرماتے تھے جیسا کہ تیسری صدی ہجری کے عظیم مفسر ابن راہویہ م ۲۳۸ھ کا طریقہ تفسیر یہ تھا کہ وہ قرآن مجید کی تفسیر کرتے وقت اپنے اساتذہ کے اقوال کو باسند

بیان فرماتے تھے اسی طرح مشہور مفسر القرآن حسین بن مسعودی بغوی م ۵۱۶ھ (جن کا لقب محی السنۃ ہے) نے اپنی تفسیر ''معالم التنزیل'' میں جن صحابہ کرام، تابعین کے تفسیری اقوال نقل فرمائے ہیں ان کی تیرہ اسناد کو بھی یوں بیان فرمایا:۔

(۱) بغوی، ابو اسحق، محمد بن عبداللہ، احمد بن محمد، عثمان بن سعید، عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح، علی بن ابی طلحہ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما م ۶۷ھ۔

(۲) بغوی، ابو محمد عبداللہ بن حامد، ابن بطہ، عبداللہ بن محمد بن زکریا، سعید بن یحییٰ، مسلم بن خالد الزنجی ابن ابی نجیح عن مجاہد م ۱۰۴ھ۔

(۳) بغوی، ابوالقاسم، حسن بن محمد، احمد بن لیس، ابوبکر محمد بن بکر بن سہل، عبدالغنی بن سعید الثقفی، ابومحمد موسیٰ بن عبدالرحمٰن ابن جریج عن عطاء بن ابی رباح م ۱۱۴ھ۔

(۴) بغوی ابوالقاسم الحسن بن محمد بن احمد، سعید بن محمد، منہل بن واصل، ابو صالح عمرو بن عبید عن الحسن بصریؒ م ۱۱۰ھ۔

(۵) بغوی، ابو محمد عبداللہ بن حامد الاصفہانی، حامد بن محمد الہروی، ابو یعقوب الہروی، ابومحمد حسین بن محمد مروزی، شیبان بن عبدالرحمٰن عن قتادہ م ۱۱۰ھ۔

(۶) بغوی، ابوالقاسم الحسن بن محمد، ابوعمر احمد السرخسی، ابوالحسن احمد بن اسحٰق، ابوعلی الحسن بن محمد، موسیٰ بن عمار بن عن عبیداللہ بن ابی جعفر، ابوجعفر ربیع، انس، عن ابی العالیہ م ۹۰ھ۔

(۷) بغوی، ابوالقاسم، ابو العباس الہروی رجاء بن عبداللہ، ملک بن سلیمان الہروی، ابومحشر محمد بن کعب قرظیؒ م ۱۱۸ھ۔

(۸) بغوی، حسن بن محمد، احمد بن کامل، یونس بن عبدالاعلیٰ، عبداللہ بن وہب، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم م ۱۳۶ھ۔

(۹) بغوی، شیخ ابو عبداللہ المروزی، ابو مسعود محمد بن مروان، محمد بن السائب الکلبی م ۱۴۶ھ۔

(۱۰) بغوی الاستاد ابو اسحٰق ثعلبی، ابوالقاسم حسن بن محمد السدوسی، ابو عمرو احد بن محمد، جعفر بن محمد احمد بن محمد، ابو معاذ عبید بن سلیمان الباہلی، الضحاک بن مزاحم الہلالی م ۱۰۳ھ۔

(۱۱) بغوی، عبداللہ بن حامد، احمد بن محمد بن عیدوس، اسماعیل بن قیتبہ، ابو خالد نیشا پوری بکیر بن محمود بلخی، ابو معاذ مقاتل بن حبان (م قبل از ۱۵۰ھ)

(۱۲) بغوی، ابو اسحٰق بن محمد الہرجانی، ابو محمد عبدالخالق المعروف با بن ابی روبہ عبداللہ بن ثابت، ھذیل بن حبیب عن مقاتل بن سلیمان خراسانی م ۱۰۵ھ

(۱۳) بغوی ابوالقاسم الحسن بن محمد ابوالطیب محمد بن عبداللہ احمد بن محمد، عمر بن طلحہ، اسباط سدی م ۱۲۷ھ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

بالفاظ دیگر امام بغوی کی مرتبہ تفسیر ''معالم التنزیل'' ان تفاسیر کا مجموعہ ہے جو بواسطہ تابعین اور صحابہ کرام صاحب وحی سید دو عالم ﷺ تک پہنچتی ہیں۔

اسی طرح آٹھویں صدی ہجری کے عظیم مفسر قرآن عزیز ابن حبان اندلسی م ۷۵۴ھ نے اپنی تفسیر ''البحر المحیط'' کا استناد دو عظیم مفسرین ''علامہ زمخشری'' اور ''ابن عطیہ'' کے اقوال تفسیر سے کرتے ہوئے اپنی سند کو یوں بیان کیا ہے۔

ابو حیان اندلسی، ابو جعفر، احمد بن ابراہیم، قاضی ابن الخطاب محمد بن احمد الکسونی، ابو طاہر بن ابراہیم ح ابوالحسن بن احمد المقدسی، ابو طاہر الخشوعی عن جاراللہ زمخشری۔

(صاحب تفسیر کشاف)

ابو حیان اندلسی القاضی ابو علی الحسن بن عبدالعزیز، حافظ ابو الربیع بن سلیمان الکلاعی عبدالرحمٰن بن محمد انصاری عن ابی عطیہ۔ یہی طریق کار محققین علماء تفسیر کا ہے۔

ان آداب اور قواعد کے بغیر جو تفسیر ہوگی وہ تفسیر بالرائے ہوگی جو کہ

"تحریف" کہلاتی ہے تحریف کی دو قسمیں ہیں حتریف "لفظی" اور تحریف "معنوی"۔ اہل بدعت اور فساق جب اپنے کسی غلط عندیہ کیلئے قرآن عزیز کے ارشادات کی تحریف معنوی کرتے ہیں تو کبھی کبھی تحریف لفظی سے بھی نہیں چوکتے۔ایسی تاویلات باطنہ اور تحریف کے کچھ نمونے میری کتاب معارف القرآن میں مذکور ہیں (جواب پانچویں بار طبع ہو چکی ہے)

تفسیر بالرائے پر عالم اسلامی کے جلیل القدر ادیب کی تنقید

مصر کے سابق وزیر تعلیم ڈاکٹر طہٰ حسین مرحوم نے فرمایا ہے کہ:

"میں کہہ سکتا ہوں کہ موؤلین (قرآن عزیز کی تفسیر بالرائے کرنے والے) خواہ قدماء میں سے ہوں یا فلاسفہ میں سے، ان کی تاویلات دوراز کار ہیں انہوں نے عقل کو راہ نمائی سونپی اور دھوکہ کھا گئے انہوں نے وہ باتیں کیں جو ان کے منہ سے نہیں نکلنی چاہئیں تھیں۔ ان کو سزاوار یہ تھا کہ حد سے قدم آگے نہ بڑھاتے جس جگہ ان کی قوت فہم وادراک اور شعور اور بلوغ ختم ہو گئی تھی وہیں پر ٹھٹھک کر رہ جاتے۔ یہ ان کے لئے بھی بہتر ہوتا اور ان لوگوں کے لئے بھی جنہیں انہوں نے فتنے میں مبتلا کر دیا تھا۔

ان دوراز کار تاویلات نے عجیب عجیب گل کھلائے ہیں مثلاً قرآن مجید میں "طَيْرًا اَبَابِيْل" کا ذکر آیا ہے یعنی وہ چڑیاں جنہوں نے مکے پر حملہ آور حبشی فوج پر کنکریاں پھینک کر اسے تباہ کر دیا تھا یہ عقل پرست "طَيْرًا اَبَابِيْل" سے وبا مراد لیتے ہیں اور کنکریوں سے غیر مرئی جراثیم۔ یہ تاویل انہوں نے اپنی طرف سے کی حالانکہ سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے "سورۃ الفیل" کا یہ مطلب نہیں لیا اور نہ ہی اس نہج پر اسے سمجھا تھا اور وہ اس نہج پر سمجھ بھی نہیں سکتے تھے یہ ان کے لئے زیب کب تھا وہ میکروب (جراثیم) سے بالکل ناواقف تھے اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن عزیز میں "سبع سمٰوت" سے مراد کواکب و

سیارہ ہیں یہ بھی اٹکل پچو بات ہے یہ ایسی بات کر رہے ہیں جو نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے کبھی نہیں فرمائی'' (اسلام منزل بمنزل ص ۳۰۶)

اس مختصر مگر جامع اور ضروری مقدمہ کے بعد کتاب کے موضوع کو پیش کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ مفسرین قرآن عزیز کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے جس کا متعین کرنا دشوار ہے مگر تاہم جس قدر راقم کو معلوم ہو سکے ان کا تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ترتیب وار حالات کے ذکر سے پہلے قرآن عزیز کی تفاسیر کا کتابی شکل میں ہونا اور تفسیر کی مختصری سرگزشت کے ساتھ ساتھ برصغیر میں تفسیر قرآن کی خدمات پر چند سطور پیش کی جاتی ہیں۔

''تفسیر قرآن عزیز کتابی شکل میں''

ابتداء اسلام میں حدیث اور تفسیر قرآن عزیز کو یکجا ہی جمع کر لیا جاتا تھا چنانچہ یہ طریقہ بعد میں جاری رہا اور ہے ہر محدث نے اپنی مرتبہ کتاب حدیث میں ''ابواب التفسیر'' کو جمع کر دیا ہے۔ مگر پھر بھی جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد م ۱۰۲ھ نے تفسیر قرآن عزیز کو کتابی شکل میں جمع کر دیا تھا جس سے امام شافعیؒ اور امام بخاریؒ جیسے جلیل القدر ائمہ کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں استشہاد کیا ہے اسی طرح ابیؓ بن کعب کی مرتبہ تفسیر اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر قرآن عزیز روایت کردہ علی ابن ابی طلحہ م ۱۴۳ھ پر بھی اعتماد کیا گیا ہے۔ علی ہذا القیاس تفسیر ابن جریج بھی مکتوبہ شکل میں تھی بلکہ ''ابن خلکان'' کی رائے میں تو اولین تفسیر قرآن عزیز جو کتابی شکل میں تھی وہ ابن جریج ہی کی ہے (واللہ اعلم)

''تفسیر قرآن عزیز منزل بہ منزل''

قرآن عزیز کی تفسیر زمانہ نبوت سے لے کر آج تک متعدد اور متنوع طریقوں پر چلی آ رہی ہے اور تفسیر کی ساری سرگزشت دین اسلام سے محبت اور قرآن عزیز کے ساتھ قلبی لگاؤ کا نشان ہے دور اول میں چونکہ مسلمانوں میں عملی زندگی عروج

پر تھی اور وہ تفصیلی ابحاث کو سمجھنے کی بجائے ارشادات قرآنی سے منشاء خداوندی سمجھنے کی کوشش کرتے تھے اس لئے ان تفاسیر میں زیادہ تفصیلی ابحاث موجود نہیں البتہ ادبی اور معنوی لحاظ سے الفاظ قرآنی کی تشریح بھی خیر القرون ہی سے چلی آتی ہے گویا یوں کہا جاسکتا ہے ارشادات قرآنیہ کی عملی تفسیر جو صاحب وحی سید دو عالم ﷺ نے فرمائی کو بھی جمع کیا گیا جیسا کہ ابن جریر کی تفسیر میں۔ اور الفاظ قرآنی کی وضاحت کی طرف بھی زمانہ سابق میں توجہ دی گئی جس کے لئے ابن تغلب م ۱۴۱ھ محمد بن السائب الکلبی م ۱۴۶ھ قطرب م ۲۰۶ھ فراء م ۲۰۷ھ کسائی م ۱۸۲ھ اخفش م ۲۱۶ھ کے اسماء گرامیہ سرفہرست ہیں۔

جب تک اسلام حدود عرب میں رہا اس وقت تک قرآنی تعلیمات بیرونی نظریات سے محفوظ رہیں اس لئے دور اول کے مفسرین نے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی لیکن جوں ہی اسلام نے اپنے مرکز سے باہر بھی پھیلنا شروع کیا تو اس وقت کے غیر اسلامی نظریات نے قرآن عزیز کی آڑ میں اپنے نظریات باطلہ کی اشاعت شروع کر دی جیسا کہ معتزلہ، مرجۂ، قدریہ، وغیرہا فرق باطلہ نے قرآن عزیز ہی کو اپنے مقصد باطلہ کے لئے پیش کرنا چاہا اس لئے اس دور کے علماء تفسیر نے اپنی اپنی مرتبہ تفاسیر میں "دفاع عن الدین" کا فریضہ بھی ادا فرمایا۔

اسی طرح وسعت حدود مملکت کے پیش نظر امت کو دینی دفعات کے مرتب کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی تو "احکام القرآن" کا موضوع بھی اختیار کیا گیا۔ اس پر مستقل تفاسیر مرتب کی گئی اور یا عمومی تفاسیر میں اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا گیا۔

(ف) اگرچہ متقدمین کی باقاعدہ مرتبہ تفاسیر کمیاب ہیں مگر ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا یہ ہوسکتا ہے کہ بعض مفسرین کو ایک کتاب نہ ملی ہو مگر دوسرے کو مل گئی ہو جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے "امام سعید بن عبداللہ" الازردی م ۲۲۶ھ کی مرتبہ

تفسیر کو بیس سال تک تلاش فرمایا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے لیکن امام عبدالوہاب شعرانی جو کہ امام سیوطی سے تقریباً ساٹھ سال بعد فوت ہوئے ہیں) نے اس تفسیر اور دوسری تفاسیر کو مطالعہ فرمایا جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

میں نے امام سعید بن عبداللہ الازردی کی مرتبہ تفسیر کو نہ صرف مطالعہ کیا ہے بلکہ اس میں مندرجہ احادیث اور آثار کی تخریج کر کے ایک مستقل کتاب لکھ لی ہے۔ اسی طرح میں نے تفسیر ابن عادل، تفسیر ابن ازہر اور تفسیر ابن نقیب حنفی کو مطالعہ بھی کیا ہے بلکہ بعض تفاسیر کو دو مرتبہ بھی مطالعہ کیا ہے۔ (المنن الکبریٰ مطبوعہ مصر ج ا ص ۱۴۱)

اس لئے تفاسیر قرآن عزیز کا استیعاب بڑا ہی مشکل ہے خلیفہ چلپی نے نو سو تفاسیر کا ذکر فرمایا ہے۔ محدث کبیر حضرت انور شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ تفاسیر قرآن کریم کی تعداد ۲ لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ اس ہیچ مداں نے جن مفسرین کا ذکر کیا ہے ان کی تعداد ۶۳۶ ہے۔

برصغیر میں تفسیر قرآنی کی مختصر سرگذشت

بحمدہ تعالیٰ برصغیر میں تفسیر قرآن عزیز جزوی اور کامل طور پر ابتداء اسلام ہی سے مرتب ہو گئی تھی جیسا کہ:۔

(۱) کشمیر کے ایک راجہ کے متعلق ہے کہ اس نے قرآن مجید کی تفسیر مقامی زبان میں تیار کرائی تھی۔ (تاریخ مسلمانان پاک و ہند ص ۱۰۷)

(۲) اسی طرح بزرگ بن شہر یار تا خدا رامہر مزی نے اپنی مرتبہ کتاب ''عجائب الہند'' میں مہروک بن رائق ملک الور کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس نے ۲۷۰ھ میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز صاحب منصورہ کو یہ لکھا کہ وہ اس کے پاس کسی ایسے عالم کو بھیجے جو اس کے لئے قرآن عزیز اور اسلام کی تشریح ہندی

زبان میں کرے چنانچہ اس کے لئے ایسے ہی ایک عالم کو بھیجا گیا جس نے اس راجہ کو قرآن کریم ہندی زبان میں پڑھایا جب سورۃ یسین کی آیت ﴿قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِىٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ پر پہنچے تو راجہ نے زمیں بوس ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (رجال الهند والسند ص ۲۵۴ و دکنی کلچر از نصیر الدین ہاشمی شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور)

(۳) ڈاکٹر مہر الحق نے "ملتانی زبان" نامی کتاب میں یہ لکھا ہے:۔

"عراقی نے ۲۷۰ھ میں قرآن حکیم کا ترجمہ یا تفسیر سندھی زبان میں لکھی ہندوستان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ یہی تھا" (ص ۳۲۱)

(ف از مرتب) ہو سکتا ہے یہی وہ ترجمہ اور تفسیر ہو جس کا ذکر نمبر ۲ میں کیا گیا ہے۔

اسی طرح امام عبد بن حمید م ۲۴۹ھ بھی جلیل القدر مفسر کچھ (سندھ) کے تھے وسطی دور میں حضرت سید محمد گیسو دراز م ۸۲۵ھ) اور شیخ علی مہائمی (بمبئی) عظیم مفسر گذرے ہیں موخر الذکر کی مرتبہ تفسیر مصر میں طبع ہوئی اور اس وقت کے جلیل القدر علماء سے خراج تحسین حاصل کیا۔ فارسی زبان میں قرآن عزیز کی مبسوط تفسیر قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے بہ نام "بحر مواج" مرتب فرمائی۔ اورنگ زیب کے استاد ملا جیون جون پوری کی تفسیر احمدی عالم اسلامی میں مستند تفسیر ہے ان سب کا تفصیلی ذکر اپنے اپنے مقام پر انشاء اللہ آ جائے گا۔

پہلی اور دوسری صدی ہجری کے
مفسرین قرآن عزیز

سید دو عالم ﷺ پر قرآن عزیز کا نزول ہوا اور آپ ہی نے پھر اس کو لوگوں تک پہنچایا اور ساتھ ہی سمجھایا بھی ہے اس لئے قرآن عزیز کے سب سے پہلے مفسر خود سید دو عالم ﷺ ہیں اور پھر آپ کے تمام صحابہ کرامؓ بھی مفسرین قرآن عزیز ہیں کہ ان سعادت مندوں کو قرآن عزیز کے سماع اور اس کی علمی اور عملی تفسیر سننے اور دیکھنے کی سعادت عطا ہوئی مگر ان میں سے چند صحابہ کرام خصوصی طور پر مفسرین قرآن تھے اس لئے علماء تفسیر نے طبقات المفسرین میں سے پہلا طبقہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام کو بتایا ہے۔

ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مناہل ج ۱ ص ۳۲)

ان میں سے ہر ایک نے جو خدمات قرآن عزیز کی کی ہیں وہ امت پر بہت بڑا احسان ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے سید دو عالم ﷺ کی دعا کہ یا اللہ اس کو قرآن عزیز کی تاویل سمجھا، آپ کی مفسرانہ حیثیت کے لئے عظیم سند اور دلیل ہے اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سینہ مبارک اس قدر مصفی اور مجلی تھا کہ کئی آیات کے نزول سے پہلے ہی آپ نے اس مضمون کا اظہار دربار سید دو عالم ﷺ میں کر دیا تھا جو کہ ''موافقات عمرؓ'' کے نام سے امت میں مشہور ہیں۔

صحابہ کرام کی طرح تابعین بلکہ تبع تابعین نے بھی تفسیر قرآن عزیز کے درس و تدریس میں نمایاں حیثیت حاصل کی جیسا کہ:۔

عمرو بن شرحبیل (م ۶۳ھ) کی نظر قرآن عزیز کی تفسیر اور تاویل پر کامل طریقہ پر تھی۔ اور ابوعبدالرحمن السلمی (م ۷۳ھ) کے متعلق ہے کہ آپ نے پورے

چالیس سال تک تفسیر قرآن عزیز کا درس بلا معاوضہ دیا، اسی طرح محمد بن سیرین (م ۱۱۰ھ) اگر چہ فن تعبیر میں امام مشہور ہیں مگر بقول علامہ ندوی آپ تفسیر، حدیث اور فقہ میں بھی امام تھے امام حسن بصری (م ۱۱۲ھ) تو ہر سورۃ کی تفسیر، تاویل اور پھر شان نزول وغیرھا تمام متعلقات کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے۔

غرضیکہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں قرآن عزیز کے کافی مفسرین موجود تھے جن میں سے اکثر کے نام اور ان کی مرتبہ تفسیر کا ذکر بھی چوتھی صدی ہجری کے مورخ ابن ندیم نے الفہرست میں کیا ہے مگر اس فصل میں ان ممتاز مفسرین قرآن عزیز کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے تفسیر کا لکھنا یا درس دینا ثابت ہے۔

(۱) حضرت اُبی بن کعبؓ

آپؓ ان چھ خوش بختوں میں سے ہیں جنہوں نے زمانہ رسالت مآبؐ ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور کاتب وحی ہونے کے علاوہ سید دو عالم ﷺ کے عہد مبارک میں فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔

آپؓ اس چار رکنی بورڈ کے رکن تھے جس بورڈ کو خود سید دو عالم ﷺ نے قرآن کریم کے جمع کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ صحابہ کرامؓ میں قاری بلکہ "سید القراء" کہلائے جاتے تھے کہ مخارج حروف اور اداء کلمات میں آپؓ سب سے بہتر تھے۔ آپؓ ان اولین انصار میں سے ہیں جنہوں نے ستر کی تعداد میں عقبہ ثانیہ میں جناب رسول کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ غزوۂ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ آپ سے ۱۶۴/احادیث مروی ہیں آپؓ کی منقبت میں سب سے بڑی سعادت وہ ہے جو آپؓ کو سید دو عالم ﷺ نے "سورۃ البینۃ" سناتے وقت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا اے ابیؓ! اللہ نے تیرا نام لے کر فرمایا ہے کہ میں قرآن پڑھوں اور تو سنے حضور انور ﷺ نے آپؓ کو "سید الانصار" کا لقب دیا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ

آپ کو سید المسلمین کہا کرتے تھے آپ سے قرآنی تفسیر کا ایک عظیم نسخہ روایت ہے جس کو ابوجعفر رازی نے ربیع بن انس سے اور پھر ربیع نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہے۔ ابوالعالیہ کی وفات ۹۲ھ کو ہوئی۔ اس نسخہ کی تفسیر کو علامہ بغوی نے اپنی تفسیر میں یوں نقل کیا ہے۔

"حسین بن مسعود بغوی عن ابی القاسم الحسن بن محمد عن احمد بن محمد السّرخسی عن احمد بن اسحق السرخسی عن محمد بن موسی ازدی عن عمار بن حسن ھمدانی عن عبداللّٰہ بن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ربیع بن انس عن ابی العالیہ عن ابی بن کعب رضی اللّٰہ عنہ ورحمۃ اللّٰہ علیھم"

اسی طرح محدث کبیر حاکمؒ م ۴۰۵ھ نے مستدرک میں اور امام احمدؒ م ۲۹۰ھ نے اپنی مسند میں ان سب تفسیری اقوال کو جمع فرمایا ہے۔ خلیفہ چلپیؒ نے لکھا ہے کہ:۔

"ابی بن کعبؓ نے تفسیر قرآن عزیز میں ایک بڑی کتاب لکھی جس کی اسناد صحیح ہیں"

علیٰ ہذا القیاس احمد طاش کبری زادہ م ۹۶۸ھ نے کہا ہے کہ:۔

"حضرت ابی بن کعبؓ کی تفسیر ضخیم ہے جس کو ابوجعفر رازیؒ نے روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے اس سند پر اعتماد کرتے ہوئے ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر میں اور حاکمؒ نے مستدرک میں تفسیر ابی بن کعبؓ کو نقل کیا ہے"۔ (مفتاح السعادۃ ج ۱ ص ۴۰۴)

حضرت ابی بن کعبؓ کی وفات کے متعلق ایک قول تو یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ۲۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی مگر ابونعیم اصفہانی نے کہا ہے کہ آپ کی وفات خلافت حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں ۳۰ھ کو ہوئی۔

"واقدی" فرماتے ہیں ھو اثبت الاقاویل عندنا. (تہذیب ج ۱ ص ۱۸۸)

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

آپ کی والدہ ماجدہ ام عبد کی کنیت سے مشہور ہیں۔ آپؓ سولھویں خوش بخت ہیں جنہوں نے سید دو عالم ﷺ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کی۔ سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں بآواز بلند تلاوت قرآن حکیم کا شرف بھی آپؓ ہی کو حاصل ہے حبشہ اور مدینہ منورہ کے مہاجر ہیں۔ سید دو عالم ﷺ کے تمام غزوات اور بعد میں جنگ یرموک میں بھی شرکت فرمائی۔ قرآن شریف سے آپ کی محبت اور تعلق کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ:۔

نمبر۱: جناب رسول کریم ﷺ نے آپؓ سے فرمایا۔ تو قرآن پڑھ تا کہ میں سنوں۔ چنانچہ آپؓ نے سورۃ النساء کی تلاوت فرمائی اور نبی اکرمؐ نے سماع فرمائی۔

نمبر۲: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم دس آیات قرآنی پڑھ کر ان کے معانی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے بعد آگے پڑھا کرتے تھے۔

سید دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد آپؓ نے کوفہ میں اقامت اختیار فرمائی تھی اور وہاں باقاعدہ درس حدیث و درس تفسیر دیا کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد "چار ہزار" بتائی گئی ہے اخیر عمر میں آپ مدینہ منورہ آ گئے تھے اور وہیں ۳۲ھ کو رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن کر دیئے گئے۔

(۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپؓ ایران کے مجوسی زادہ تھے اسلام کے لئے بڑی تکالیف اٹھائیں۔ سید دو عالم ﷺ نے آپؓ کے بارے میں فرمایا سلمانؓ منا اھل البیت آپؓ نے طویل عمر پائی۔ صحیح قول کے مطابق دو سو پچاس سال تک زندہ رہے مدائن میں ۳۵ھ کو انتقال فرمایا۔

(ف) پانچویں صدی ہجری کے مشہور فقیہہ محمد بن احمد مشہور بہ امام سرخسیؒ نے اپنی مستند کتاب مبسوط میں ارشاد فرمایا ہے کہ "ایران کے نو مسلموں نے حضرت سلمان

فارسیؓ کی خدمت میں لکھا کہ وہ اسلام لانے کے فوراً بعد عربی زبان میں نماز نہیں پڑھ سکتے چنانچہ آپؓ نے ان کیلئے سورۃ فاتحہ کا ترجمہ فارسی زبان میں کر کے بھیجد یا جس کو وہ نومسلم عربی زبان سیکھنے تک اپنی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے"۔ (مبسوط مطبوعہ مصر ج ا ص ۳۷) اس لحاظ سے آپ قرآن عزیز کے پہلے مترجم اور مفسر ہوئے۔

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ

آپ حضور انور ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں بچپن ہی سے سید دو عالم ﷺ کی کفالت سے مشرف ہوئے اس لئے قرآن عزیز کا سننا اور پھر اس کا سمجھنا آپ کو زیادہ نصیب ہوا چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:۔

"قرآن عزیز کا نزول سات حرفوں پر ہوا ہے ہر حرف کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دونوں علوم سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا"۔

یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر قرآن عزیز زیادہ تر آپ ہی سے نقل فرمائی ہے، آپ اکثر اوقات قرآن عزیز کی تفسیر فرمایا کرتے تھے جس کو ابوحمزہ ثمالی لکھ لیا کرتے تھے۔ اور خود بھی آپ اپنے پاس تفسیر کا وہ نسخہ رکھا کرتے تھے جس کو "فہم القرآن" کا نام دیا ہے آپ سے پوچھا گیا مافی **هذه الصحيفه** تو آپ نے فرمایا "فہم القرآن"۔ آپ کی شہادت ۲۱ ر رمضان ۴۰ھ کو ہوئی۔

(ف) آپ کی تفسیر کا ذکر بھی آئندہ اوراق میں آرہا ہے۔

(۵) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ ابوبکر صدیقؓ کی لخت جگر ہیں اور سید دو عالم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم نبوت کے حصہ وافر سے سرفراز فرمایا تھا اجلہ صحابہ کرام کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے آپ باقاعدہ درس قرآن عزیز اور درس حدیث دیا کرتی تھیں جلیل القدر صحابی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

جب بھی ہم کو فہم آیات قرآنی میں کوئی مشکل پیش آتی تو ہم ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچتے تو آپ ہماری راہ نمائی فرماتیں۔ (ترمذی)

آپ کی جلالت مرتبت اور فہم علوم نبوت کا یہ حال تھا کہ صحابہ کرام کے بعض فیصلوں پر قرآن عزیز کی روشنی میں تنقید فرماتیں ایسے تمام مسائل کو امام جلال الدین سیوطی نے "عین الاصابہ فیما ادرکتہ عائشۃ علی الصحابۃ" نامی کتاب میں جمع فرما دیا ہے۔ آپ کی وفات ۱۷ر رمضان ۵۷ھ کو ہوئی اور جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ سید دو عالم ﷺ کے چچا زاد بھائی اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں جب آپ ؐ شعب ابی طالب میں نظر بند تھے تو اس وقت حضرت عبداللہ کی ولادت ہوئی۔ حضرت عباس ان کو لے کر دربار نبوت میں پہنچے ان کے منہ میں آنحضرت ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ گویا یہ بشارت تھی کہ آپ "مفسر القرآن" بنیں گے آپ کی والدہ ماجدہ ام الفضل نے سب عورتوں سے پہلے ایمان قبول کیا ۸ھ میں جب حضرت عباس ؓ بھی مشرف بہ اسلام ہو کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ؓ کو دربار نبوت میں حاضری کا شرف زیادہ سے زیادہ ملتا رہتا، چنانچہ:

> "رات کو کبھی کبھی جب کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور ﷺ رونق افروز ہوتے تو وضو کے لئے پانی پیش کرنے کی سعادت آپ ؓ ہی کو حاصل رہتی۔ ایسے ہی ایک دو مواقع پر سید دو عالم ﷺ نے آپ کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔
> اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِیْل۔ ترجمہ: اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ اور قرآن فہمی کی دولت عطا فرما۔"

یہ سید دو عالم ﷺ کی دعاؤں کا اثر تھا کہ خلافت راشدہ کے دور میں آپ ؓ

قرآنی تعلیمات اور تفسیر کے لئے سند تسلیم کئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''عبداللہ بن عباسؓ قرآن عزیز کے اچھے ترجمان ہیں''

آپؓ کا حلقہ درس بہت وسیع تھا آپ روزانہ علمی مجلس منعقد فرماتے اور سائلین کے سوالات کا تسلی بخش جواب دیتے آپ نے غیر عرب طلباء کے لئے ترجمان مقرر کئے ہوئے تھے اور طلباء کو تفسیری نوٹ لکھواتے تھے ''امام ابن تیمیہؒ'' نے ''ابن جریرؒ'' مفسر سے باسند نقل کیا ہے کہ ''ابوکریب'' نے ہم سے اور ابوکریب کو ''طلق بن غنامؒ'' اور اس نے ''عثمان مکی'' سے بیان کیا کہ انہوں نے ''ابن ابی ملیکہ'' سے سنا ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کے شاگرد مجاہد کے پاس وہ تختیاں دیکھی ہیں جن پر ابن عباسؓ نے ان کو قرآنی آیات کی تفاسیر لکھائی ہیں۔ (رسالہ اصول التفسیر از ابن تیمیہ ص ۶۲)

آپؓ کے شاگرد مسروقؒ فرماتے ہیں:۔

''عبداللہ بن عباسؓ کا طریقہ تعلیم وتدریس یہ تھا کہ خود ہی ایک سورۃ کی تلاوت فرماتے اور پھر خود ہی اس کی تفسیر بھی فرماتے تھے''

آپ کی تفسیر اس قدر روح افروز اور ایمان افزا ہوتی کہ اس سے غیر مسلم بھی اثر پذیر ہوتے تھے۔ جیسا کہ ''ابووائل'' فرماتے ہیں۔ ''حضرت علیؓ نے آپ کو اپنے زمانہ خلافت میں خلیفہ حج مقرر فرمایا۔ آپ نے سورۂ بقرہ یا سورۂ نور کی تلاوت فرمائی اور پھر اس کی ایسی جامع تفسیر فرمائی کہ اگر اس کو ''ترک روم'' اور ''دیلم'' سن لیتے تو سب کے سب مسلمان ہو جاتے''۔ آپ کا طریقہ تعلیم اس امتیاز کا حامل تھا کہ آپ کے شاگرد کئی کئی مرتبہ آپ کے حلقہ درس میں شرکت کا شرف حاصل کرتے آپ کے ممتاز شاگرد مفسر جلیل حضرت مجاہد نے فرمایا۔ کہ:

''میں نے ابن عباسؓ سے تیس مرتبہ قرآن عزیز پڑھا''

آپ کے شاگردوں میں سعید بن جبیر۔ عکرمہؒ، طاؤسؒ، عطاءؒ بھی مشہور و معروف گزرے ہیں آپ سے جو تفسیر نقل کی گئی ہے وہ ''علی بن طلحہ ہاشمی'' (م ۱۴۳ھ) کی سند سے منقول ہے۔ یہ تفسیر لیث بن سعد م ۱۷۵ھ کے کاتب ابوصالح کے پاس مصر میں موجود تھی اور یہی تفسیر امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس سند کے ساتھ روایت کی ہے یہ تفسیر دور نبوت ہی سے متداول رہی ہے جیسا کہ ماہر علوم تاریخیہ محمد حسین ہیکل مصری نے کہا ہے کہ:۔

''تفسیر ابن عباسؓ سید دو عالم ﷺ کی رحلت کے فوراً بعد مرتب ہو چکی تھی''۔

یہ تفسیر آج تک پائی جاتی ہے اس تفسیر کا قلمی نسخہ ''ہرن کی جھلی'' پر لکھا ہوا شیخ الاسلام عارف حکمت بے کے کتب خانہ مدینہ منورہ میں موجود ہے جس پر سال کتابت ۳۱۶ھ درج ہے۔ اسی طرح آپ کے تفسیری اقوال کو ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی شافعی م ۸۱۰ھ نے ''تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباسؓ'' کے نام سے جمع کر دیا تھا اس کا ایک قلمی نسخہ پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے جس پر تاریخ اختتام کتابت یوم الجمعہ بعد از عصر ماہ صفر ۱۲۱۰ھ درج ہے کاتب کا نام محمد لطیف اللہ ہے۔ اس میں سند تفسیر یوں درج ہے:۔

''اخبرنا عبداللہ الثقۃ بن المامون قال اخبرنا ابی قال اخبرنا ابن عبدالمجید الروی قال اخبرنا علی بن اسحق السمرقندی عن محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباسؓ''

یہ تفسیر ۱۳۱۴ھ کو درمنثور کے حاشیہ پر مصر سے شائع ہوئی اور مستقل طور پر ۱۳۱۶ھ کو مصر سے شائع ہوئی۔ برصغیر میں بھی کئی مرتبہ شائع ہوئی چنانچہ ۱۲۸۵ء میں جو قرآن عزیز مترجم از شاہ ولی اللہ دہلویؒ (فارسی) اور شاہ رفیع الدین (اردو) مطبع ہاشمی

سے شائع ہوا اس کے حاشیہ پر بھی تفسیر ابن عباسؓ شائع کی گئی اس کا اردو ترجمہ پہلی بار ۱۹۲۶ء کو مطبع امیر الدین گلشن ہند آگرہ نے شائع کیا اور اب ۱۹۷۰ء میں پاکستان میں کلام کمپنی کراچی نے بھی شائع کیا۔

تفسیر کے علاوہ آپ کے چند تفسیری ارشادات بھی ہیں جن کا نام ''مسائل نافع بن الازرق'' ہے حضرت ابن عباسؓ سے آپ کے شاگرد ''نافع اور نجدہ بن عویمر'' نے تفسیر قرآن عزیز کے لئے جو اشعار بطور شہادت کے طلب کئے تھے وہ جمع کر دیئے گئے ہیں جن کا ماخذ ''سیوطیؒ'' کی ''اتقان''، ''ابن الانباری'' کی ''کتاب الوقف'' اور ''طبرانی'' کی ''معجم کبیر'' ہے۔ ان سب کو مصر کے محقق عالم محمد فواد عبدالباقی نے ۱۹۵۰ء میں شائع کر دیا ہے۔ ناظرین کی بصیرت کے لئے ایک نمونہ درج کیا جاتا ہے۔

''سورۃ الحج کی آیت نمبر ۱۵ میں لفظ ''سبب'' کی تفسیر میں فرمایا قال ابن عباسؓ بسبب بحبل الی سقف البیت اسی طرح مسائل ابن الازرق میں سے ایک نمونہ یہ ہے۔ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۸ میں اِلًّا کی تفسیر قرابت اور عہد و پیان کے ساتھ کرنے کی دلیل میں یہ شعر پیش فرمایا ہے۔

جزی اللہ الا کان بینی و بینھم جذا ظلوم لا یؤخذ عاجلا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ مکہ مکرمہ سے طائف منتقل ہو گئے تھے اور وہیں ۶۸ھ کو وصال ہوا۔ مزار عالی طائف میں ہے۔

(۷) حضرت مسروق بن اجدع بن مالک

آپ کے والد کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ مسروق کے والد نے یمن سے مدینہ منورہ آ کر اسلام قبول کیا خود مسروق نے عہد صدیقی میں اسلام قبول کیا اور عہد صدیقی، فاروقی، عثمانی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ حضرت مسروقؒ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کی رحلت کے بعد ابن مسعودؓ سے اکتساب فیض کیا۔ حضرت

مسروق اپنے جلیل القدر استاد کا طریقہ تعلیم بیان کرتے ہیں کہ:۔

"ابن مسعودؓ کا طریق تفسیر یہ تھا کہ ایک سورۃ کی خود ہی تلاوت فرماتے اور پھر خود ہی اس کی تشریح حدیث سے کرتے اور پھر سارا دن اس کی تفسیر کرتے تھے"

آپ نے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی ہے فقہ میں بھی آپ کا مقام اتنا بلند تھا کہ قاضی شریح آپ سے مشکل مسائل میں مشورہ طلب کرتے تھے حدیث میں آپ کی روایات صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ تقویٰ میں آپ کا یہ حال تھا کہ حج کے زمانہ میں ارض حرم میں پاؤں پھیلا کر نہ سوتے تھے ۶۳ھ میں وفات ہوئی۔

(۸) ابوالعالیہ رفیع بن مہران بصری

ابوالعالیہ رفیع بن مہران بصری:۔

اسلام کا ابتدائی زمانہ بھی پایا لیکن اسلام لانے کی سعادت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں حاصل ہوئی۔ حضرت عمر فاروقؓ سے قرآن عزیز تین دفعہ پڑھا۔ تفسیر ابی بن کعب اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پڑھی اپنے ہم سبق تلامذہ میں ممتاز مقام کے مالک تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"مجھے ابن عباسؓ اپنے پاس تخت پر بیٹھایا کرتے تھے"

ابوالعالیہ نے اجلہ صحابہ کرام حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے شاگردوں میں سے حضرت قتادہ جیسے مفسر قرآن پیدا ہوئے۔ ابوبکر بن داؤد نے کہا ہے کہ۔

"صحابہ کرامؓ کے بعد قرآن عزیز کی تفسیر جاننے والا ابوالعالیہ سے بہتر کوئی نہیں۔

آپ کی دیانت، عدالت پر صحاح ستہ کا اتفاق ہے ابوالعالیہ نے قرآن عزیز

کی تفسیر بھی مرتب کی جوابی بن کعبؓ کی تفسیر سے مستفاد ہے یہ تفسیر امام حاکمؒ نے مستدرک میں اور امام احمد نے مسند میں نقل فرمائی ہے۔ ابو العالیہ کی وفات میں تین قول ہیں۔ ۹۰ھ، ۹۳ھ، امام ابن حجر نے ۹۳ کو وھو الصحیح فرمایا ہے۔

(۹) سعید بن جبیر بن ہشام الاسدی

حبشی الاصل تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے شرف تلمذ حاصل ہے اپنے زمانے کے جلیل القدر مفسر مانے گئے ہیں آپ کے متعلق علماء امت نے ارشاد فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ کے پاس اگر کوفہ والے علمی اور قرآنی مسائل پوچھنے آتے تو آپ فرماتے الیس فیکم ابن ام الدھماء (چونکہ آپ حبشی تھے اس لئے آپ کو ''ابن ام الدہما'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ دھم کا معنی سیاہ رنگ، الدھماء مونث ہے)

حضرت قتادہؒ نے فرمایا۔ تابعین میں سے سب سے زیادہ تفسیر قرآن عزیز جاننے والے سعید بن جبیر ہیں ابو القاسم طبریؒ فرمایا کرتے تھے ھو ثقة امام المسلمین حجة۔

ابن حبان کا قول ہے کان عبدا فاضلا ورعا۔

علامہ ذہبیؒ نے فرمایا ہے ھو احد الا علام۔

صحاح ستہ کے مرتبین نے آپ کی دیانت، عدالت پر بالا جماع مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان (م ۸۶ھ) نے آپ سے تفسیر قرآن عزیز مرتب کرنے کی درخواست کی جس پر آپ نے باقاعدہ تفسیر قرآن عزیز لکھی پھر اس قلمی نسخہ کو خلیفہ نے شاہی کتب خانہ کی زینت بنا دیا۔ گویا اس لحاظ سے ''حکومت اسلامیہ کی طرف سے'' قرآن عزیز کی مرتبہ پہلی تفسیر ہے اس تفسیر کو ''عطاء بن دینار الہلالی مصری'' نے شاہی کتب خانہ سے حاصل کر کے روایت کیا۔

حجاج بن یوسف نے سیاسی کشمکش میں آپ کو بھی ملوث کر کے اپنے ظلم کا

نشانہ بنایا۔ آپ نے ۹۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

انتباہ: حجاج بن یوسف نے عراق پر بیس سال حکومت کی۔ اس کے ظلم وستم کا نشانہ ایک لاکھ بیس ہزار انسان بنے اور جیل خانوں میں پچاس ہزار مرد وعورتیں شہید ہوئیں مگر حجاج بھی چین سے نہ رہ سکا۔ حضرت سعید بن جبیر کی شہادت کے فوراً بعد پاگل ہو کر دنیا سے رخصت کر دیا گیا۔ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (ابراھیم نمبر ۴۲)

(۱۰) ابوالاسودؒ بن عمرو بن سفیان

سلسلہ نسب نام کی تصریح کے ساتھ یوں منقول ہے۔

ظالم بن عمرو بن جندل بن سفیان الدیلی یا الدوئلی۔ ان کے نام اور نسب میں بہت اختلاف ہے قبیلہ بنو کنانہ کی شاخ ''الدئل'' میں سے بصرہ میں پیدا ہوئے۔ جلیل القدر تابعی تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد تھے۔ حضرت علیؓ نے ابوالاسود کو علم نحو کا ابتدائی جملہ ''اَلْکَلَامُ کَلِمَۃُ ثَلٰثَۃُ اَضْرُبٍ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَ حَرْفٌ'' سکھایا۔ قرآن عزیز کی تفسیر بھی ابوالاسود نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی۔ ابن حجرؒ نے تاریخ وفات ۹۹ھ لکھی ہے۔ بعض مورخین نے تاریخ وفات ۱۰۱ھ بھی لکھی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۱) ضحاکؒ بن مزاحم ہلالی

خراسان کے بہت بڑے عالم اور مفسر القرآن تھے۔ ان کی توثیق امام احمد بن حنبلؒ جیسے امام نے بھی فرمائی۔ آپ باقاعدہ درس قرآن عزیز دیا کرتے تھے۔ آپ کا مدرسہ اس قدر وسیع تھا کہ آپ ''حمار'' پر سوار ہو کر طلباء کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے مدرسہ میں بیک وقت طلباء کی تعداد تین ہزار تک پہنچ جاتی تھی قرآن عزیز کی ایک تفسیر مرتب فرمائی۔ ۱۰۲ھ کو خراسان ہی میں وفات پائی۔

(۱۲) حضرت عکرمہؒ

آپ کی ولادت اگرچہ مدینہ منورہ میں ہوئی مگر آپ کا وطنی رشتہ علاقہ بربر (افریقہ) سے تھا۔ آپ حضرت ابن عباسؓ کے غلام تھے۔ وہ آپ پر بڑے شفیق تھے۔اور آپ نے عکرمہ کو تفسیر قرآن عزیز سے مالا مال کر دیا تھا۔ابن عباسؓ کی وفات کے بعد علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے عکرمہ کو آزاد کر دیا تھا۔آپ کے علم وفضل، تقویٰ، دیانت کا یہ عالم تھا کہ جلیل القدر ائمہ حدیث بخاری ومسلم وغیرہما نے آپ سے روایات کی ہیں۔علم کی اشاعت کے لئے خراسان، اصبہان، مصر وغیرہا ملکوں کا سفر کئی بار کیا۔ چنانچہ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ کان عکرمة الطواف والجولان فی البلاد اور شاید یہ عکرمہ نام بھی اسی مناسبت سے ہو کہ عکرمہ کا معنی ''کبوتری'' ہے۔ ۱۰۴ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۳) مجاہد بن جبیرؒ

آپ کی ولادت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ممتاز شاگرد تھے بعض تاریخی حوالوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے تیس دفعہ قرآن عزیز پڑھا مگر آپ کے شاگرد فضل بن میمون نے کہا ہے کہ مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے تین دفعہ قرآن عزیز پڑھا ہے۔ان دونوں حوالوں میں مطابقت یوں دی جاسکتی ہے کہ حفظ اور تجوید کے لئے تو تیس دفعہ دور اور اعادہ کیا ہو مگر تفسیر فہم معانی کے لئے تین دفعہ پڑھا ہو۔ابن سعدؒ، ابن حبانؒ، ابن جریرؒ نے آپ کی تفسیر پر اعتماد کیا ہے حضرت مجاہدؒ نے ۱۰۴ھ کو مکہ مکرمہ میں بحالت سجدہ انتقال فرمایا۔بعض نے سال وفات ۱۰۲ھ اور ۱۰۳ھ بھی لکھا ہے۔

(ف) امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ان کی جلالت شان اور امامت پر سب کا اتفاق ہے۔آپ نے حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر،

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی اکتساب فیض کیا ہے۔ زیادہ وقت ابن عباسؓ کی معیت میں گزرا۔ مکہ مکرمہ کی جماعت افتاء کے ایک معزز رکن تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے بزرگ صحابی ان کی سواری کی رکاب تھام لیتے تھے۔ (مقدمہ رسالہ تفسیر از ابن تیمیہؒ)

(ف) تفسیر مجاہد حکومت قطر کی عنایت سے طبع ہو چکی ہے۔

(۱۴) طاؤسؒ بن کیسان

یمن کی بستی جند میں پیدا ہوئے۔ ابن عباسؓ کے علاوہ انچاس صحابہ کرامؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ابن عباسؓ کے جلیل القدر شاگردوں میں سے تھے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا:

"انی لاظن طاووس من اهل الجنة"

صحاح ستہ میں آپ کی روایات موجود ہیں۔ آپ نے چالیس حج کئے تھے۔ ابن عباسؓ سے حاصل کردہ تفسیر قرآن عزیز کو مرتب فرمایا۔ ۱۰۶ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

(ف) صاغانی نے کہا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ طاؤس ایک واؤ کے ساتھ لکھا جائے۔

(۱۵) حافظ ابوالخطاب قتادہؒ بن دعامہ

عربی النسل اور مادر زاد نابینا تھے۔ ابن سیرینؒ اور اس وقت کے اجلہ علماء محدثین و مفسرین سے استفادہ کیا۔ آپ کے استاد ابن سیرینؒ فرماتے ہیں۔

"قتادہؒ احفظ الناس تھے"۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔

"قتادہؒ تفسیر القرآن اور اختلاف العلماء میں سب سے مقدم تھے"۔

معمرؒ نے فرمایا:۔

"میں نے قتادہؒ کو یہ کہتے سنا ہے کہ مجھے قرآن عزیز کی ہر آیت کے متعلق

تفسیر کا کچھ نہ کچھ حصہ معلوم ہے''۔ اس وقت کے عراقی علماء نے آپ کو عالم اھل البصرۃ کا لقب دیا ہے۔ آپ نے ۱۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔

(۱۶) محمدؒ بن کعب قرظی

آپ کو حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ اپنے گرامی قدر اساتذہ کی طرح تفسیر القرآن میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کی روایات کو اصحاب صحاح ستہ نے نقل کیا ہے۔ ۱۱۸ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۷) اسمٰعیلؒ بن عبدالرحمٰن

آپ سُدّی کے نام سے مشہور ہوئے۔ سدہ کا معنی دروازہ ہے چونکہ آپ جامع مسجد کوفہ کے دروازہ کے پاس خرید و فروخت کرتے تھے اس لئے اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ انس بنؓ مالک اور ابن عباسؓ سے تفسیر قرآن عزیز حاصل کی۔ امام بخاری کے علاوہ دوسرے محدثین نے آپ سے روایات لی ہیں آپ کی وفات ۱۲۷ھ کو ہوئی۔

(ف) السدی نام کے دو مفسر گزرے ہیں ان کو ''السدی الکبیر'' کہا جاتا ہے اور ان ہی کے پوتے ''السدی الصغیر'' کے نام سے مشہور ہوئے جن کا تذکرہ اسی فصل میں آرہا ہے۔ ''السدی'' کوفہ کے نامور مفسر سمجھے گئے۔ اگرچہ ان کے ثقہ ہونے میں علماء کرام کا باہمی اختلاف ہے۔

(۱۸) زیدؒ بن اسلم

آپ مدینہ منورہ کے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے غلام تھے۔ علم تفسیر میں اس قدر بلند مقام رکھتے تھے کہ علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم بھی آپ کے درس میں بیٹھا کرتے تھے۔ امام مالک بن انسؒ جیسے اجلہ علماء کرام آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ۱۳۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۹) علیؒ بن ابی طلحہ

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اگرچہ ولادت ''جزیرہ'' میں ہوئی مگر ساری عمر ''حمص'' میں گزار دی۔ آپ نے قرآن عزیز کے کلمات کی تشریح اور تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرمائی اور پھر اس کو ایک صحیفہ کی شکل میں جمع کر دیا جو امام لیثؒ م ۱۴۳ھ کے کاتب ابوصالح کے پاس تھا۔ ابوصالح نے یہ صحیفہ معاویہ بن صالح سے اور انہوں نے علی بن ابی طلحہ سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے حاصل کیا اسی صحیفہ سے امام بخاری اور امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی اپنی تفاسیر میں نقل کیا ہے۔ یہ صحیفہ تفسیر ''حمص'' سے مصر پہنچا اور مصر ہی میں رہا۔ اس کے مستند ہونے کے لئے امام احمد بن حنبلؒ کا یہ ارشاد کافی ہے۔

"بمصر صحیفة فی التفسیر رواها علی بن ابی طلحه
لو رحل رجل فیها الی مصر قاصدا ما کان کثیرا"

ترجمہ:۔ مصر میں تفسیر کا وہ صحیفہ محفوظ ہے جسے علی بن ابی طلحہ نے روایت کیا ہے اگر کوئی آدمی اس کے لئے مصر کا سفر کرے تو یہ کوئی مشقت کی بات نہ ہوگی۔

اس صحیفہ کے کچھ اقتباسات محمد فواد عبدالباقی مصری نے ۱۹۵۵ء میں ''معجم غریب القرآن'' کے نام سے شائع کر دیئے ہیں۔ ابن کثیر اور دوسری محققانہ تفاسیر میں علی بن ابی طلحہ سے تفسیری اقوال منقول ہیں۔ آپ کی وفات ۱۴۳ھ کو ہوئی۔

(ف) ان تفسیری اقوال کا نمونہ عبداللہ بن عباسؓ کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔

(۲۰) ابوعمروؒ بن العلاء

آپ مکہ مکرمہ میں ۷۰ھ کو پیدا ہوئے۔ عمر کا بیشتر حصہ بصرہ میں گزارا۔ امام حسن بصریؒ کے ساتھ خادمانہ تعلق عمر بھر رہا۔ ابتدائی زندگی میں قدیم عرب شعراء اور قبل از اسلام کے شعراء کے اشعار جمع کرنے کا شوق اس قدر تھا کہ اشعار جمع

کرتے رہے مگر آخر زمانہ میں وہ سب مسودات جلا دیئے اور صرف قرآن کریم کے ساتھ تعلق عشق کی طرز پر باقی رکھا۔ قرآن کریم کے ''قراء سبعہ'' میں سے ایک آپ بھی ہیں آپ نے تفسیر تو کوئی مرتب نہ کی مگر رسم خط قرآنی میں ایک کتاب بہ نام ''مرسوم المصحف'' لکھی کوفہ میں ۱۲۵ھ کو انتقال فرمایا۔

(۲۱) ابو النصر محمدؒ بن الصائب الکلبی

یہ اپنے جد اعلیٰ رفیدۃ بن کلب کی نسبت سے کلبی مشہور رہوا۔ علم انساب، اخبار اور تفسیر میں عراقی علماء میں سے مشہور مفسر گزرا ہے۔ کوفہ میں پیدا ہوا۔ تفسیر میں ابن عباسؓ کے شاگردوں سے بہت کچھ حاصل کیا۔ اس کی طرف ایک تفسیر کی نسبت کی جاتی ہے۔ جس کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ ''برلن'' میں موجود ہے اور مطبوعہ تفسیر بھی پائی جاتی ہے۔ مگر اکثر علماء تاریخ کا قول یہ ہے جیسا کہ ابن خلکان نے کہا ہے **لا یعرف** ویسے بھی اس کے عقائد اور نظریات سے اختلاف کیا گیا ہے۔ یہ مفسر ۱۴۶ھ میں کوفہ میں فوت ہوا۔

(۲۲) ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر

بلخ میں پیدا ہوا۔ مگر بعد میں بصرہ آ کر اقامت پذیر ہو گیا۔ مجاہد بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے علم حاصل کیا اس کے بارے میں صحیح قول یہی ہے کہ کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی ابن الندیم نے اس کو فرقہ زیدیہ سے شمار کیا ہے امام شافعیؒ اور بعض دیگر ائمہ نے اس کو مشبہ فرقہ سے قرار دیا ہے۔ اس نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی ہے اور دیگر عنوانات پر بھی تصانیف کی ہیں۔ خلیلی نے کہا ہے **محله عند اهل التفسير محلة كبير** ۱۵۰ھ کو بصرہ میں فوت ہوا۔

(**ف**) مقاتل بن سلیمان نے اپنی تفسیر میں توراۃ اور انجیل کی عبارات کو قرآنی ارشادات سے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ اس کی مرتبہ تفسیر کا مخطوطہ طلت لائبریری استنبول میں محفوظ ہے جس کا نمبر ۷۹ فولیو ۱۷۴ ہے۔

(۲۳) مقاتل بن حیان

''تہذیب التہذیب میں ہے فی الخلاصہ بحتانیہ'' بعض نے مقاتل بن حبان بھی کہا ہے نوویؒ نے تہذیب میں حبان لکھا ہے ابن کثیر اور مفسر بغوی نے اپنی اسناد میں اس مفسر کا ذکر بھی کیا ہے ابو مسلم خراسانی کے دور میں بلخ سے کابل آ کر مقیم ہو گئے تھے کابل میں آپ کی تبلیغ سے کافی لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''نوادر التفسیر'' مرتب کی ان کا انتقال بھی ۱۵۰ھ کو ہوا۔

(۲۴) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اموی خاندان کے جلیل القدر عالم تھے۔ حدیث میں ''کتب السنن'' لکھی۔ آپ کے ایک شاگرد محمد بن ثور نے آپ سے ایک تفسیر نقل کی جو تین بڑی اجزاء پر مشتمل ہے امام احمد نے فرمایا کہ اہل مکہ میں سب سے پہلے مفسر ابن جریج تھے ۱۵۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۵) شعبہ بن حجاج

۸۳ھ میں واسط کے قریب ایک قصبہ میں ولادت ہوئی۔ والد کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا مگر آپ نے نہایت غربت کے باوجود تین سو سے زائد شیوخ اور علماء سے اکتساب فیض کیا جن میں سے امام احمد بن حنبلؒ جیسی نابغہ روزگار شخصیت بھی تھی۔ فراغت کے بعد ''بصرہ'' میں تدریس شروع کر دی۔ آپ کے حلقہ درس میں سے سفیان ثوریؒ، ابوداؤد، عبداللہ بن مبارکؒ جیسے علماء پیدا ہوئے۔ آپ کو اپنے زمانے میں ''امام المتقین'' کہا جاتا تھا آپ نے قرآنی علوم کی نشر و اشاعت میں پورا حصہ لیا۔ ''خلیفہ چلپی'' اور ''کبری زادہ'' نے ان کی مرتبہ تفسیر کا ذکر فرمایا جس کو تفسیر شعبہ کہا جاتا تھا۔ ۱۶۰ھ میں بصرہ میں انتقال ہوا۔

(۲۶) سفیان بن سعید ثوری

آپ کوفہ میں خلیفہ سلیمٰن بن عبدالملک کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و معرفت سے وافر حصہ عطاء فرمایا تھا۔ آپ کے تقویٰ اور علم پر اہل زمانہ متفق تھے۔ معمرؒ، اوزاعیؒ، فضیل بن عیاضؒ جیسے بزرگ علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی۔ اگرچہ آپ کی باقی کتب تو محفوظ نہ رہ سکیں مگر قرآن عزیز کی تفسیر موجود ہے جس کا ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور (بھارت) میں محفوظ ہے ۱۹۶۶ء میں اسی لائبریری کے ناظم اور نامور محقق مولانا امتیاز علی خان صاحب عرشی کی ترتیب سے اس تفسیر کا ایک حصہ جو کہ سورۃ بقرہ تا سورۃ والطّور صرف ۴۹ سورتوں پر مشتمل ہے تقطیع کلاں ضخامت ۵۲۵ شائع ہو چکا ہے۔ سفیان ثوری بصرہ میں ۱۶۱ھ میں فوت ہوئے۔

(ف) ثور، مُضر کی ایک شاخ کے جد اعلیٰ کا نام ہے اسی کی طرف یہ نسبت ہے۔

(ف) آپ کی کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ علامہ محمد عابد بن احمد۔سندی نے تیرہویں صدی ہجری میں بھی یہ تفسیر پڑھی ہے۔

(ف) محمد عابد بن احمد۔سندی کی وفات ۱۲۷۵ھ کو ہوئی۔

(۲۷) زائدہ بن قدامہ ثقفی کوفی

ابواسحٰق، عبدالملک بن عمیر، اسماعیل السدی، اعمش ودیگر جلیل القدر علماء سے علوم حاصل کئے آپ کے شاگردوں میں عبداللہ بن مبارک۔ ابو اسامہ، احمد بن یونس جیسے یکتائے روزگار بھی تھے۔ سنت نبوی کے اس قدر دلدادہ تھے کہ کسی ''بدعتی'' اور ''قدری'' کو اپنے مدرسہ میں داخل نہ کرتے تھے۔ ہر طالب علم کا باقاعدہ داخلہ کا امتحان لیتے تھے چنانچہ ''وکیع'' کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا اور وہ داخلہ سے محروم رہے۔ اشاعت اسلام کے لئے ''جہاد بالسیف'' بھی کیا حدیث اور تفسیر میں کتابیں لکھی ہیں۔ روم کی

جنگ میں حسن بن عطیہ کے زیر کمان جہاد کرتے ہوئے ۱۶۰ھ یا ۱۶۱ھ کو شہید ہوئے۔

(ف) ''قدری'' سے مراد تقدیر کا منکر ہے۔

(۲۸) مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر

آپ کی پیدائش صحیح قول کے مطابق ۹۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ بعض علماء تاریخ نے کہا ہے کہ آپ تین سال شکم مادر میں رہے اور بعض فرماتے ہیں کہ دو سال رہے۔ آپ نے ستر صحابہ کرامؓ کی زیارت کی بچپن ہی میں طلب علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایوب سختیانی، نافع اور دیگر علماء مصر سے حدیث کا سماع فرمایا۔ سترہ سال کی عمر میں آپ مدرس، مفتی اور قاضی مشہور ہو چکے تھے۔ آپ کا لقب ''امام اہل مدینہ'' ہے۔ فقہ مالکیؒ آپ ہی نے مدون فرمایا۔ آپ کی سوانح حیات پر کئی کتابیں مفصل اور مشرح موجود ہیں۔ اگرچہ آپ کی تالیفات میں سے مشہور تو صرف مؤطا امام مالک ہے مگر آپ نے کئی دیگر تصانیف و تالیفات بھی فرمائیں۔ جن میں سے ایک قرآن عزیز کی تفسیر بھی ہے۔ تراجم مالکیہ کے مدون علامہ ابن فرحون نے کہا ہے۔

''كتابه في التفسير لغريب القرآن الذي يرويه عنه
خالد بن عبد الرحمن...... وهذه سبعون الف مسئلة''

آپ کی یہ کتاب تفسیر ہی کے نام سے اسلام کے وسطانی دور میں متداول اور متبادر رہی۔ جیسا کہ ساتویں صدی ہجری کے محقق عالم ابوالحسن علی الاشبیلی م ۶۶۲ھ نے اپنے اساتذہ اور کتب خواندہ کی فہرست میں یہ بیان کیا ہے کہ ''انہوں نے اپنے استاد احمد بن القاضی ابی عبدالحی سے امام مالکؒ کی مرتبہ تفسیر قرآن کریم بھی پڑھی ہے''۔ امام مالکؒ کی وفات ربیع الاول ۱۷۹ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ میں مشہور و معروف ہے۔

(۲۹) عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

مرو میں ۱۱۸ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد ترکی اور والدہ ماجدہ خوارزمیہ تھیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگردوں میں سے تھے۔ آپ ان علماء کرام میں سے ہیں جن میں علم وعمل، تقویٰ سب موجود ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ مجاہد فی سبیل اللہ بھی تھے۔ کئی تصانیف کے مصنف ہیں۔ جن میں سے ''کتاب الزہد'' تصوف اور تزکیہ نفس کے موضوع پر جامع کتاب ہے جو مجلس احیاء المعارف مالیگاؤں (انڈیا) سے ۱۹۶۶ء ۱۳۸۵ھ کو شائع ہو چکی ہے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی ۱۸۱ھ کو ھیت کے مقام پر جہاد سے واپسی پر انتقال فرمایا۔

(ف) ھیت ایک شہر کا نام ہے جو فرات کے کنارے پر واقع ہے۔

علمی فائدہ! مشہور صاحب تزکیہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم زمان ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ مجاور حرم تھے اور عبداللہ بن مبارکؒ جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ نے حضرت فضیلؒ کو ایک منظوم خط لکھا جس کے دو اشعار تبرکاً درج ہیں:

یَا عَابِدَ الْحَرَمَیْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا
لَعَلِمْتَ اَنَّکَ فِی الْعِبَادَةِ تَلْعَبُ
مَنْ کَانَ یَخْضِبُ خَدَّهٗ بِدُمُوْعِهٖ
فَنُحُوْرُنَا بِدِ مَائِنَا تَتَخَضَّبُ

ترجمہ: اے حرمین میں عبادت کرنے والے اگر تو ہمیں دیکھے تو سمجھ لے کہ تو عبادت میں کھیل رہا ہے بھلا وہ آدمی جو اپنے رخسار (خوف خداوندی سے آنسوؤں سے تر کرتا ہو اس مجاہد کی طرح کیسے ہو سکتا ہے جس کا سینہ تیغ وسنان سے زخمی ہو کر خون آلودہ ہو چکا۔

(۳۰) ابو عبدالرحمٰن یونس بن حبیب نحوی

بصرہ میں ۹۰ھ کو پیدا ہوئے ابو عمرو بن العلاء اور حماد بن مسلمہ سے عربی ادب حاصل کیا۔ مشہور علماء نحو سیبویہ، فرا، کسائی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ابو عبیدۃ معمر بن المثنی چالیس سال تک اور ابوزید انصاری نحوی بیس سال تک آپ کے حلقہ درس میں شریک رہے۔ یونس نے کئی تصانیف فرمائیں جن میں سے ایک ''کتاب معانی القرآن الکریم'' بھی ہے۔ بصرہ ہی میں ۱۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۱) محمد بن مروان بن عبداللہ بن اسماعیل

یہ ''سدی صغیر'' کے نام سے مشہور ہیں اور یہ ''السدی الکبیر'' کے پوتے ہیں۔ مفسر کلبی کے ساتھ ہر وقت سائے کی طرح لگے رہتے تھے حتی کہ محمد بن مروان الکلبی مشہور ہو گئے۔ انہوں نے علم تفسیر میں بڑی شہرت حاصل کی۔ اسی شہرت کی بناء پر سلیمان بن علی نے انہیں بصرہ بلایا اور اپنے گھر میں رکھا جہاں یہ لوگوں کو قرآن عزیز کی ایک ایک آیت کی تفسیر لکھواتے تھے حتی کہ پوری تفسیر تیار ہو گئی۔ تفسیر ابن الکلبی کے نسخے استنبول میں بھی ہیں۔ محمد بن مروان الکلبی ۱۸۶ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۲) وکیع بن الجراح

آپ کی کنیت ابوسفیان ہے۔ چونکہ آپ کی جائے ولادت میں اختلاف ہے اس لئے پیدائش کی صحیح تاریخ معلوم نہیں اگرچہ اکثر تذکرہ نویسوں نے آپ کو نیشا پوری کہا ہے مگر بعض کی رائے میں آپ ''سندھی الاصل'' ہیں۔ صحاح ستہ کے جامعین محدثین عظام، امام احمد و امام شافعی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ اس قدر متقی تھے کہ تمام زندگی دن کو روزہ اور رات کو تلاوت قرآن عزیز آپ کا معمول رہا قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام تفسیر وکیع ہے۔ ۱۹۷ھ کو وفات ہوئی۔

(ف) علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام وکیع سے ان کے شاگرد امام ہنید بن عبداللہ الازدی نے ان کی تفسیر کو روایت کیا ہے اور یہ تفسیر نفیس ترین تفسیر ہے جس کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور اس کے آثار اور احادیث کی تخریج کر کے علیحدہ کتاب مرتب کر دی ہے۔

(۳۳) ابو محمد سفیان بن عیینۃ الہلالی

کوفہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے بلکہ امام وقت تھے امام زہریؒ اور دوسرے اعیان ملت علماء دین سے استفادہ کیا۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اگر حجاز میں امام مالکؒ اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز کا علم دنیا میں باقی نہ رہتا۔ آپ بلند پایہ مفسر تھے۔ ابن ندیم نے لکھا ہے **له تفسیر معروف** اور اس تفسیر کو محمد بن ابراہیم بن عبداللہ الدیبلی (سندھی) مہاجر مکہ روایت کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۸ھ کو ہوئی۔

(ف) آپ کی تفسیر تیسری صدی تک اہل علم میں متداول تھی اور اس کا فیض ہندوستان تک پہنچا تھا۔

(۳۴) ابوزکریا یحییٰ بن سلام بصری

آپ کی ولادت بصرہ میں ہوئی۔ اسی مناسبت سے آپ کو بصری کہا جاتا ہے۔ مگر حدیث اور تفسیر علماء مصر سے حاصل کی اور تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی افریقہ میں گزاردی قرآن عزیز کی ایک تفسیر مرتب فرمائی ۲۰۰ھ کو انتقال فرمایا۔

تیسری صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ

آپ بیت المقدس کے قریب ''غزہ'' یا عسقلان نامی بستی میں پیدا ہوئے ۱۳ سال کی عمر میں مؤطا امام مالک حفظ کر کے مدینہ منورہ امام مالکؒ کی خدمت میں پہنچ گئے یہاں آٹھ ماہ رہ کر پھر مکہ مکرمہ اور پھر عراق آ کر امام محمدؒ کی شاگردی اختیار کر لی۔ آپ نے علم حدیث وفقہ میں مہارت حاصل کی۔ آپ کی تصانیف میں سے اہم کتاب ''کتاب الام'' ہے۔ آپ نے ''احکام القرآن'' کے موضوع پر تفسیر مرتب فرمائی جو کہ قاہرہ سے ۱۳۷۱ھ کو طبع ہوئی اور کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ ''اسلام آباد'' میں موجود ہے آپ کی وفات ۲۰۴ھ کو ہوئی۔

(۲) روح بن عبادہ ابو محمد القیسی البصری

آپ ابن عون اور ابن جریج کے شاگرد تھے اور حافظ الحدیث تھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے امام احمد بن حنبلؒ اور اسحٰق بن راہویہ اور دیگر علمائے حدیث و تفسیر ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی۔ جمادی الاولیٰ ۲۰۵ھ کو وفات ہوئی۔

(۳) ابو علی محمد بن المستنیر بن احمد (قطرب)

بصرہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ علم نحو، لغت اور ادب میں امام وقت تھے۔ سیبویہ کے مخصوص شاگردوں میں سے تھے چونکہ درس میں سب شرکاءِ درس سے پہلے آ جایا کرتے تھے۔ ایک دن ان کے استاد ''سیبویہ'' نے ان سے کہا ما انت الا قطرب تو ایسا ہی ہے جیسا کہ قطرب کیڑا ہے۔ (جو دن رات چلتا ہی رہتا ہے) پھر اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ قطرب نے کئی کتابیں تالیف کی ہیں جن میں سے کتاب

''معانی القرآن'' اور ''کتاب الردعلی الملحدین فی تشابه القرآن'' کا تعلق تفسیر سے ہے آخر الذکر کتاب میں اس وقت کے عظیم ''فتنہ فرقہ مجسمہ'' کا مدلل رد ہے۔ خلیفہ چلپی نے ''معانی القرآن'' کے متعلق یہ لکھا ہے کہ علیه اعتماد القراء لم یسبق الی مثله قطرب کی وفات ۲۰۶ھ کو ہوئی۔

(ف) بعض ناقدین نے کہا ہے کہ قطرب عقیدۂ معتزلہ تھا۔ (بروکلمن)

(۴) حجاج بن محمد ابو محمد المصیص

بصرہ میں ولادت ہوئی۔ ''ابن جریج'' اور ''عمرو بن ذر'' سے اکتساب فیض کیا اپنے زمانے کے مشہور اور معروف مدرس اور عالم تھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے امام احمد بن حنبلؒ اور زعفرانی جیسے ائمہ ہوئے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے اس استاد کے متعلق فرمایا:۔

''حجاج بن محمد میرے استاد نے سب کتابیں سنت اور احکام کی ابن جریج پر ''قرأۃ التلمیذ علی الاستاذ'' کے طور پر پڑھی ہیں۔ البتہ قرآن عزیز کی تفسیر ابن جریج بیان کرتے تھے اور حجاج لکھتے جاتے تھے''۔ ربیع الاول ۲۰۶ھ میں وفات ہوئی۔

(۵) ابوعبیدۃ

ان کے باپ اور دادا دونوں غلام تھے۔ ابوعبیدہ ۱۱۰ھ کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔ دیگر علوم ادب اور معانی کے علاوہ ''معانی القرآن'' کے ساتھ خاص شغف تھا۔ چنانچہ دو کتابیں ان کی مشہور ہیں۔ ''تفسیر غریب القرآن'' اور کتاب ''مجاز القرآن''۔ دونوں کتابیں مصر سے شائع ہو چکی ہیں۔ مؤخر الذکر پر اصمعی کی تعلیقات بھی ہیں۔ ابوعبیدہ کی وفات میں پانچ اقوال ہیں۔ ۲۰۷ھ، ۲۰۹ھ، ۲۱۰ھ، ۲۱۱ھ، ۲۱۳ھ۔

(۶) ابوزکریا یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ منظور الاسلمی

یہ فراء کے لقب سے مشہور ہیں۔ کوفہ میں ۱۴۴ھ کو پیدا ہوئے۔ امامِ لغت، کسائی سے علم حاصل کیا مامون عباسی کے زمانہ خلافت میں بغداد چلے آئے اور یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کے درس میں اس وقت کے قضاۃ اور علماء بھی بیٹھا کرتے تھے۔ فراء وہ پہلے عالم ہیں جنہوں نے ''بغداد کی جامع مسجد'' میں ''درس قرآن'' دیا۔ آپ کے شاگرد ''عمر بن بکیر'' نے آپ سے استدعا کی کہ مجھ سے ''حسن بن سہل'' نے خواہش کی ہے کہ میں قرآن عزیز کی تفسیر مرتب کروں مگر میں اس معاملہ میں تہی دست ہوں۔ چنانچہ فراء نے اپنے شاگردوں کو تفسیر املاء کرائی جس کا حجم ''ایک ہزار ورق'' تھا۔ اس کے علاوہ قرآنیات کے دوسرے مسائل پر کتابیں لکھیں مثلاً کتاب ''المصادر فی القرآن کتاب ''الجمع والتثنیہ فی القرآن''۔ آپ کی مرتبہ کتاب ''معانی القرآن'' طبع ہو چکی ہے۔ مکہ مکرمہ جاتے ہوئے راستہ میں ۲۰۷ھ کو وفات ہوئی۔

(ف) فراء کو اپنے زمانہ میں اس قدر منزلت حاصل تھی کہ المامون نے اپنے دونوں بیٹوں کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ کی خدمات حاصل کی تھیں۔ اسی زمانہ میں ایک واقعہ پیش آیا کہ فراء جب کسی کام سے باہر جانے لگے تو استاد کی جوتیاں اٹھانے کے لئے دونوں شہزادے جھگڑنے لگے آخر فراء کے فیصلے پر دونوں نے ایک ایک جوتی اٹھائی اور باہر چلے گئے جب یہ بات ''المامون'' تک پہنچی تو اس نے فراء کو طلب کر کے سارا ماجرا پوچھا۔ سب حال معلوم ہونے پر ''المامون'' خوش ہوا اور اپنے دونوں بیٹوں کو استاذ کے اس قدر ادب و احترام پر دس دس ہزار دینار انعام دیا اور اتنی ہی رقم فراء کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ:۔

کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی مندرجہ ذیل تین اشخاص کی خدمت سے

چھوٹا نہیں بنتا بلکہ اس کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ ''اپنے بادشاہ کی خدمت سے، اپنے باپ کی خدمت سے، اپنے استاد کی خدمت سے''

(۷) ابو عبداللہ محمد بن عمر الواقدی

۱۳۰ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے علماء سے علم حاصل کیا جب ہارون الرشید نے حج کیا تو واقدی کو دس ہزار درہم دیئے اور پھر اس کو ساتھ لا کر بغداد کے مشرقی حصے کا قاضی مقرر کر دیا۔ واقدی نے سیرت و تاریخ کے علاوہ ایک ''تفسیر القرآن'' بھی لکھی ہے بغداد ہی میں ۲۰۷ھ کو وفات پائی۔

(ف) بروکلمن نے لکھا ہے کہ اس کی تفسیر سے امام ثعالبی م ۴۲۸ھ نے بھی فائدہ اٹھایا ہے نیز یہ کہ واقدی دراصل شیعہ تھا مگر بطور تقیہ کے سنی بنا رہا۔

(۸) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم

مصر میں ۱۸۲ھ کو پیدا ہوئے۔ علم الکلام اور علم الاحکام میں ممتاز مقام کے مالک تھے۔ استنباط احکام اور تنقید و تنقیح میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کی کتاب ''الرد علی الامام الشافعیؒ'' اسی وسعت علمی کا ایک نمونہ ہے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''احکام القرآن'' لکھی۔ ۲۰۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۹) الامام حافظ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحُمیری

قبیلہ حمیر کے موالی میں سے تھے۔ سات سال تک حضرت معمرؒ سے اکتساب علم کیا۔ کئی کتابیں لکھیں۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''تفسیر عبدالرزاق'' ہے۔ اسی تفسیر کا ایک قلمی نسخہ جس کے اوراق ''۱۷۳'' ہیں اور جس کے راقم محمد بن بکتمر بن عمر ہیں مصر کے قلمی کتب خانہ میں موجود ہے اور یہ نسخہ ۷۲۴ھ کا مکتوبہ ہے عبدالرزاق کی وفات ۲۱۱ھ کو ہوئی۔

(ف) خلیفہ چلپیؒ نے کہا ہے هذا تفسير من اقدم التفاسير۔

(ف) اس تفسیر کا عکس کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں موجود ہے جس کا نمبر ۲۹ ہے۔

(۱۰) ابوالحسن سعید بن مسعدۃ النحوی

یہ اخفش اوسط کے نام سے معروف ہیں۔ بصرہ میں ولادت ہوئی اگر چہ عمر میں سیبویہ سے بڑے تھے مگر ان کے جلیل القدر شاگرد ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے زیادہ تر کا تعلق عربی ادب سے ہے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی بنام ''تفسیر معانی القرآن'' لکھی ۲۱۵ھ کو وفات ہوئی۔

(ف) اخفش اس آدمی کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں چھوٹی ہوں اور نظر بھی کمزور ہو۔ اخفش اجلع بھی تھے یعنی بات کرتے وقت ان کے ہونٹ نہیں ملتے تھے۔

(۱۱) امام عبداللہ بن زبیر حمیدی

آپ عربی النسل تھے ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی سفیان ابن عینیہؒ اور امام شافعیؒ سے اکتساب فیض کیا ان کے ساتھ مصر بھی گئے دس ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایک بھی صحابیؓ کو برا کہے تو وہ جادۂ سنت سے منحرف ہے۔ آپ کی مشہور کتاب حدیث ''مسند حمیدی'' آج تک متداول ہے جو ۱۲۹۳ احادیث پر مشتمل ہے۔ ''قرآن عزیز'' کی ایک تفسیر بھی لکھی۔ مکہ مکرمہ میں ۲۱۹ھ کو وفات پائی۔

(۱۲) ابوعبید قاسم بن سلام

۱۵۰ھ میں ہرات میں پیدا ہوئے عرصہ دراز تک بغداد میں رہے۔ ابن اعرابی، اصمعی، ابوزید انصاری وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم جیسے جلیل القدر علماء سے علم حاصل کیا تحصیل علم کے لئے بصرہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور مصر کا سفر اختیار فرمایا۔ ابوعبید ان

کی کنیت تھی اور اسی سے مشہور ہوئے۔ جو علماء حدیث وتفسیر فقہ ادب اور دیگر علوم کے جامع مانے گئے ہیں ان میں سے ایک ابوعبید بھی تھے۔ اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں۔

"ابوعبید مجھ سے اور امام احمد، امام شافعیؒ سے زیادہ فائق ہیں ہم لوگ تو ان کے محتاج ہیں"

ابوعبیدؒ نے کئی مفید کتابیں تصنیف کیں جن میں سے "کتاب الاموال" طبع ہو چکی ہے۔ خصوصاً قرأت اور علوم قرآن میں "احدائمۃ القرآن" اور "صاحب القرآن"، ان کو مانا گیا ہے۔ تفسیری سلسلہ میں "کتاب الناسخ والمنسوخ"، "کتاب عددای القرآن"، "کتاب فضائل القرآن"، کے علاوہ "کتاب معانی القرآن" بھی ہے جو آثار اسانید صحابہ و تابعین اور فقہاء کی تفاسیر کا مجموعہ ہے معتصم باللہ کے عہد خلافت میں ۲۲۴ھ میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

(۱۳) الحافظ سنید بن داؤد

اصلی نام حسین ہے ابوعلی المصیصی کے نام سے مشہور ہوئے۔ عبداللہ بن مبارک اور ان کے طبقہ کے جلیل القدر علماء سے علم حاصل کیا۔ امام ابوزرعہ جیسے اہل علم آپ کے شاگرد ہیں۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر مرتب کی جو اپنے استاد وکیع سے روایت کی جس کے متعلق علامہ ذہبی م ۷۴۷ھ نے لکھا ہے وقفت علی تفسیرہ ذہبی کے بعد امام عبدالوہاب شعرانیؒ م ۹۷۳ھ نے اس تفسیر میں مندرجہ احادیث و آثار کی علیحدہ تخریج بھی مرتب فرمائی۔ آپ کی وفات ۲۲۶ھ کو ہوئی۔

(۱۴) عبدالرحمٰن بن موسیٰ ہواری

اندلس کے مشہور عالم اور مفتی تھے۔ ان کے زمانے میں کوئی دوسرا عالم فتویٰ نہ دیتا تھا۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی ہے ۲۲۸ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۵) ابو بکر عبد اللہ بن محمد (ابن ابی شیبہ)

یہ امام وکیع کے ممتاز شاگرد ہیں۔ ابن مبارکؒ اور ان کے طبقہ کے علماء کرام سے شرف تلمذ حاصل ہے آپ کے علم وفضل میں اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ ابوزرعہؒ، بخاریؒ، مسلمؒ، ابوداؤد، اور ابن ماجہ جیسے جلیل القدر ائمہ حدیث آپ کے شاگرد ہیں۔ علم حدیث میں مسند اور مصنف آپ کی مشہور تصانیف ہیں "قرآن کریم کی ایک تفسیر" لکھی ہے۔ محرم ۲۳۵ھ کو فوت ہوئے۔

علمی فائدہ: مصنف سے مراد وہ کتاب ہے جس میں ابواب فقہ کی ترتیب سے سید دو عالم ﷺ کے ارشادات صحابہ کرامؓ کے اقوال اور تابعین کے فتاویٰ جمع کر دیئے جائیں۔

(ف) مصنف ۱۲ جلدوں میں مجلس علمی کراچی کی توجہ سے طبع ہو چکی ہے۔

(۱۶) محمد بن حاتم بن میمون ابو عبد اللہ المروزی

"السمین" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ابن عُلَیّہ اور وکیع سے علم حاصل کیا۔ امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ بغداد میں باقاعدہ درس تفسیر القرآن دیا کرتے تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی ۲۳۵ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) جمل علی الجلالین میں "السمین" کے اکثر اقوال نقل کئے گئے ہیں۔

(۱۷) اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد معروف بہ ابن راہویہ

حضرت اسحٰق نے اپنے "ابن راہویہ" کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ خود بیان فرمائیں کہ میرے دادا اور دادی دونوں حج کو جا رہے تھے کہ راستہ میں میرے والد ابراہیم کی ولادت ہوئی۔ اسی واقعہ کے لحاظ سے "راہ ویہ" مشہور ہو گئے۔ ابن راہویہ کی ولادت ۱۶۱ھ کو ہوئی۔ علم تفسیر میں بھی آپ کا ممتاز مقام ہے۔ آپ کے شاگرد احمد بن سلمہ کا بیان ہے کہ:۔

"ابن راہویہ مجھے زبانی یادداشت سے تفسیر قرآن عزیز لکھوایا کرتے تھے"۔

چنانچہ ابوحاتم کو یہ بات پہنچی تو ابوحاتم نے از راہ تعجب فرمایا کہ:۔

"یہ بڑی عجیب بات ہے کیوں کہ احادیث کا باسند لکھوا دینا تو آسان ہے مگر تفسیر کا باسند الفاظ کے ساتھ لکھوانا مشکل کام ہے"۔ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ تابعین کے بعد جن لوگوں نے تفسیر کو زندہ کیا ان میں "اسحٰق بھی ہیں" ابن راہویہؒ نے قرآن عزیز کی تفسیر بھی لکھی ۲۳۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۸) عبدالملک بن حبیب بن سلیمان السلمی

کنیت ابومروان ہے "طلیطلہ" میں ولادت ہوئی۔ فقہ مالکی تقریباً پورا حفظ تھا۔ محقق عالم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تصانیف بھی تھے۔ ایک ہزار پچاس کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں۔ جن میں سے تفسیر اور دیگر معارف قرآنی کے متعلق ساٹھ کتابیں ہیں ۲۳۸ھ یا ۲۳۹ھ کو وفات ہوئی۔

(ف) کسب معاش کے لئے سلمی تیل نکالنے کا کام کیا کرتے تھے۔

(۱۹) عثمان بن ابی شیبہ

ان کے علم و حفظ میں اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ امام بخاری آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی ہے جس میں اکثر غیر مشہور قرت پر اعتماد کیا ہے بلکہ بعض اوقات آیات قرآنیہ سے مزاح بھی کیا ہے مگر امام ذہبیؒ نے فرمایا لَعَلَّہٗ تَابَ آپ کی وفات ۲۳۹ھ کو ہوئی۔

(ف) ابن ندیم نے لکھا ہے کہ آپ کی سن وفات ۲۳۸ھ ہے۔ (واللہ اعلم)

(۲۰) امام احمد بن حنبلؒ

بغداد میں ولادت ہوئی۔ تین سال کے تھے کہ والد فوت ہو گئے۔ طلب علم کے لئے کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام اور یمن تک کا سفر کیا۔ امام شافعیؒ، امام ابو یوسف، سفیان بن عُیَینہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے نادر روزگار ائمہ ہدیٰ سے استفادہ کیا۔ اپنے زمانہ کے بہت بلند پایہ محدث، مفسر اور فقیہ تھے۔ لاکھوں احادیث یاد تھیں۔ چالیس سال تک درس وتدریس کی مسند پر رونق افروز رہے۔ آپ کے فضائل کے لئے کئی صفحات بھی ناکافی ہیں۔ فقہ حنبلی آپ ہی کا مدون شدہ ہے۔ فتنہ خلق قرآن کا استیصال آپ ہی کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ معتصم باللہ کے مظالم کا شکار رہے ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو فوت ہوئے آپ کے جنازہ پر تقریباً ۹ لاکھ مسلمان حاضر تھے۔ مُسنَد کے علاوہ آپ نے تقریباً ۲۲ کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک تو قرآن کریم کی تفسیر ہے اور ایک کتاب جس کا نام ''کتاب الرد علیٰ من ادّعیٰ تناقض القرآن'' ہے یہ بھی آپ ہی کی تصنیف ہے۔

(۲۱) علی بن حجر بن ایاس

سعدی کے نام سے شہرت پائی۔ شروع میں تو بغداد میں اقامت پذیر ہوئے مگر پھر ''مرو'' ہی میں آباد ہو گئے۔ ابن مبارکؒ سے اکتساب فیض کیا۔ امام ابوداؤد اور ابن ماجہ کے علاوہ سب ائمۃ الحدیث ان کے شاگرد تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے ایک ''احکام القرآن'' بھی ہے۔ ۲۴۴ھ کو وفات ہوئی۔

(ف) سعدی کا مقولہ ہے کہ عصر کے بعد کتب بینی سے نظر کمزور ہو جاتی ہے۔

(۲۲) برصغیر (موجودہ پاکستان) کا پہلا عظیم مفسر القرآن۔ عبد بن حمید بن نصر

آپ علاقہ کچھ میں دوسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے طلب علم کے لئے ارض عرب کا سفر کیا جہاں یزید بن ہارون، علی بن عاصم، ابو اسامہ، عبدالرزاق اور ان

کے طبقہ کے علماء کرام سے سماع حدیث و تفسیر کیا اور پھر مسند تدریس پر بیٹھے اصحاب صحاح ستہ میں سے امام مسلم اور امام ترمذی نے آپ سے علم حاصل کیا ۲۴۹ھ کو وفات ہوئی۔ آپ کا پورا نام "عبدالحمید" ہے۔ تخفیف کر کے "عبد بن حمید" کہا جاتا ہے آپ نے حدیث میں دو مسندیں تالیف فرمائیں۔ ایک مسند صغیر اور دوسری مسند کبیر۔ اور مسند کبیر کو "منتخب" بھی کہا جاتا ہے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کو ہر زمانہ میں قبولیت حاصل رہی۔ چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی نے "محمد بن مزاحم" کے خط سے لکھی ہوئی اس تفسیر کو دیکھا ہے اور اس کی سند کو یوں ذکر فرمایا:

"قال ابن حجر و قرات بخط محمد بن مزاحم فی ظهر جزاء من تفسير عبد، قال حدثنا ابراهيم بن حزيم بن خاقان(م ۳۰۹ھ)ثنا ابو محمد عبدالحميد بن حميد فذكر". (تهذيب التهذيب ج ٦ ص ٤٥٦)

یہ تفسیر آپ سے عبداللہ بن احمد بن حمویہ م ۳۸۱ھ نے روایت کی ہے اور یہ تفسیر، تفسیر ابن جریر کی طرح تفسیر بالماثور ہے۔

دور آخر کے مفسر عظیم شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے فرمایا کہ یہ تفسیر متداول اور مشہور ہے۔ عرب میں اس کو پڑھا جاتا ہے۔

(**ف**) کتب اسماء الرجال میں یہ کلمہ "کش، کس" دونوں طرح سے آیا ہے جس کے بارے میں اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ یہ "کس" جس کی طرف آپ منسوب ہیں سمرقند کے قریب ایک شہر ہے۔ چنانچہ بیسویں صدی کے مشہور محقق و مورخ علامہ خیر الدین الزرکلی نے اپنی کتاب "الاعلام" میں یہی تحریر فرمایا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس "کس" سے مراد "کچھ" کا علاقہ ہے جو سندھ کا حصہ ہے جیسا کہ علامہ یاقوت حموی م ۶۲۶ھ نے اپنی مستند اور مشہور کتاب "معجم البلدان" میں تصریح کی ہے کہ:۔

"کس (کچھ) سرزمین سندھ کا ایک مشہور شہر ہے جس کا ذکر مغازی میں بھی آیا ہے اور جو حضرات اس شہر کی طرف منسوب ہیں ان میں سے عبد بن حمید بن نصر الکسی صاحب المسند بھی ہیں"۔ (معجم ج ۷ ص ۲۵۷)

چنانچہ الاعلام کے مرتب علامہ زرکلی کو جب یہ علم ہوا تو انہوں نے اپنی مرتبہ کتاب "الاعلام" کی دسویں جلد میں اصلاح کرتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ:۔

"مدینہ کس (کچھ) کے بارے میں تصحیح کر لی جائے کہ وہ بلاد سندھ سے ہے یہ وہ شہر نہیں جو کہ سمرقند کے قریب ہے اور جیسا کہ وہ پہلے یوں لکھ چکے ہیں"۔ (جلد ۱۰ ص ۱۱۶)

(ف: ۱) ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عبد بن حمید کے شاگردوں میں سے ابن جریر طبری، ابن المنذر نیشاپوری ابن ابی حاتم جیسے جلیل القدر علماء حدیث و تفسیر تھے۔ (در منثور ج ۶ ص ۴۴۲)

(ف: ۲) امام ترمذی نے کتاب التفسیر (ترمذی) میں ایک سو آیات کی تفسیر عبد بن حمید سے روایت کی ہے۔

(۲۳) محمد بن احمد السمرقندی السغدی الساغرجی

سمرقند کے جلیل القدر علماء میں سے تھے قرآنی علوم پر اچھا عبور تھا۔ امام سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ "سغدی" نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی۔ سغدی کی وفات ۲۵۵ھ کو ہوئی۔

(۲۴) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل التمیمی الدارمی

سمرقند کے قبیلہ دارم کی طرف نسبت سے دارمی کہلائے گئے۔ امام بخاری کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں حرمین، حجاز، شام عراق کا علمی سفر کیا۔ اپنے زمانے کے عظیم مفسر و محدث ہوئے۔ مسند دارمی مشہور و متداول کتاب ہے امام مسلم، ترمذی اور ابو داؤد آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ "ابو حاتم" نے آپ کو اپنے زمانے کا امام مانا ہے آپ نے

قرآن عزیز کی "ایک تفسیر بھی لکھی"۔ علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ وہ ایک باکمال مفسر اور صاحب علم فقیہہ تھے آپ کی ولادت ۱۸۱ھ اور وفات ۸/ذی الحج ۲۵۵ھ کو ہوئی۔

(ف) امام دارمیؒ اپنے زمانہ کے متقی اور متورع بزرگ تھے جب آپ کو سمرقند کا قاضی مقرر کیا گیا تو صرف ایک ہی مقدمے کا فیصلہ کرنے کے بعد عہدۂ قضا سے مستعفی ہو گئے۔ امام احمد بن حنبلؒ جیسے جلیل القدر امام نے فرمایا:۔

عرضت علی الدارمی الدنیا فلم یقبلها

ترجمہ: دارمیؒ پر دنیا پیش کی گئی مگر آپ نے قبول نہ کی۔

امام بخاریؒ نے آپ کی وفات کا سنا تو آنکھوں سے آنسو ڈھلک کر چہرے پر آ گئے اور پھر بے ساختہ یہ شعر پڑھا

ان تبق تفجع بالاحبة کلهم
وفناء نفسک لا ابالک افجع

ترجمہ: اگر تو زندہ رہتا تو احباب کی مفارقت کے صدمے برداشت کرتا حالانکہ تیرا صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جانا سب سے زیادہ دردناک حادثہ ہے۔

(۲۵) محمد بن سحنون قیروانی

پیدائش قیروان میں ہوئی مگر طلب علم کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور اس وقت کے جلیل القدر محدث و مفسر اور مصنف، امام زہری اور سلمۃ بن شبیب سے اکتساب فیض کیا۔ اپنے زمانہ کے ممتاز علماء میں شمار تھا۔ مؤطا امام مالک کی شرح چار جلدوں میں لکھی اور قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ عنون "احکام القرآن" بھی لکھی۔ ۲۵۶ھ کو فوت ہو کر "قیروان" میں دفن ہوئے۔

(ف) آپ کے فضائل میں محمد ابوالعرب بن احمد م ۳۰۲ھ نے ایک مستقل کتاب بہ نام فضائل "سحنون" لکھی ہے۔

(۲۶) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری

یہ وہی امام بخاری ہیں جن کی جمع کردہ صحیح بخاری کو "اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ" کا درجہ امت نے دیا ہے۔ امام بخاریؒ کے والد ماجد عالم باعمل تھے۔ امام کی ولادت بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عصر شوال ۱۹۴ھ کو بخارا میں ہوئی۔ اپنے زمانے کے جلیل القدر محدثین و مفسرین مثلاً اسحٰق بن راہویہ، علی ابن المدینی، احمد بن حنبل یحییٰ بن معین وغیرہم سے علم حاصل کیا۔ طلب علم کے لئے مصر، شام، بصرہ، کوفہ، بغداد کے کئی سفر کئے۔ صحیح بخاری کو سولہ سال کی محنت شاقہ کے بعد مرتب فرمایا۔ آپ نے بھی دیگر محدثین کرام کی طرح صحیح بخاری میں "کتاب التفسیر" کے عنوان سے تفسیر قرآن عزیز کو جمع فرمایا۔ اور مستقل طور پر بھی قرآن عزیز کی ایک بڑی تفسیر لکھی ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔ "والتفسیر الکبیر ذکرہ الفربری تلمیذ البخاری م ۳۲۹ھ (مقدمہ ص ۴۹۳)" اس کا ذکر "علامہ فریدی" اور "وراق بخاری" نے بھی کیا ہے خلیفہ چلپیؒ نے بھی "کشف الظنون" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ بروکلمن نے بھی اس تفسیر کا حوالہ "اس کوریال اول ۱۲۵۵" سے دیا ہے۔ امام بخاری کی وفات ۲۵۶ھ کو عید الفطر کی رات ہوئی۔

(۲۷) شیخ الاسلام عبداللہ بن سعید اسکندری

کوفہ کے ممتاز حافظ الحدیث تھے۔ ابو حاتم نے لکھا ہے **هو امام اهل زمانه** قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی ۲۵۷ھ کو وفات پائی۔

(۲۸) احمد بن الفرات

حافظ القرآن والحدیث تھے۔ ابو مسعود الرازی کے نام سے شہرت پائی۔ ابو اسامہ اور دیگر ائمہ حدیث سے اکتساب فیض کیا صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قلم بھی تھے۔ پانچ لاکھ سے زیادہ احادیث اپنے قلم سے لکھیں اور ایک مسند بھی مرتب فرمائی اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی۔ ۲۵۸ھ کو وفات پائی۔

(۲۹) محمد بن عبداللہ بن الحکمؒ

مصر کے بلند پایہ علماء میں سے تھے، امام شافعیؒ کی صحبت میں کافی زمانہ رہے فقہ شافعی میں مہارت تامہ رکھتے تھے، امام طبریؒ جیسے جلیل القدر علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، "احکام القرآن" نام کی تفسیر لکھی ۲۶۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۰) محمد بن یزید بن ماجہؒ

ربیع کے مولیٰ تھے ۲۰۹ھ کو پیدا ہوئے، طلب علم کے لیے مکہ مکرمہ، بصرہ، کوفہ، بغداد، شام، مصر اور "رے" تک کا سفر کیا، زیادہ وقت ابوبکر بن ابی شیبہ کی خدمت میں گذارا، اگرچہ آپ بطور عظیم محدث اپنی ایک مدوّنہ کتاب "سنن ابن ماجہ" کی نسبت سے مشہور ہیں مگر آپ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ابن جوزی نے اس تفسیر کا ذکر المنتظم میں کیا ہے ابن کثیرؒ نے فرمایا لابن ماجة تفسیر حافل مشہور مورخ ابن خلکان نے فرمایا وله تفسیر القرآن الکریم علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں اس کو ابن جریر کے طرز کی تفسیر بتایا ہے۔ ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۱) امام ابوداؤد سجستانی

آپ ۲۰۲ھ کو سجستان کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بن حنبلؒ، اسحٰق بن راہویہؒ جیسے عظیم محدثین سے اکتساب فیض کیا۔ حصول حدیث کے لئے مصر، شام کا بھی سفر کیا۔ دیگر علماء سابقین کی طرح متقی اور پرہیز گار تھے دنیوی امور سے نفرت تھی۔ مشہور کتاب "سنن ابی داؤد" کے علاوہ دیگر چودہ تصانیف بھی فرمائیں جن میں سے "کتاب التفسیر، نظم القرآن، کتاب فضل القرآن" کا تعلق تفسیر سے ہے امام ابوداؤدؒ کی وفات بروز جمعہ ۱۶ شوال ۲۷۵ھ کو ہوئی۔

(۳۲) بقی بن مخلد

قرطبہ میں رمضان شریف ۲۱۰ھ کو ولادت ہوئی۔ امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے طبقہ کے دیگر علماء عظام سے اکتساب علم کیا کسی امام کے مقلد نہ تھے۔ علم کے ساتھ ساتھ تقویٰ میں بھی ممتاز عصر تھے۔ آپ کے متعلق علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے:۔

"ہر رات کو تیرہ رکعات میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے"۔

رات کو شب بیداری اور دن کو روزہ آپ کا معمول تھا۔ علم و فضل کے علاوہ مجاہد تھے۔ اس وقت کے جن معرکہائے حق و باطل میں آپ نے حصہ لیا ان کی تعداد ستر بیان کی گئی ہے آپ کے مجتہد ہونے کی وجہ سے کچھ مخالفت ہوئی مگر امیر وقت محمد عبدالرحمان مروانی آپ کا معتقد تھا۔ اس لئے آپ اپنے کام میں لگے رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"میں نے اندلس میں ایسا پودا لگا دیا ہے جو خروج دجال کے بغیر نہ اکھڑ سکے گا"۔

"بقی" نے ایک مسند مرتب کی جس میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کرامؓ کی روایات جمع کر دی ہیں اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کے متعلق "ابن حزم" اندلسی نے کہا ہے لَمْ يُؤَلَّفْ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلُ تَفْسِيْرِهٖ اور بروکلمن نے محدث ابن عساکر کی یہ رائے ذکر کی ہے کہ "بقی کی تفسیر ابن جریر کی تفسیر سے فائق ہے" آپ کی وفات ۲۷۶ھ کو ہوئی۔

(ف) طبقات المفسرین مطبوعہ لیدن ۱۸۳۹ء اور طبقات المفسرین مطبوعہ طہران ۱۹۶۰ء میں "بقیع بن مخلد" لکھا ہوا لیکن یہ کاتب کی فروگذاشت ہے کیوں کہ بقیع نام کا کوئی محدث یا مفسر نہیں گزرا۔

15844

(۳۳) ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قیتبہ

مامون کے دور خلافت کے آخری ایام میں ۲۱۳ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے اپنے والد مسلم کے علاوہ ابن راہویہ، یحیٰ ابن اکثم اور دوسرے علماء عصر سے اکتساب فیض کیا صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے صاحب قلم تھے جن کا قلم ہر دینی، علمی موضوع پر چلتا رہا۔ متنوع موضوعات پر آپ کی تصانیف کی تعداد ۶۵ تک بیان کی گئی ہے۔ ابن قیتبہ کو غریب القرآن کے ساتھ خاص شغف تھا اس موضوع پر کئی کتابیں تحریر کیں۔ (۱) تفسیر غریب القرآن (۲) کتاب معانی القرآن (۳) تاویل مشکل القرآن (۴) مستقل علیحدہ تفسیر القرآن کا ذکر بھی قاضی عیاضؒ نے کیا ہے۔ ابن قیتبہ کی کتابوں کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے مصر میں ایک مکتبہ قائم کیا گیا ہے جس کا نام مکتبہ ''ابن قیتبہ'' ہے۔ اس مکتبہ سے پہلی کتاب تاویل مشکل القرآن ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء کو شائع ہوئی اور دوسری کتاب تفسیر غریب القرآن ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء کو شائع ہوئی ان دونوں کتابوں کو یکجا کر کے بنام ''قرطین'' ۱۳۵۵ھ کو شائع کیا گیا جس کا ذکر پانچویں صدی کے علماء تفسیر کے ضمن میں آجائے گا۔

ابن قیتبہ کی وفات میں کئی اقوال ہیں۔ ۲۷۰ھ، ۲۷۱ھ یکم رجب ۲۷۶ھ۔ ابن خلکان نے آخر الذکر کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۳۴) جعفر بن محمد رازی زعفرانی

بغداد کے قریب زعفران نام بستی میں ولادت ہوئی تفصیلی حالات سے تا حال علم نہیں البتہ یہ ثابت ہے کہ زعفرانی نے قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے ۲۷۹ھ کو وفات ہوئی۔

(۳۵) امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ

آپ خراسان کے قصبہ ترمذ میں ۲۰۹ھ کو پیدا ہوئے طلب علم کے لئے مصر اور شام وغیرہ کا سفر کیا امام بخاری، امام مسلم اور امام دارمی جیسے جلیل القدر محدثین و مفسرین سے اکتساب علم کیا۔ امام بخاریؒ کے خصوصی تلمیذ ہیں، حافظہ، تقویٰ اور تفقُّہ لاثانی تھا۔ اگرچہ آپ کی جامع کتاب سنن ترمذی مشہور اور معروف ہے جس میں ''ابواب التفسیر'' میں ۹۲ سورتوں کے ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی جو کہ مستقل تفسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر آپ نے اس کے علاوہ بھی ایک مستقل تفسیر مرتب فرمائی جو تفسیر ترمذی کے نام سے مشہور ہے جس کا ذکر امام جلال الدین سیوطیؒ نے جامع صغیر میں بھی کیا ہے:۔

(ف) یہ تفسیر قلمی پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ (۱۔۳۵۹)

(۳۶) اسمٰعیل بن اسحٰق

بصرہ میں پیدائش ہوئی مگر بغداد کو وطن اقامت بنایا اپنے زمانہ میں مالکی فقہ کے شیخ مانے گئے عربی ادب اور دیگر علوم عربیہ میں مقام عظیم کے مالک تھے۔ امام نسائی جیسے محدث بھی آپ کے شاگرد ہیں۔ امام نحو ''مُبَرِّد'' نے بھی اعتراف کیا ہے کہ هُوَ اَعْلَمُ بِالتَّصْرِيْفِ مِنِّىْ یحییٰ بن اکثم محدث نے آپ کو دیکھ کر کہا قَدْ جَاءَ تِ الْمَدِيْنَةُ آپ سے پوچھا گیا ''توراۃ'' میں کیوں تحریف ہوئی حالانکہ وہ بھی کتاب اللہ کا درجہ رکھتی ہے اور قرآن عزیز کیوں تحریف سے محفوظ رہا؟ آپ نے فرمایا کہ تورات کی حفاظت تو علماء بنی اسرائیل کے ذمے کی گئی تھی مگر انہوں نے اس کو پورا نہ کیا۔ اور قرآن عزیز کی حفاظت کا ذمہ خود خداوند قدوس نے لیتے ہوئے فرمایا ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ اس لئے قرآن کریم ہمیشہ انسانی دست برد سے محفوظ رہے گا۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک تفسیر بہ نام

"احکام القرآن" بھی ہے جو پچیس جلدوں پر مشتمل ہے جس کے متعلق ابن فرحون مالکی نے کہا ہے کتاب لم یسبق الی مثلہ بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور رحلت تک اسی عہدہ پر فائز رہے ذوالحج ۲۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۷) ابو محمد سہل بن عبداللہ تستری

عراق کے قریب علاقہ خوزستان میں واقع شہر "تستر" میں ولادت ہوئی علوم شریعت و طریقت کے آپ جامع تھے "مکہ مکرمہ" میں "ذوالنون مصریؒ" سے شرف ملاقات نصیب ہوا۔ قرآن شریف کی ایک جامع تفسیر عربی زبان میں لکھی جس کو "ابو یوسف احمد بن محمد بن قیس سنجری" نے مصنف رحمۃ اللہ علیہ سے ۲۷۵ھ میں سنا اور روایت بھی کیا یہ تفسیر طبع ہو چکی ہے۔ آپ کی وفات ۲۸۳ھ کو ہوئی۔

(۳۸) ابو العباس محمد بن یزید مشہور بہ مُبرّد

بغداد کے مشہور امام لغت اور امام ادب عربی ہیں "کامل مبرد" علمی دنیا میں مشہور و مستند کتاب ہے آپ نے "معانی القرآن" اور "اعراب القرآن" کے نام سے دو مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ایک کتاب جس کا عنوان "ما اتفق لفظہ واختلف معناہ من القرآن المجید" ہے قاہرہ سے ۱۳۵۰ھ کو طبع ہو چکی ہے اور کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں موجود ہے۔ آپ کی وفات ۲۸۵ھ کو ہوئی۔

(۳۹) احمد بن داؤد دینوری

ہمدان کے قریب ایک مردم خیز قصبہ "دینور" میں پیدا ہوئے اصمعی جیسے جلیل القدر علماء سے اکتساب فیض کیا علوم اسلامیہ، تاریخ اور حکمت و فلسفہ میں یکتائے روزگار تھے امام سیوطیؒ نے فرمایا ہے:۔

"کان من نوادر الرجال ممن جمع بین اداب العربیة وحکم الفلاسفة"

ابتداء آفرینش انسانی سے لے کر مؤلف کے دور تک تاریخ کے واقعات کو مختصر طور پر جمع کیا اس کتاب کا نام ''اخبار الطوال'' ہے جو کہ ۱۹۶۰ء میں قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے۔ دینوری نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب کی جس کا نام ''تفسیر الدینوری'' ہے۔ جو تیرہ جلدوں میں ہے اور بغداد میں اس کا ''مخطوطہ'' موجود ہے۔ آپ کی وفات ۲۸۲ھ کو ہوئی۔

(ف) خلیفہ چلپیؒ نے سال وفات ۲۹۰ھ لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۰) ابو یحییٰ زکریا بن داؤد بن بکر الخفافؒ

نیشاپور میں ولادت ہوئی ابو بکر بن ابی شیبہ اور ان کے طبقہ کے علماء کرام سے حدیث و تفسیر کا علم حاصل کیا۔ حاکم نے ان کے متعلق کہا ہے **ھو المقدم فی عصرہ** قرآن عزیز کی ایک عظیم ''تفسیر'' لکھی ۲۸۶ھ کو وصال ہوا۔

(۴۱) ابو علی احمد بن جعفرؒ دینوری

یہ بھی اس دور کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں۔ ''فراء'' کی مرتبہ کتاب ''معانی القرآن'' کا اختصار بہ نام ''ضمائر القرآن'' لکھا ۲۸۹ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۲) عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبلؒ

۲۱۳ھ کو پیدا ہوئے۔ اپنے گرامی قدر والد اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے علم حاصل کیا البتہ آپ کو اپنے والد ماجد نے ''علی بن الجعد'' سے روک دیا تھا امام نسائی اور دیگر جلیل القدر محدثین آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ''علامہ احمد بن المنادی'' لکھتے ہیں۔ ''عبداللہ بن احمدؒ سے زیادہ امام احمد بن حنبلؒ کے علوم کو سننے والا کوئی نہیں''۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے ''تیس ہزار'' مسند احادیث اور ایک ''لاکھ بائیس ہزار تفسیری'' ارشادات سنے۔ ۲۹۰ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۳) ابوالعباس احمد بن یحییٰ الشیبانی

آپ ثعلب کے نام سے مشہور ہیں ۲۰۰ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے عراق کے مشہور علماء ابن اعرابی، زبیر بن بکار وغیرہما سے علم نحو، لغت، ادب حاصل کیا اور ان علوم میں امام وقت مانے گئے۔ اخفش اصغر اور ابوبکر انباری جیسے علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ثعلب نے قرآنی موضوع کے متعلق کتاب معانی القرآن، کتاب اعراب القرآن، اور غریب القرآن لکھیں۔ آپ کی وفات ۱۷/ جمادی الاولی ۲۹۱ھ کو ہوئی۔

(ف) ابوبکر بن مجاہد کا بیان ہے کہ ایک دن امام ثعلب نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل قران، اہل حدیث اور اہل فقہ دینی علوم کی برکت سے کامیاب ہو گئے اور ہم ان علوم عربیہ ہی میں پھنسے رہے۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے رات کو خواب میں سید دو عالم ﷺ کی زیارت کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''ابوالعباس ثعلب کو میرا سلام کہہ دو کہ تو علم مستطیل کا ماہر ہے''۔ یعنی تیرے علوم کے بغیر تو کوئی فن اور علم کامل ہو ہی نہیں سکتا۔

(۴۴) ابراہیم بن معقل بن الحجاج

آپ کی کنیت ابواسحٰق مشہور ہے۔ علوم قرآن وفقہ میں ممتاز حیثیت کی بناء پر اپنے زمانہ میں ''نسف'' کے قاضی مقرر ہوئے علم حدیث میں مسند کبیر اور تفسیر میں قرآن حکیم کی ایک تفسیر لکھی ذوالحج ۲۹۵ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۵) ابوجعفر محمد بن عثمان ابی شیبہ

کوفہ میں پیدا ہوئے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی۔ ۲۹۷ھ کو فوت ہوئے۔

چوتھی صدی کے مفسرین قرآن مجید

(۱) محمد بن عبد الجبارؒ

۲۳۵ھ میں بصرہ کے قریب جبی نامی ایک گاؤں میں ولادت ہوئی، تفسیر قرآن حکیم میں کافی ملکہ تھا مگر عقائد میں اعتزال تھا، اپنے نام پر ایک نئے فرقہ ''جبائیہ'' کی بنیاد رکھی، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس سے قاضی عبد الجبار اور زمخشری نے اپنی اپنی تفاسیر میں استفادہ کیا ہے، ۳۰۳ھ کو انتقال ہوا۔

(۲) علی بن موسیٰ بن یزدادؒ (بعض علماء نے یزید بھی لکھا ہے)

قصبہ قم میں ولادت کی نسبت سے قمی مشہور ہوئے، محمد بن حمید رازی وغیرہ علماء مصر سے اکتساب کیا زندگی کا اکثر حصہ تدریس میں گذرا، نیشاپور میں ان کا حلقہ درس وسیع تھا، احکام القرآن کے موضوع پر قرآن حکیم کی ایک تفسیر لکھی، ۳۰۵ھ کو انتقال ہوا۔

(ف) امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ اپنے وقت کے اہل الرائے کا امام تھا۔

(۳) ابو الاسود موسیٰ بن عبد الرحمٰن بن حبیبؒ

قطان کے نام سے شہرت پائی، امام محمد اور ابن سخنون کے شاگرد رشید تھے علم نبوت میں کامل دسترس حاصل تھی، ''احکام القرآن'' کے نام سے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بارہ جلدوں میں مرتب فرمائی، ذیقعدہ ۳۰۶ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) ایک زمانہ میں آپ کو طرابلس کا قاضی مقرر کیا گیا چونکہ آپ نے ہر مظلوم کی مدد کی اور ہر ظالم کو سزا دی جس کی پاداش میں آپ کے خلاف سازش کر کے آپ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ اسی اثنا میں مندرجہ ذیل واقعہ پیش آیا۔

> ''ایک آدمی نے مچھلی خریدی جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اندر سے دوسری مچھلی نکلی، بائع اور مشتری میں اس پر جھگڑا ہو گیا بائع

نے کہا کہ میں نے ایک مچھلی بیچی ہے اس لئے دوسری واپس کر دی جائے، مگر مشتری نے کہا جو میں نے خریدی وہ ایک ہی ہے اس میں سے دوسری مچھلی نکلی ہے لہٰذا دونوں میری ہیں۔ طرابلس کے حاکم نے یہ معاملہ قطان کے پاس جیل میں بھیجدیا۔ آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر مچھلی کو تول کر بیچا ہے تو دونوں مچھلیاں مشتری کی ہیں اور اگر ایک مچھلی کر کے تولنے کے بغیر بیچی ہے تو پھر دوسری مچھلی واپس کردے"۔

جب طرابلس کے حاکم کو آپ کی دانشمندی کا علم ہوا تو فوراً آزاد کر دیا۔

(۴) ابوعبداللہ بن محمد بن وہب الدینوری ؒ

ابن وہب کے نام سے مشہور تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی، فیروز آبادی نے "تنویر المقباس فی تفسیر ابن عباس" میں اس سے استفادہ کیا ہے ابن وہب کا انتقال ۳۰۸ھ میں ہوا۔

(ف) اس تفسیر کا ایک مخطوطہ خزانہ اباصوفیہ میں محفوظ ہے جس کا نمبر ۲۲۱، ۲۲۲ ہے، اور ایک نسخہ سورۃ اخلاص تک خزانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے یعنی صرف آخری دوسورتوں کی تفسیر کم ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ چھٹی صدی ہجری کا مخطوطہ ہے۔

(۵) ابوالطیب محمد بن المفضل بن سلمہ بغدادی ؒ

آپ بغداد کے ذہین اور فطین علماء میں سے تھے۔ معانی، ادب، فقہ، میں کئی مفید کتابیں لکھیں۔ خلیل کی "کتاب العین" پر استدراک لکھا۔ "معانی القرآن" کے عنوان پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "ضیاء القلوب" ہے جو بیس اجزاء سے زیادہ پر مشتمل ہے، محرم الحرام ۳۰۸ھ کو فوت ہوئے۔

(٦) امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذرؒ

آپ کی ولادت تو نیشاپور میں ہوئی مگر اقامت مکہ مکرمہ میں اختیار کی، وہاں کے جلیل القدر اساتذہ محمد بن میمون، محمد بن اسمٰعیل الصائغ سے اکتساب علم کیا، اپنے زمانہ کے ''امام مجتہد'' مشہور ہوئے، آپ کے شاگردوں میں ابوبکر بن المقری جیسے جلیل القدر علماء بھی تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی ۳۰۹ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) یہ سال وفات مشہور ہے مگر امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ ۳۱٦ھ میں ابن المنذر نے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۷) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبریؒ

طبرستان کی بستی آمل میں ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ کو ولادت ہوئی، طلب علم کے لئے مصر، شام، عراق تک کا سفر کیا، سلیمان بن عبدالرحمٰن سے قرآن عزیز پڑھا، باقی علوم اسحٰق بن ابی اسرائیل جیسے جلیل القدر علماء مصر سے حاصل کئے، دیگر مفید تصانیف کے علاوہ قرآن عزیز کی تفسیر مرتب فرمائی جس میں احادیث، آثار صحابہؓ سے قرآن عزیز کی تفسیر کی گئی ہے جس کا نام ''جامع البیان فی تفسیر القرآن'' ہے مگر مشہور ''ابن جریر اور طبری'' ہے۔ ابن جریرؒ کا زیادہ وقت تالیف وتصنیف میں گذرا اس لئے امراء اور سلاطین سے لاتعلق رہے، جب خاقانی وزیر ہوا تو اس نے آپ کی خدمت میں مال بھیجا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کیا، پھر اس نے آپ کو قاضی بنانا چاہا مگر آپ نے اس کو بھی قبول نہ کیا، مفسر ۳۱۰ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) یہ تفسیر ساری تفسیر بالماثور ہے جیسا کہ مفسر نے اپنی تفسیر کی سند بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''حدثنا ابوکریب قال حدثنا طلق بن غنام عن عثمان المکی عن ابن ابی ملیکۃ قال رایت مجاھدا یسئل ابن

عباس عن تفسیر القرآن و معه الواحه فیقول له ابن عباس اکتب حتی ساله عن التفسیر کله".(ابن جریر ج ۱ ص ۳۰)

(ف) طباعت سے قبل اس تفسیر کے صرف تین نسخے معلوم تھے،ایک قلمی نسخہ مفسّر کی رحلت سے چار سال قبل یعنی ۳۰۶ھ کا لکھا ہوا مفسّر کا مصدقہ، مسموعہ ہے، یہ نسخہ امراءِ نجد آل رشید کے کتب خانہ میں محفوظ تھا اسی سے نقل کر کے مصر کے مطبع میمنہ سے پہلی مرتبہ ۱۹۱۱ء ۱۳۲۱ھ کو شائع ہوا، دوسرا نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں موجود تھا، تیسرا نسخہ کتب خانہ مولانا مولوی رفیع الدین مرحوم میں ہے جو مرحوم نے مدینہ منورہ سے نقل کیا تھا۔ مولانا رفیع الدین مرحوم کا کتب خانہ شکرانوالہ ضلع پٹنہ صوبہ بہار بھارت میں ہے۔

(ف) اس طویل ترین تفسیر کا اختصار ابو یحییٰ محمد بن صماوح (م ۴۱۹ھ) نے کیا جو صرف ۲۴۲ اوراق میں ہے، اسی طرح ابوبکر بن الاخشید نے بھی اس کا اختصار کیا ہے، اس تفسیر کا فارسی زبان میں ترجمہ منصور بن نوح سامانی (م ۳۵۰ھ) کے لئے کیا گیا تھا جس کا نام "تفسیر منصوریہ" تھا، بقول "بروکلن" کے اس کا ترجمہ ترکی زبان میں بھی ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کے ایک تجارتی کتب خانہ نے اس کا اردو میں بھی ترجمہ کر دیا ہے۔ (منصور بن نوح کا فارسی ترجمہ ۷ جلدوں میں ۱۳۴۲ھ میں تہران سے شائع ہو چکا ہے)

اس تفسیر کو جو عظیم قبولیت حاصل ہوئی اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

(۱) محدث کبیر امام حاکم نے کہا ہے کہ مجھ سے ابوبکر بن بابویہ نے بیان کیا کہ محدث کبیر ابن حزیمہؒ نے یہ تفسیر سات سالوں (۲۸۳ھ تا ۲۹۰ھ) میں نقل کی۔

(۲) امام نوویؒ نے کہا ہے کہ سب امت کا اس پر اتفاق ہے کہ آج تک ایسی جامع تفسیر کوئی نہیں لکھی گئی۔

(۳) امام ابن تیمیہؒ نے کہا ہے کہ ابن جریرؒ کی تفسیر سند کے اعتبار سے بھی دوسری تفاسیر سے افضل ہے۔

(۴) ابو حامد اسفرائنیؒ نے کہا ہے کہ اگر اس تفسیر کو حاصل کرنے کے لئے چین تک سفر کرنا پڑے تب بھی یہ سودا مہنگا نہیں۔

(۵) دور حاضر کے جلیل القدر مفتی عبدہٗ نے کہا ہے کہ ابن جریرؒ اپنی تفسیر میں صرف حدیث مرفوع ہی نقل کرتے ہیں۔

(۶) دور حاضر کے مستشرقوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ تفسیر دوسری تفاسیر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

(۸) ولید بن ابانؒ

اصفہان کے رہنے والے تھے، آپ کی کنیت ابوالعباس تھی۔ احمد بن فرات رازیؒ اوران کے ہمعصر دیگر اجلہ علماء کرام سے اکتساب فیض کیا، تحصیل علم کے لئے دور دراز کے سفر کئے۔ علم حدیث میں ایک مسند مرتب کی اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۳۱۰ھ کو اصفہان ہی میں انتقال ہوا۔

(۹) حافظ کبیر ابوحفص عمر بن بجیرؒ

سمرقند کے قصبہ ہمدان میں ۲۲۳ھ کو پیدا ہوئے، علم حدیث میں حافظ کا مقام حاصل کیا اور صحیح احادیث کا ایک عظیم مجموعہ مرتب فرمایا، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی اور ۳۱۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۰) قیتبہ بن احمد بن شریح بخاریؒ

اس کے متعلق صرف یہی معلوم ہوا ہے کہ مائل بہ تشیع تھا، خلیفہ چلبیؒ نے اس کی مرتبہ ایک تفسیر کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے **له تفسير كبير اسمه تفسير قُتَيبة** ۳۱۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۱) ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن السریؒ

بغداد میں ولادت ہوئی۔ مُبَرّد اور ثعلب جیسے نادر روزگار علماء سے علم حاصل

کیا، خلیفہ معتضد باللہ کے زمانے میں کاتب الخلافۃ کے عہدے پر فائز ہوئے، چونکہ ان کا باپ ''محمد بن السری'' کانچ کے برتن وغیرہ بناتا تھا اس لئے ابراہیم بھی ''زجاج'' کے نام سے مشہور ہوئے، معانی القرآن کے نام سے ایک جامع کتاب چھ سال میں مرتب فرمائی۔ جمعہ ۹ / جمادی الثانی ۳۱۶ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔ زجاج کی کتاب ''معانی القرآن'' سے زمخشری اور دوسرے مفسرین نے بھی استفادہ کیا ہے، اس کتاب کی پہلی جلد مصر میں طبع ہو چکی ہے۔

(۱۲) سلیمان بن الاشعث معروف بہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی داؤد السجستانیؒ

۲۳۰ھ کو ولادت ہوئی آپ کا شمار جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے، فن تفسیر اور علم عقائد پر بھی مفید کتابیں تصنیف کیں، آپ ابو جعفر طبریؒ کے ہم زمان ہیں، جب آپ کو ''ابن جریرؒ'' کی تفسیر کا علم ہوا تو انہوں نے بھی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ہی ''کتاب التفسیر'' رکھا، مگر جو قبولیت تفسیر ابن جریرؒ کو ہوئی وہ اس تفسیر کو نہ ہو سکی۔ ۳۱۶ھ کو وفات ہوئی آپ پر تقریباً تین لاکھ انسانوں نے نماز جنازہ پڑھی۔

(ف) آپ نے اپنا ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ:۔

> ''جس دن میں کوفہ میں طلب علم کے لئے پہنچا میرے پاس صرف ایک درہم تھا جس کا میں نے تقریباً ایک من لوبیا خرید لیا اور محدث کوفہ سے احادیث کا سماع اور ان کی کتابت شروع کر دی حتیٰ کہ جس دن تیس ہزار احادیث لکھ چکا اسی دن لوبیا بھی ختم ہو گیا''۔

(۱۳) عبداللہ بن حسنین بن عبداللہ بن عبدالملک الکلاعیؒ

آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور قرطبی کے ساتھ مشہور ہیں، علم تفسیر و حدیث میں امامت کا مقام حاصل کیا، اسماء الرجال میں کئی کتابیں مرتب کیں۔ تقی الدین بن مخلد کی

مرتبہ مسند کا اختصار بھی کیا۔ دیار مشرق کے علماء نے آپ سے تفسیر وحدیث میں کئی حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۳۱۹ھ، ۳۱۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۴) ابوالقاسم عبداللہ بن محمدؒ

احناف کے بلند پایہ عالم تھے کعبی کے نام سے شہرت پائی، قرآن کریم کی ایک تفسیر بارہ جلدوں میں مرتب کی، ۳۱۹ھ کو وفات پائی۔

(۱۵) محمد بن ابراہیم النحویؒ

اپنے زمانہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، علماء کرام مشکلات علمیہ اور مسائل کے حل کرانے کے لئے دور دراز سے آیا کرتے تھے، کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے ''غریب الحدیث'' اور ''معانی القرآن'' بھی ہیں، ۳۲۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۶) احمد بن عبداللہ بن مسلم بن قیتبہ دینوریؒ

ہمدان کے قریب قصبہ دینور میں ولادت ہوئی، علم وحافظہ میں اپنے دور کے بے مثال عالم تھے، اگرچہ فقہ مالکی کے مقلد تھے مگر تفسیر اور معانی القرآن کے موضوع سے خاص شغف تھا۔ عراق میں آپ کا حلقہ درس بہت وسیع تھا حکومت وقت نے آپ کو ۳۲۱ھ میں مِصر کا قاضی مقرر کیا مگر صرف تین ماہ بعد اس عہدہ سے الگ ہو گئے۔ آپ کی تالیفات میں سے ''معانی القرآن'' مستند کتاب ہے جس سے پچھلے تمام مفسرین نے علمی استشہاد کیا ہے، ربیع الاول ۳۲۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۷) احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک طحاویؒ

آپ مصر کے قصبہ طحا میں ۲۲۹ھ یا ۲۳۹ھ کو پیدا ہوئے آپ کا خاندان علمی تھا، چنانچہ آپ نے ابتدائی کتب اپنے ماموں المزنی سے پڑھیں جن کا تعلق فقہ شافعی سے تھا، آپ ابتدائی دور میں شاید کم توجہی سے پڑھتے ہوں گے اسی لئے آپ کے ماموں ''المزنی الشافعی'' کہا کرتے تھے ''خدا کی قسم تجھ سے کچھ بھی نہ بن سکے گا'' مگر

آپ طلب علم کے لئے ''شام'' گئے ''ابو حازم'' سے فقہ حاصل کیا چونکہ آپ کو زمانہ طالب علمی ہی سے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی کتابوں اور ان کے فقہ کے مطالعہ کا شوق تھا اس لئے ان کتب سے متاثر ہو کر جلد ہی فقہ حنفی کو اختیار کر لیا، درس تدریس میں شہرت حاصل کی۔ ''امام طبرانی محدث اور ابو بکر بن المقری'' جیسے جلیل القدر علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے علم حدیث کی دو کتابیں ''معانی الآثار اور مشکل الآثار'' مشہور ہیں، اول الذکر تو دورۂ حدیث کے نصاب میں شامل ہے اس میں ارشادات نبوی کو تَفَقُّه کے طور پر حل فرمایا ہے ''ومن وجه النظر'' اس کا خصوصی عنوان ہے، اور دوسری کتاب میں ان احادیث کو ذکر فرمایا جن کا بظاہر آپس میں تضاد و تقابل ہے آپ نے اس تقابل کا ازالہ کیا ہے، تفسیر کے ضمن میں آپ نے ''احکام القرآن'' مرتب فرمائی، بعض علماء تذکرہ نے آپ کی ایک تفسیر کا ذکر بھی ''تفسیر القرآن'' کے نام سے کیا ہے اور ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ وہ ایک ہزار اوراق پر مشتمل ہے، امام طحاویؒ کی وفات ذی قعدہ ۳۲۱ھ کو ہوئی، ابن ندیم کے ہاں سال وفات ۳۲۲ھ ہے۔

(ف) امام طحاویؒ اپنے درس و تدریس کے دوران کبھی کبھی یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے ماموں المزنیؒ پر رحم کرے اگر آج وہ زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا ضروری سمجھتے۔

(۱۸) احمد بن سہل بلخیؒ

بلخ کے ان علماء میں سے تھے جو اس دور کے تمام علوم جدیدہ وقدیمہ سے بہرہ ور تھے، آپ نے قرآنیات پر کئی کتابیں تحریر فرمائیں جن میں سے کتاب ''نظم القرآن'' کتاب ''قوارع القرآن'' کتاب ''ماأغلق من غريب القران'' تفسیر کی قابل قدر کتابیں ہیں ۳۲۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۹) ابو مسلم محمد بن بحر اصفہانیؒ

علم بلاغت اور علم کلام میں مستند مانے جاتے تھے، ابوالحسن علی بن عیسیٰ جیسے محقق عالم بھی ان کی تعریف کرتے تھے، کئی کتابوں کے مصنف تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام "جامع التاویل لمحکم التنزیل" ہے یہ تفسیر بڑی مفصل اور طویل ہے، امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس تفسیر کے بعض اقوال نقل کرتے ہوئے اس پر یوں تبصرہ فرمایا ہے:۔

"وهذا لقول عندى حسن معقول وابومسلم حسن الكلام في التفسير كثيرا لحوض على الدقائق واللطائف"

ابو مسلم کا انتقال ۳۲۲ھ کو ہوا۔

(ف) تفسیر کا انتخاب دارالمصنفین اعظم گڑھ نے شائع کر دیا ہے۔

(نوٹ) ابو مسلم اصفہانی کا مسلک اعتزال تھا، عقائد کی بحث چھوڑ کر علمی ابحاث میں کشاف کی طرح جامع کتاب ہے۔

(۲۰) ابراہیم بن محمد بن نِفطویہؒ

چونکہ رنگ کالا تھا اس لئے نِفط کی طرف تشبیہ کے طور پر منسوب کیا گیا، ثعلب اور مبرد سے علوم عربیہ حاصل کئے۔ قرآن مجید کا حافظ، علم حدیث، لغت اور عربی ادب کا عالم تھا، داؤد ظاہری کا مسلک اختیار کیا اور اس میں ممتاز مقام حاصل کیا، "اعراب القرآن" اور "امثال القرآن" لکھیں، ۳۲۳ھ کو وفات پائی۔

(۲۱) ابو بکر احمد بن علی بن منجور المعروف ابن الاخشیدؒ

عربی ادب میں مہارت رکھتے تھے، عقائد میں اعتزال کی طرف میلان تھا، کوئی مستقل تفسیر تو مرتب نہیں کی البتہ تفسیر طبری کا اختصار کیا ہے، اتوار کے دن ۲۲ شعبان المعظم ۳۲۶ھ کو وفات پائی۔

(۲۲) عبدالرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس التمیمی الحنظلیؒ

"ری" کے مردم خیز قصبہ میں ولادت ہوئی آپ نے طلب علم کے لئے حجاز، مصر، شام عراق، جزیرہ کے علماء و مشائخ کے ہاں کافی زمانہ قیام کیا اور علوم اسلامیہ سے حظ وافر حاصل کیا چنانچہ اپنے زمانہ میں "علم کا سمندر" کہلائے گئے۔ علم کے ساتھ ساتھ عمل و تقویٰ کا یہ حال تھا کہ آپ کا شمار "ابدال زمانہ" میں ہوتا تھا، آپ نے جرح و تعدیل میں ایک معیاری کتاب تالیف فرمائی، فرقہ جہمیہ کے رد میں بھی ایک مدلل کتاب لکھی اور قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جو بقول امام سبکیؒ چار جلدوں میں ہے اور "آثار مسند" پر مشتمل ہے یہ قلمی تفسیر ابن ابی حاتم کے نام سے مدینہ منورہ کے "کتاب خانہ محمودیہ" میں قلمی موجود ہے، ابو حاتم کا انتقال ۳۲۷ھ کو ہوا۔

(۲۳) ابو بکر محمد بن القاسم بن محمد بشار نحویؒ

آپ ماہ رجب ۲۷۱ھ میں "انبار نامی" قصبہ میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے "انباری" کہلائے، امام نحو ثعلب اور دوسرے جلیل القدر علماء سے علوم اسلامیہ حاصل کئے، قرآن عزیز کے کلمات کی تفسیر میں کلام عرب سے استناد کے لئے آپ کو آپ کے شاگرد "ابو علی القالی" کے بقول تین لاکھ اشعار یاد تھے۔ "امام ذہبیؒ" نے کہا کہ انباری کو ایک سو بیس کتب تفسیر یاد تھیں، "امام ابن جوزیؒ" نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب تفاسیر پوری سند کے ساتھ یاد تھیں "محمد بن جعفر تمیمی" نے کہا ہے کہ "انباری" کو تیرہ صندوق کتابوں کے یاد تھے، ابن رجب نے کہا ہے کہ "انباری" نے "قرآنیات" کے متعلق کئی مفید تصانیف مرتب کی ہیں، چنانچہ ایک کتاب "ضمائر القرآن" کے عنوان سے دو جلدوں میں لکھی اور ایک کتاب "اضداد القرآن" کے موضوع پر لکھی یہ کتاب حکومت کویت نے طبع کرائی ہے اس کتاب میں ان سب کلمات کو جمع کر دیا ہے جن کے معانی باہم مخالف ہیں مگر کلمات ایک ہی طرز پر ہیں جیسا کہ:۔

الْمُحْصَنٰت کا کلمہ سورۃ النساء میں شادی شدہ عورت کے لئے آیا ہے اور کنواری کے لیے بھی آیا ہے۔ آپ کا انتقال ۳۲۸ھ کو ہوا۔

(۲۴) ابوبکر محمد بن عزیز السجستانیؒ

یہ علامہ انباری کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں، کلمات قرآن پر ایک کتاب بنام ''غریب القرن'' لکھی ''جو نزہتہ القلوب'' کے نام سے مشہور ہے، یہ کتاب ۱۲۵۹ھ میں تفسیر ''تبصیر الرحمٰن'' کے حاشیہ پر طبع ہوئی اور مستقل کتاب بھی ۱۳۸۲ھ کو طبع ہوئی بجستانی کی وفات ۳۳۰ھ کو ہوئی۔

(۲۵) محمد بن محمد بن محمود ابومنصور الماتریدیؒ

آپ سمرقند کے محلّہ ''ماتریت'' میں پیدا ہونے کی وجہ سے ماتریدی مشہور ہوئے اور علم کلام کا مکتب فکر ''ماتریدیہ'' آپ ہی کی طرف منسوب ہے، اپنے دورر کے متقی انسان تھے س لئے آپ کو ''امام الھدیٰ'' کا لقب دیا گیا، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی ہے جو فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے۔ ''خلیفہ چلپی'' نے اس کا نام ''تاویلات اہل السنۃ'' رکھا مگر مشہور نام ''تاویلات القرآن'' ہے اس کے متعلق الشیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کتاب **لا یواز یہ کتاب من سبقۃ فی ھذا الفن**، اس تفسیر کے کئی قلمی نسخے پائے جاتے ہیں جیسا کہ (۱) مکتبہ حرم مکہ مکرمہ اور (۲) کتب خانہ بانکی پور (۳) کتب خانہ خدا بخش پٹنہ میں ہے جو کہ ۱۳۱ھ کا مخطوطہ ہے، (۴) کتب خانہ کو پریلو مجلد در دو جلد نمبر ۴۷، ۴۸ (۵) اس کا ایک کامل نسخہ عکسی پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ ماتریدی کی وفات ۳۳۳ھ کو ہوئی۔

(۲۶) امام ابوالحسن اشعریؒ

آپ کا پورا نام علی بن اسمٰعیل بن ابی بشر ہے سلسلہ نسب مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ تک پہنچتا ہے اسی نسبت سے اشعری مشہور ہوئے ابتداء میں آپ

عقیدۃ معتزلی تھے مگر رمضان المبارک میں خواب میں امام الانبیاء سید دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپؐ نے فرمایا کہ مسلک اہلسنت والجماعۃ کو اختیار کر چنانچہ خواب سے بیدار ہوتے ہیں مسلک اہل السنۃ والجماعت اختیار کر لیا اور فقہ میں امام مالکؒ کی تقلید اختیار کر لی، عقائد کے موضوع پر معتزلہ سے کئی مناظرے کیے آپ نے دیگر تصانیف کے علاوہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام **المخزن فی علوم القرآن** لکھی امام اشعریؒ کی وفات ۳۲۴ھ کو ہوئی۔

(ف) علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ تفسیر پورے قرآن عزیز کی تفسیر ہے اور ستر جلدوں میں ہے۔ مگر ابن فرحون مالکی نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر صرف سورۃ الکہف تک ہے اور سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۷) احمد بن جعفر المعروف ابن المناویؒ

۱۲ر ربیع الاول کو بغداد میں پیدا ہوئے، حدیث اور علوم قرآن کریم مثلاً قرأت، تجوید اور تفسیر میں ان کا شمار جلیل القدر علماء میں ہوتا تھا، تعلیم وتدریس کے علاوہ آپ عظیم مصنف بھی تھے، صرف علوم قرآنیہ پر آپ نے چار سو سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) نے کہا ہے کہ ان میں سے اکیس کتابوں کا میں نے خود مطالعہ کیا ہے، آپ کی تصانیف کے متعلق ابن الجوزیؒ نے مندرجہ ذیل رائے دی ہے۔

"ولا نجدفی کلامه شیئا من الحشوبل هونقی الکلام وجمع بین الروایة والدرایة"

ابن الجوزیؒ نے ان مخطوطات کا مطالعہ بھی کیا ہے جو "ابن المناویؒ" نے اپنے قلم سے تحریر کئے ہیں، ابن المناوی محرم ۳۳۶ھ کو فوت ہوئے اور "خیزران کے قبرستان" میں دفن ہوئے۔

(۲۸) احمد بن محمد بن اسمٰعیل ابو جعفر نحوی مصریؒ

"ابن نحاس" کے نام سے مشہور تھے ولادت اگرچہ مصر میں ہوئی مگر طلب علم کے لئے عراق کا سفر بھی کیا، علم نحو اور علم حدیث کے جلیل القدر عالم تھے احادیث اپنے ہاتھ سے لکھا کرتے تھے، "قرآنیات" کے موضوع پر اگرچہ ان کی مرتبہ کتاب "الناسخ والمنسوخ" مشہور ہے مگر "بروکلمن" نے لکھا ہے کہ ان کی ایک کتاب بن نام "اعراب القرآن" بھی ہے، اور علامہ سیوطیؒ نے ایک معانی القرآن کا ذکر بھی کیا ہے، ابن خلکان نے آپ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ابن نحاسؒ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب کی ہے، آپ کی وفات ۳۳۷ھ کو ہوئی۔

(۲۹) علی بن حمشاذؒ

آپ نیشاپور کے ان علماء کرام میں سے تھے جنہوں نے نیشاپور کا نام روشن کیا ہے، علم کے ساتھ ساتھ متقی بھی تھے آپ کے تقویٰ اور خشیت خداوندی کا یہ حال تھا کہ آپ کے شاگرد خاص ابوبکر بن اسحٰقؒ نے کہا ہے کہ:۔

"میں علی بن حمشاذ کے ساتھ سفر و حضر میں رہا مگر میں نہیں جانتا کہ فرشتوں نے آپ کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ لکھا ہو"۔

آپ ہمیشہ شب بیدار رہا کرتے تھے، علم حدیث میں ایک عظیم مسند جمع کی اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جو دوسوتین اجزاء پر مشتمل ہے، آپ کی وفات ۱۴ر شوال ۳۳۸ھ کو ہوئی۔

(۳۰) قاسم ابن اصبغ بن محمد بن یوسفؒ

آپ کی ولادت قرطبہ کے قصبہ بیانہ میں ہوئی اسی نسبت سے بیانی کہلائے، قرطبہ کے عالم "بقی بن مخلدؒ" سے علم حدیث حاصل کرنے کے بعد دیگر بلاد

اسلامیہ کا سفر کیا چنانچہ مکہ مکرمہ میں محمد بن اسمٰعیل الصائغ، عراق میں قاضی اسمٰعیل، امام مبرد اور امام ثعلب نحوی، مصر میں محمد بن عبداللہ العمری سے اکتساب علم کے بعد قرطبہ واپس آ گئے اور یہیں تدریس و تعلیم کا مقدس مشغلہ جاری رکھا، قرطبہ کے امیر عبدالرحمٰن اور ولی عہد دونوں نے آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا، احکام القرآن کے نام سے ایک تفسیر بھی لکھی، ۱۵؍جمادی الثانی ۳۴۰ھ کو وفات ہوئی۔

(۳۱) عبیداللہ بن الحسین ابوالحسن کرخیؒ

عراق کے قصبہ کرخ میں ولادت ہوئی، دینی علوم بغداد کے مشائخ وقت اسمٰعیل بن اسحٰق، محمد بن عبداللہ الحضرمیؒ سے حاصل کئے اپنے دور کے ''رئیس الاحناف'' مانے گئے۔ ابوبکر رازیؒ، ابوالحسن قدوریؒ جیسے جلیل القدر علماء آپ کے شاگرد تھے، بہت بڑے عالم، متقی اور تارک الدنیا روحانی پیشوا تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر مرتب فرمائی، ۳۴۰ھ کو وفات پائی۔

(ف) آپ پر اخیر عمر میں فالج کا حملہ ہو گیا تھا جس نے شدید علالت کی صورت اختیار کر لی تھی، آپ کے شاگردوں اور عقیدتمندوں نے ''سیف الدولہ'' کو ان کی اعانت کی طرف متوجہ کیا، جب کرخیؒ کو اس بات کا علم ہوا تو روتے ہوئے دربار خداوندی میں دعا کی کہ یا اللہ! ''میرا رزق وہاں ہی سے عطا فرما جہاں سے آج تک عطا فرماتا رہا ہے، چنانچہ سیف الدولہ کی امداد آنے سے پہلے ہی واصل باللہ ہو گئے۔

(۳۲) ابوبکر محمد عبداللہ بن جعفر بن درستویہ فارسی نحویؒ

بغداد میں ۲۵۸ھ کو پیدا ہوئے ابن قتیبہ اور مبرّد جیسے جلیل القدر علماء سے اکتساب فیض کیا، اپنے دور کے عظیم مدرس تھے چنانچہ ''امام دارقطنی'' جیسے امام الحدیث بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے، آپ کو علم تفسیر اور معانی القرآن میں کافی دسترس تھی، آپ نے اگرچہ کوئی علیحدہ تفسیر مرتب نہیں کی مگر ''ثعلب'' اور ''اخفش''

کی مرتب کردہ تفاسیر پر ایک محاکمہ لکھا جس کا نام ”کتاب التوسط بین الاخفش وثعلب في تفسیر القرآن“ ہے، آپ کی وفات ۲۴ صفر ۳۴۳ھ کو ہوئی۔

(۳۳) قاضی ابواحد محمد بن ناصر بن ابراہیمؒ

آپ ۲۶۹ھ کو اصبہان میں پیدا ہوئے ”عَسَّالی“ کے نام سے مشہور ہوئے، علوم ظاہریہ کے علاوہ تزکیہ نفس اور تقویٰ میں عظیم شان رکھتے تھے چنانچہ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ نوافل میں صرف ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کرلیا کرتے تھے، تفسیر قرآن عزیز کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے اور طلباء کو تفسیری نوٹ لکھوایا کرتے تھے آپ کی تصانیف میں سے حدیث میں ایک تو مسند ہے جو مسند عسالی کے نام سے مشہور ہے اور اپنے سلسلہ کے شیوخ پر بھی ایک مبسوط تذکرہ مرتب فرمایا، اس کے علاوہ قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے، رمضان المبارک ۳۴۹ھ میں انتقال ہوا۔

(۳۴) احمد بن کامل بن خلف الشجریؒ

آپ علم تفسیر، تاریخ، ادب کے علاوہ فقہ میں کافی مہارت رکھتے تھے، محمد بن الجہمؒ کے آپ شاگرد تھے جبکہ محدث کبیر دارقطنی آپ کے شاگردوں میں سے تھے اپنے زمانہ میں کوفہ کے قاضی تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی، محرم الحرام ۳۵۰ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ الشجریؒ نے ایک کتاب ”غریب القرآن“ کے نام سے بھی لکھی تھی، نیز فقہ میں ایک علیحدہ مسلک اختیار کرلیا تھا۔

(۳۵) ابوبکر محمد بن الحسن بن یعقوبؒ

آپ ”ابن مقسم“ کے نام سے مشہور تھے قرآنی علوم سے واقفیت تھی مگر ان کی یہ عادت تھی کہ غیر مشہور قراءتوں میں تلاوت کیا کرتے تھے، فتنہ کے خوف سے سلطان بغداد نے ان کو اس عمل سے روک دیا تھا، قرآن حکیم کی ایک تفسیر

بنام "کتاب الانوار فی تفسیر القران" لکھی ہے جس کا قلمی نسخہ کتب خانہ مدرسہ عالیہ رامپور (بھارت) میں موجود تھا، مفسر کی وفات ۳۵۱ھ کو ہوئی۔

(ف) خلیفہ چلپی نے سال وفات ۳۴۱ھ لکھا ہے۔ واللہ اعلم

(۳۶) محمد بن الحسن بن محمد المقری ؒ

آپ نقاش کے لقب سے مشہور تھے، ۲۶۶ھ کو موصل میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لئے کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ، مصر، شام، خراسان اور ماوراء النہر تک سفر کیا اور کامیاب رہے، بغداد کو اپنا مستقر بنا کر اشاعت علوم میں مشغول رہے۔ آپ کے درس سے امام دار قطنیؒ مجاہدؒ اور ابن الفحّام جیسے جلیل القدر علماء پیدا ہوئے، بغداد کے جلیل القدر قراء اور مفسرین میں آپ کا شمار تھا مگر تحقیق میں خود رائے بھی تھے چنانچہ قرآن عزیز کی جو تفسیر لکھی ہے اس کا نام انہوں نے تو "شفاء الصدور" رکھا جو کہ چھٹی صدی ہجری تک متداول رہی، خلیفہ چلپی نے ان کی ایک کتاب "کتاب الاشارہ فی غریب القرآن" کا بھی ذکر کیا ہے مگر ان پر تنقید کرتے ہوئے "ابن خلکان" نے "برقانی" کا قول نقل کیا ہے کہ "لیس فی تفسیرہ حدیث صحیح" اور "لا لکائی" مفسر نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اس کا نام "اشفاء الصدور" ہونا چاہیئے یعنی وہ تفسیر جس سے دلوں کا چین جاتا رہے، "دار قطنی" نے "کتاب التصحیف" میں یہ نقل کیا ہے کہ نقاش نے ایک مرتبہ انوشیروان کو ابو شیرواں پڑھا، ۲ رشوال المکرم ۳۵۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۷) ابو عبداللہ محمد بن حبان بن احمد البُستیؒ

غور کے علاقہ میں بُستی نامہ ایک قصبہ میں ولادت ہوئی علم حدیث اور تفسیر میں کامل رسوخ حاصل تھا۔ چنانچہ حدیث میں کتاب "التقاسیم والانواع" لکھی جو سات جلدوں میں ہے اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جو طبع ہو چکی ہے اور اس کا ایک قلمی نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ محمودیہ میں ہے، بُستی نے ۳۵۴ھ کو وفات پائی۔

(۳۸) احمد بن محمد بن سعید الحیریؒ

نیشاپور کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ ابو عمرو الخفاف اور عبداللہ بن شیرویہؒ آپ کے اساتذہ میں سے ہیں، عظیم محدث امام حاکم جیسے علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، کچھ زمانہ بغداد میں بھی قیام فرمایا، اپنے ہاتھ سے احادیث کی کتابت فرمایا کرتے تھے، "صحیح مسلم کی شرح الصحیح المخرج" مرتب کی اور قرآن کریم کی ایک بہت بڑی تفسیر لکھی۔ طرطوس میں ۳۵۳ھ کو شہید کر دیئے گئے۔

(۳۹) شیخ امام ابونصر منصور بن سعیدؒ

آپ جلیل القدر عالم تھے، "ابوعلی" حاکم وقت نے آپ سے قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کی درخواست کی چنانچہ آپ نے "تاج المعانی" کے نام سے ایک تفسیر مرتب فرمائی جس میں جملہ تفاسیر مروجہ کا انتخاب ہے یہ تفسیر ۳۵۳ھ کو لکھی گئی، مفسر کا سال وفات نامعلوم ہے۔

(۴۰) محمد بن القاسمؒ

ابواسحٰق کنیت تھی اور اسی کے ساتھ شہرت پائی سلسلہ نسب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، مالکی علماء میں ابن قرطبی کے نام سے متعارف ہیں، اپنے زمانہ میں مصر کے مفتی اعظم تھے، آپ نے "احکام القرآن" کے نام سے ایک تفسیر لکھی، ۳۵۵ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۱) محمد بن علی بن اسماعیل القفال الشاشیؒ

شاش قصبہ میں ۲۹۱ھ کو ولادت ہوئی اسی سے شاشی کہلائے صاحب مسند ابن حزیمہ اور محدث عبداللہ سے علوم حاصل کئے۔ تفسیر، حدیث، کلام لغت اور ادب میں کافی مہارت حاصل تھی، مستدرک کے مصنف امام حاکم نے کہا ہے کہ "قفال علاقہ

ماوراء النہر میں شوافع کے امام تھے" اس وقت اسلامی جنگوں میں حصہ لیا جب مسلمانوں نے رومیوں پر یلغار کی اور رومی بادشاہ نقفور نے مسلمانوں کی مذمت میں ایک قصیدہ لکھوا کر بھیجا تو اس کا جواب قصیدہ کی شکل میں "قفال" نے لکھ کر بھیجا (یہ قصیدہ امام سبکیؒ کی کتاب طبقات کبریٰ جلد دوم میں موجود ہے) شاشی نے دلائل النبوۃ کے نام سے معجزات پر ایک کتاب لکھی ہے اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے جو کہ "تفسیر قفال" کے نام سے مشہور ہے، قفال کی وفات ۳۵٦ھ کو ہوئی۔

(ف) ابوسہل صعلوکی نے اس تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس سے اعتزال کی بو آتی ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ نے اگر چہ تفسیر "قفال" سے استفادہ کیا مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ قفال نے بجائے اہل سنت کے مسلک کی تائید کے اعتزال کی زیادہ تائید کی ہے۔ (تفسیر کبیر کبیر ج ۲ ص ۴٦۹)

(۴۲) عبدالعزیز بن احمد بن جعفر بن یزدادؒ

آپ "غلام خلال" کے نام سے مشہور تھے۔ ۲۸۲ھ کو پیدا ہوئے امام بغویؒ اور ابن ساعدؒ وغیرہ سے سماع حدیث کیا فقہ حنبلی میں امام وقت مانے جاتے تھے علم تفسیر اور اصول میں بہترین تصانیف کیں اور قرآن کریم کی ایک بہترین تفسیر لکھی، ۲٦۳ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) ابوبکر مروزی نے کہا ہے کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے ۲۳/ شوال بروز جمعہ ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور غلام خلال نے بھی ۲۳/شوال بروز جمعہ ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۴۳) الحجۃ الحافظ ابوالقاسم بن احمد بن ایوب شامی طبرانیؒ

آپ کی والدہ ماجدہ "عکا" کی تھیں وہیں آپ کی ولادت ۲٦۵ھ کو ہوئی والد ماجد "طبریہ" کے تھے اسی نسبت سے طبرانی کہلائے حدیث کے لئے دور دراز

کے سفر کئے اور ایک ہزار اساتذہ سے سماع کیا، اپنے زمانہ میں "مسند الدین" کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے، حدیث پر "معجم" کے عنوان سے کتابیں لکھی ہیں، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۲۸/ذیقعدہ ۳۶۵ھ کو وفات پائی۔

(۴۴) محمد بن احمد بن عبداللہ السدوسیؒ

مالکی مذہب کے جلیل القدر عالم تھے بصرہ میں ولادت ہوئی مگر بغداد، دمشق اور مصر میں عہدۂ قضاء پر فائز رہے، مستقل تفسیر تو نہیں لکھی مگر بعض تفاسیر کا خصوصاً تفسیر بلخی کا اختصار لکھا ہے، ۳۶۷ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۵) حافظ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر الاصبہانیؒ

آپ اصبہان میں پیدا ہوئے طلب علم کے لئے موصل، حران اور عراق تک کا سفر کیا اور اجلہ علماء اسلام سے علوم حاصل کئے ابوالشیخ کنیت تھی ان کے متعلق ابن مردویہؒ نے کہا ہے "اصبهانی ثقه مامون" اور "خطیب بغدادی" کی رائے ہے کہ "كان حافظا ثبتا"، احکام فقہ میں کافی کتب تصنیف فرمائی ہیں، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے، اوائل محرم ۳۶۹ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۶) الحافظ الامام ابوسعید الحسین بن محمد بن علی الاصبہانیؒ

زعفرانیؒ کے نام سے مشہور تھے علم حدیث میں ایک کتاب مسند کی طرز پر جمع فرمائی اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے، ۳۶۹ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۷) احمد بن علی ابوبکر رازیؒ

چونکہ چونہ سازی کا کاروبار کرتے تھے اسی نسبت سے جصاص مشہور ہوئے ۳۰۵ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے، امام ابوالحسن کرخی اور عبدالباقی بن نافع سے روایتِ حدیث کی سند اور دوسرے دینی علوم حاصل کئے کچھ زمانہ نیشاپور میں رہنے کے بعد پھر

بغداد لوٹ آئے نہایت ہی عابد، زاہد اور اپنے دور کے محقق حنفی ہونے کی وجہ سے ''رئیس الاحناف'' تھے، حکومت نے کئی مرتبہ عہدۂ قضاء پیش کیا مگر آپ نے قبول نہ کیا کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے فقہ میں ''شرح مختصر کرخی'' اور ''شرح مختصر طحاوی'' مشہور ہیں، ''احکام القرآن'' کے موضوع پر ایک مبسوط تفسیر لکھی جو اس موضوع پر درجہ اسناد رکھتی ہے چنانچہ امام قرطبی وغیرہ جلیل القدر علماء تفسیر نے بھی اس سے استفادہ کیا آپ کی مرتبہ یہ تفسیر دستیاب ہے، ۷/ ذی الحجہ ۳۷۰ھ کو بغداد ہی میں رحلت فرمائی۔

(۴۸) ابو منصور محمد بن احمد الازہری الہرویؒ

ہرات کے ایک علمی خاندان کے فرد تھے اپنے جد اعلیٰ کے نام ازہر کی نسبت سے ازہری کہلائے، امام ثعلب اور امام منذری سے علوم لغت و حدیث و تفسیر حاصل کئے لغت میں ایک جامع کتاب ''کتاب التھذیب'' دس جلدوں میں لکھی اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی بہ نام ''التقریب في التفسیر'' لکھی ۳۷۰ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۹) محمد بن الحسن ابو جعفر الزوزنیؒ

اپنے زمانہ میں علم حدیث، فقہ اور ادب میں کافی مہارت رکھنے کے علاوہ فن مناظرہ میں بھی یکتائے روزگار ہونے کی وجہ سے بَحّاث کے نام سے شہرت پائی، ''خراسان اور ماوراء النہر'' کے علاقہ کے قاضی مقرر ہوئے ایک سو سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں جن میں سے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی ہے، ۳۷۰ھ کو انتقال فرمایا۔

(۵۰) حسین بن احمدؒ

''ابن خالویہ'' کے نام سے شہرت پائی اگرچہ پیدائش ہمدان میں ہوئی مگر بغداد میں کافی عرصہ گذارنے کے بعد شام میں آ گئے اور حلب میں سکونت اختیار کر لی تھی، عربی ادب اور نحو میں کافی مہارت تھی ایک مختصر مگر جامع رسالہ ''مالیس في کلام

العرب" کے عنوان سے لکھا اور "پارہ عم" کے اعرابات پر ایک تفسیر بنام "اعراب القرآن" لکھی جو حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔ ۳۷۰ھ کو وفات ہوئی۔

(۵۱) محمد بن احمد الشافعیؒ

جامعہ ازہر کے جلیل القدر عالم تھے اگرچہ فقہ شافعی کے مقلد تھے مگر عقیدہ کے لحاظ سے مائل الی الاعتزال تھے قرامطہ کے دور حکومت میں کافی عرصہ بغداد میں قید رہے۔ قرآن عزیز کی تفسیر سے واقفیت کے علاوہ کتب قدیمہ کے بھی واقف تھے چنانچہ یہودیوں کی تردید میں ایک مبسوط کتاب لکھی قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "تقریب" لکھی ۳۷۰ھ کو وفات پائی۔

(ف) داؤدی نے لکھا ہے کہ تفسیر مکمل کرنے سے پہلے ہی وفات ہو گئی تھی، بعض نے سال وفات ۳۸۰ھ بھی لکھا ہے۔

(۵۲) ابو علی الحسن بن عبداللہ بن سعید العسکریؒ

بغداد میں ۱۶ر شوال ۲۹۳ھ کو ولادت ہوئی بصرہ اور اصبہان میں طلب علم کے لئے کافی عرصہ گذارا، اگرچہ علم حدیث میں آپ کا درجہ بلند تھا اور آپ کو اپنے علاقہ کا امام فن حدیث تسلیم کیا گیا مگر قرآن حکیم کی تفسیر بھی جانتے تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ۳۸۲ھ کو وفات ہوئی۔

(۵۳) ابو محمد عبداللہ بن عطیہؒ

دمشق کے مشہور عالم تھے قرآنی علوم سے خاص شغف تھا چنانچہ ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام "تفسیر ابن عطیہ" ہے، ۳۸۲ھ کو وفات ہوئی۔

(ف) ابن عطیہ کو پچاس ہزار اشعار یاد تھے جن سے کلمات قرآنیہ کی تفسیر میں استشہاد کرتے تھے اس تفسیر کا ایک کامل نسخہ "اباصوفیہ" کے قلمی کتب خانہ میں موجود ہے جس کا نمبر ۱۱۹، ۱۲۱ ہے، ایک نسخہ ناقص از سورۃ انفال تا آخر آستانہ میں سلطان احمد

کے کتب خانہ میں موجود ہے اور ایک نسخہ مشتملہ بر جز اول، دوم، سوم، ششم عاشر افندی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۵۴) علی بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ رُمّانیؒ

علاقہ واسط کے ''قصر الرمان'' میں ولادت کی وجہ سے رُمّانی کہلائے جہاں ۲۹۶ھ کو پیدا ہوئے۔ یا، رُمّان (انار) کی تجارت کرنے کی وجہ سے رمانی کہلائے، علم نحو، علم کلام اور علم تفسیر سے پوری واقفیت تھی، ''چنانچہ تفسیر رمانی'' کے نام سے ایک تفسیر لکھی ۳۸۴ھ کو فوت ہوئے اور ''شونزیہ'' میں دفن ہوئے۔

(ف) امام سیوطیؒ کے شاگرد داؤدی نے امام سیوطیؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ''تفسیر رمانی'' دیکھی ہے، ''بروکلمن'' نے لکھا ہے کہ اس تفسیر کی ساتویں جزء پیرس میں قلمی موجود ہے۔

(ف) رمانی کی ایک کتاب ''النکت فی اعجاز القرآن'' بھی ہے جو ۱۹۳۴ء کو دلی سے شائع ہوئی یہ نسخہ استنبول کے وہبی آفندی کے کتب خانہ میں اس موجودہ نسخہ کا عکس ہے جو کہ محمد عبدالعزیز بن عبدالخالق الانصاری نے ۶۴۲ھ میں قلمبند کیا ہے۔

(ف) رمانی کے متعلق یہ بھی لکھا گیا ہے کہ معتزلہ ہونے کے علاوہ شیعہ بھی تھا۔ واللہ اعلم۔

(۵۵) ابو محمد سہل بن عبداللہ

''تُستر'' میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے ''تُستری'' کہلائے قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جو ان آیات پر مشتمل ہے جن سے سلوک اور تصوف کے مسائل کا استنباط کیا جا سکتا ہے، تستری کا انتقال ۳۸۳ھ کو ہوا، کتاب مطبوعہ ہے اور دستیاب ہے۔

(۵۶) ابو حفص بن شاہینؒ

بغداد کے ان علماء میں سے تھے جو اصلاحی طور پر موثر انداز میں وعظ فرمایا کرتے تھے، امام دارقطنیؒ سے عمر میں نو سال بڑے تھے، طلب علم کے لئے شام اور

فارس کا سفر کیا، حدیث میں حافظ کا درجہ رکھتے تھے، امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ:۔

"ان کی تصانیف کی تعداد تین سو تیس ہے جن میں سے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی ہے جو کہ ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہے حدیث میں ایک مسند بھی لکھی جو ایک ہزار تین سو اجزاء پر مشتمل ہے اور تاریخ میں بھی ایک کتاب لکھی ہے جو ڈیڑھ سو اجزاء پر مشتمل ہے"

علامہ ذہبیؒ ہی نے فرمایا ہے کہ مجھ سے شیخ عماد الدین حزالی نے کہا ہے کہ ابن شاہین کی تفسیر تیس جلدوں میں واسط (عراق) میں موجود ہے۔

(ف) ابن شاہین کسی بھی فقہ کے مقلد نہ تھے بلکہ یوں کہا کرتے تھے انا محمدی المذهب، ۳۸۵ھ کو فوت ہوئے۔

(۵۷) محمد بن علی بن احمد المصری

"اسوان" کے قریب "اوف" نامی بستی میں پیدا ہوئے اس لئے "ادفوی" کہلائے ابوجعفر نحاس کے شاگرد تھے۔ علم نحو، قرأت اور تفسیر میں اپنے دور کے عالم یکتا تھے اور مصری لوگوں کا مرجع تھے، چونکہ لکڑی کا کام کرتے تھے اس لئے آپ کو خشاب بھی کہا گیا ہے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام "الاستغناء فی علوم القرآن"، لکھی ہے جس کے متعلق امام سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ تفسیر سو جلدوں میں ہے، امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ اس تفسیر کا ایک کامل نسخہ مصر میں قاضی عبدالرحیم کے وقف کتب خانہ میں موجود ہے، خشاب کی وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔

(۵۸) المعافا بن زکریا بن یحییٰؒ

نہران کے عالم تھے۔ علم نحو، لغت اور فقہ کے بہترین عالم تھے، مسلک میں ابن جریر طبریؒ کے پیروکار تھے، قرآن عزیز کی ایک بڑی تفسیر لکھی، ۳۹۰ھ کو وفات پائی۔

(۵۹) نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم ابو اللیث سمرقندیؒ

سمرقند کے بہت بڑے عالم بلکہ امام وقت تھے، احناف میں علمی اور عملی لحاظ سے ممتاز حیثیت کے مالک تھے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے "کتاب النوازل" فقہ میں اور "تنبیه الغافلین بستان العارفین" ترغیب اور ترہیب کے موضوع پر مطبوعہ کتابیں ہیں اسی طرح قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جو چار جلدوں میں ہے، یہ تفسیر نویں صدی ہجری تک متداول رہی، ابن عرب شاہ حنفی نے اس کا ترجمہ ترکی زبان میں بھی کیا ہے اور اس میں مندرجہ احادیث کی تخریج قاسم بن قطلو بغا نے کی ہے، تفسیر ابو اللیث کا ایک کامل قلمی نسخہ ابا صوفیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے اور ایک حصہ از سورۃ المجادلہ تا آخر تین پاروں پر مشتمل پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے، اسی طرح۔

(۱) مصر کے قلمی ذخائر میں ایک کامل نسخہ تین جلدوں میں موجود ہے۔

(۲) ایک نسخہ دو جلدوں میں مخطوطہ ۹۹۲ھ

(۳) ایک نسخہ ناقص از سورہ یونس تا الٓمٓ السجدہ رامپور میں ہے۔

(۴) ایک نسخہ ابا صوفیا کے کتب خانہ میں موجود ہے نمبر ۱۴۸، ۱۴۹ ا ہے۔

(۵) ایک نسخہ مکتبہ حمیدیہ میں ہے نمبر ۵۲۔

(۶) ایک نسخہ مکتبہ آغا بشیر میں ہے نمبر ۱۹، ۲۰۔

(۷) ایک نسخہ آستانہ کے کتب خانہ کوپریلی میں ہے نمبر ۲۷ ہے۔

(ف) سمرقندی کی وفات ۳۹۳ ہجری میں ہوئی۔

(۶۰) محمد بن عباس ابو الحسن البغدادیؒ

اپنے دور کے بہت بڑے عالم اور مصنف تھے، ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ صرف تفسیر قرآن عزیز کے متعلق ان کی کتابیں ایک سو ہیں۔ اسی طرح تاریخ میں ان

کی تصانیف کی تعداد ایک سو تک ہے، علامہ ذہبیؒ نے ان کے متعلق کہا ہے ہو حجة ثقة، شوال ۳۹۴ھ کو فوت ہوئے اور اپنے ترکہ میں اٹھارہ صندوق کتابوں کے چھوڑے، مگر ان کی کتابوں کی اشاعت بہت کم ہوئی ہے۔

(۶۱) ابو ہلال حسن بن عبداللہ بن سہل عسکریؒ

آپ کی ولادت صوبہ خوزستان کے ایک شہر اہواز میں ہوئی جہاں آپ کے والد ماجد ایک فوجی چھاؤنی میں ملازم تھے اسی نسبت سے عسکری کہلائے، اپنے ماموں ابو احمد حسین بن عبداللہ سے علوم حاصل کئے اپنے دور کے بہترین ادیب اور مفسر قرار دیئے گئے، آپ کی تصانیف میں سے ''جمہرۃ الامثال، شرح دیوان حماسہ'' اور ''کتاب الاوائل'' مشہور ہیں، آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی بہ نام ''کتاب المحاسن فی تفسیر القرآن'' لکھی ہے جو پانچ جلدوں میں اورنٹیل کالج لاہور کی لائبریری میں موجود ہے، عسکریؒ کی وفات ۳۹۵ھ کو ہوئی۔

(۶۲) محمد ابو عبداللہ بن عبداللہ بن عیسیٰؒ

آپ ابن زمنین کے نام سے مشہور تھے، غرناطہ کے مشہور علماء میں سے تھے فقہ مالکی میں کافی مہارت تھی چنانچہ فقہ مالکی کی مشہور کتاب ''مدونہ کبریٰ کا اختصار'' لکھا ہے اور تفسیر ابن سلام کا اختصار کرنے کے علاوہ ایک مستقل تفسیر بھی لکھی ہے، بہرہ کے مقام پر ۳۹۹ھ کو وفات پائی۔

(ف) اس تفسیر کا کامل نسخہ جو کہ ۳۹۵ھ میں لکھا گیا تھا اور خود مفسر کے سامنے پڑھا گیا یہ نسخہ فاس کی جامع قرویین کے کتب خانہ میں ہے۔

(۶۳) خلف ابن احمد سیستانیؒ

آپ نے اپنے دور حکومت میں علماء اسلام کو جمع کر کے ان سے قرآن کریم کی ایک جامع تفسیر لکھوائی جس پر بیس ہزار دینار خرچ ہوئے تاریخ یمینی میں اس تفسیر

کا تعارف یوں کرایا گیا ہے:۔

"وقد کان جمع العلماء علیٰ تصنیف کتاب فی تفسیر
کتاب اللہ تعالیٰ ولم یغادرفیه حرفا من اقاویل المفسرین
وتاویل المتاولین و نکت المذکرین واتبع ذلک بوجوہ
القراء ت وعلل النحووالتصریف وعلامات التذکیرو
التانیث و شعھا بما رواہ الثقات من الحدیث"
(ص ۱۶۳ مطبوعه لاھور)

تاریخ ادبیات ایران میں ہے کہ یہ تفسیر سو جلدوں میں تھی اور اس کا ایک کامل نسخہ ساتویں صدی ہجری تک موجود تھا۔ تاریخ یمینی میں ہے کہ اس کا ایک نسخہ نیشاپور کے مدرسہ صابونی میں ہے۔

خلیفہ چلپی نے لکھا ہے "ھومن اکبر التفاسیر"

خلف بن احمد کے متعلق علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے۔ "مات شھیدا بالجس فی بلادالھند ۳۹۹ھ"

پانچویں صدی کے مفسرین قرآن عزیز

(۱) احمد بن علی بن احمد

اندلس کے مشہور علماء میں سے تھے اور ''باغانی'' کے لقب سے مشہور تھے علوم اسلامیہ میں کافی مہارت تھی۔ علماء تاریخ نے ان کے متعلق لکھا ہے۔

کان بحرا من بحار العلوم۔ خصوصا علوم قرآنیہ میں اپنے دور کے بے نظیر عالم تھے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر ''احکام القرآن'' کے موضوع پر لکھی ہے۔

۴۰۱ھ کو وفات پائی۔

(۲) ابوعبید احمد بن ابی عبید

ہرات کے قصبہ ''قاشان'' میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے قاشانی مشہور ہوئے کلمات قرآن وحدیث پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ ''غریب القرآن'' اور ''غریب الحدیث'' کے نام سے علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھیں پھر ان کو یکجا بھی جمع فرمایا اور کتاب کا نام ''جامع الغریبین'' رکھا جو کہ قلمی ''دارالکتب المصریہ'' میں موجود ہے۔

آپ کی وفات ۴۰۱ھ کو ہوئی۔

(ف) جامع الغریبین کا ایک قلمی نسخہ مخطوطہ ۶۶۷ھ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔

(۳) ابوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد

نیشاپور میں ۳۲۱ھ کو پیدا ہوئے تقریبا دو ہزار علماء سے علوم اسلامیہ نقل اور روایت کئے اپنے زمانے کے جید عالم تھے آپ کے شاگردوں میں امام بیہقی بھی ہیں۔ اپنے زمانے میں قاضی مقرر ہوئے تھے اس لئے ''حاکم'' کے لقب سے مشہور ہوئے کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی کتابوں میں سے ''مستدرک حاکم''

حدیث کی مشہور و معروف کتاب ہے آپ نے قرآن عزیز کی تفسیر بھی لکھی جو کہ آپ کی کتاب مستدرک میں موجود ہے۔ حاکم حمام میں غسل کر کے باہر آتے ہوئے گر پڑے اور ماہ صفر ۴۰۵ھ کو وفات پا گئے۔

(۴) محمد بن الحسین الطاہر

آپ ''شریف رضی'' کے نام سے مشہور تھے ۳۵۹ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ بہاؤالدولہ نے نقیب مقرر کر دیا کچھ زمانہ کے بعد ''رضی'' اور پھر ''شریف'' کا لقب بھی دے دیا۔ رضی اگرچہ مسلکاً شیعہ تھے لیکن ان کے اکثر اساتذہ سنی تھے جن میں سے ابو اسحٰق ابراہیم طبری مالکی م ۳۹۳ھ سے آپ نے قرآن مجید پڑھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطاب اور آپ کا کلام جمع کیا جو ''نہج البلاغۃ'' کے نام سے مشہور ہے۔ علوم قرآنیہ پر آپ کی مندرجہ ذیل کتب مطبوعہ ہیں۔

''تلخیص البیان فی مجازات القرآن'' جو پہلی مرتبہ ایران سے ۱۳۶۹ھ کو اور دوسری مرتبہ مصر سے ۱۳۷۴ھ کو شائع ہو چکی ہے اسی طرح متشابہات پر رضی نے ''حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جس کا قلمی نسخہ مشہد میں موجود ہے نمبر ۱۱۸ بروکلمن نے لکھا ہے کہ رضی نے ''معانی القرآن'' بھی لکھی تھی جو ضائع ہو گئی۔ واللہ اعلم۔ رضی کی وفات محرم ۴۰۶ھ کو ہوئی۔

(۵) ابوبکر محمد بن الحسن

اصفہان کی نسبت سے اصفہانی مشہور ہوئے فقہ، اصول فقہ اور تفسیر پر عبور تام حاصل تھا چنانچہ ان سب عنوانات پر قریباً ایک سو کتابیں لکھی ہیں جن میں سے ''معانی القرآن'' کے موضوع پر بھی آپ کی تصانیف پائی جاتی ہیں۔ آپ کی وفات ۴۰۶ھ کو ہوئی۔

(۶) محمد بن الحسن بن فورک

فقہ اور تفسیر میں مستند مانے جاتے تھے چنانچہ بعض علمائے فقہ وتفسیر نے اپنی تصانیف میں ان کے حوالے دیئے ہیں، صاحب قلم بھی تھے آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو تک پہنچتی ہے۔ "معانی القرآن" پر ایک مبسوط کتاب لکھی ۴۰۶ھ کو فوت ہوئے۔

(۷) امام ابو بکر محمد بن الحسین

نیشاپور کے ممتاز علماء میں سے تھے آپ کے شاگردوں میں امام ثعلبیؒ جیسے عالم پیدا ہوئے قرآن کریم کا باقاعدہ درس باتفسیر دیا کرتے تھے اور طلباء کو تفسیر لکھوایا بھی کرتے تھے۔ چنانچہ مکمل تفسیر مرتب کی اور شاگردوں کو بھی لکھوائی۔ اور پھر اسی کا خلاصہ بھی سوال وجواب کی شکل میں مرتب فرمایا۔ ذوالحجہ ۴۰۶ھ کو دفات ہوئی۔

(۸) احمد بن موسیٰ بن مردویہ

آپ اصفہان کے تھے طلب علم کے لئے عراق کے گرامی قدر علماء مثلاً ابو سہل بن زیاد القطان سے استفادہ کیا۔ قرآن کریم کی ایک بڑی تفسیر لکھی ۴۱۰ھ کو وفات ہوئی۔

(۹) محمد بن الحسین بن محمد بن موسیٰ

نیشاپور میں ولادت ہوئی قبیلہ بنو سلمہ کی نسبت سے سلمی کہلائے۔ اس زمانے کے فتنہ باطنیہ کی طرف میلان تھا۔ صاحب قلم ہونے کی وجہ سے ایک سو کتابیں تصنیف کیں جن میں سے ایک قرآن کریم کی تفسیر بہ نام "حقائق التفسیر" ہے پھر خود ہی اس کا خلاصہ بھی بہ نام "التفسیر الصغیر" لکھا۔ آپ کی وفات شعبان ۴۱۲ھ کو ہوئی۔

(ف) اس تفسیر کو تحریف القرآن سمجھا گیا۔ امام ذہبیؒ نے فرمایا۔ **اتی فیه بمصائب تاویلات الباطنية**۔ امام واحدی نے فرمایا **زعم انه صنف حقائق التفسير فان اعتقدانهٗ صنف تفسيرا فقد كفر** ابن جوزیؒ نے بھی اس پر سخت تنقید فرمائی ہے۔

(۱۰) عبدالرحمٰن بن مران بن عبدالرحمان القنازعی

ابوالمطرف کنیت تھی قرطبہ کے علمی گھرانے میں ولادت ہوئی تحصیل علم کا زمانہ تو قرطبہ ہی میں گزارا مگر پھر مصر آ کر سکونت پذیر ہو گئے اپنے ہم زمان محدث ومفسر بقی بن مخلد سے زیادہ علمی شان تھی اگرچہ مستقل تفسیر تو نہیں لکھی لیکن تفسیر ''ابن سلام'' کا اختصار کیا۔ رجب ۴۱۳ھ کو وفات پائی۔

(۱۱) ابوالحسن عبدالجبار بن احمد بن عبدالجبار

ہمدان کے مشہور علماء میں سے تھے فقہی طور پر شافعی تھے مگر عقائد میں اعتزال تھا بلکہ اس دور کے شیخ المعتزلہ تھے مگر اس کے باوجود ایک کتاب ''تنزیہہ القرآن عن المطاعن'' لکھی جس میں قران عزیز کی نظم (کلام) پر اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے۔ ذی قعدہ ۴۱۵ھ کو وفات پائی۔

(ف ۱) ''تنزیہہ المطاعن'' دارالنہضۃ الحدیثہ بیروت لبنان سے شائع ہوچکی ہے اور اس کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔

(ف ۲) قاضی عبدالجبار نے معجزات نبی کریم ﷺ پر ایک جامع کتاب بہ نام ''تثبیت دلائل النبوۃ'' لکھی ہے جو دو جلدوں میں بیروت سے شائع ہوچکی ہے اس کتاب میں سید دو عالم ﷺ کے معجزات کو جمع کر دیا گیا ہے۔

(۱۲) ہبۃ اللہ بن سلامہ

ابوالقاسم کنیت تھی بغداد میں پیدا ہوئے اگرچہ نظر سے محروم تھے مگر حافظہ کمال کا تھا۔ دینی علوم خصوصاً تفسیر القرآن کے بہترین عالم تھے۔ علامہ ذہبی نے آپ کے متعلق لکھا ہے **احفظ الائمۃ للتفسیر** ناسخ اور منسوخ کے موضوع پر ایک کتاب بھی مرتب کرائی ۴۱۸ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۳) ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب الاسکافی

قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''درۃ التنزیل وغرۃ التاویل'' ہے یہ کتاب ۱۳۷۶ھ کو قاہرہ سے طبع ہو چکی ہے اور ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد میں موجود ہے۔ آپ کی وفات ۴۲۱ھ کو ہوئی۔

(۱۴) ابواسحق احمد بن ابراہیم

نیشاپور کے ممتاز عالم تھے آپ کو ثعلبی اور ثعالبی دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ آپ کا نسب نہیں بلکہ لقب ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ علوم قرآن عزیز اور تفسیر کے حاصل کرنے میں گزارا اس طالب علمانہ زندگی کا اختصار یوں بیان کیا۔

(ا) ابوبکر بن عبدوس نے ہم کو تفسیر قرآن عزیز لکھائی یہ اتنی مفصل اور جامع ہے کہ صرف چند سورتوں کی تفسیر ایک سو چالیس اجزاء پر مشتمل تھی۔

(ب) ابوعمر بستانی عراقی نے مجھے اپنی ساری تفسیر پڑھائی لکھائی اور روایت کرنے کی سند بھی عطا کی۔

(ج) ابوالقاسم بن حبیب سے میں نے قرآن کریم کی ساری تفسیر کئی بار سنی۔

(د) تفسیر جبریل ساری اس کے مصنف سے سنی۔

(ہ) عبداللہ بن حامد کی مرتبہ ساری تفسیر ان کے سامنے پڑھی اور ان سے سند بھی لی۔

(و) ابوالحسن محمد بن القاسم ''الفقیہ'' نے قرآن کریم کی ساری تفسیر جو صحابہ کرامؓ کے تفسیری اقوال کی جامع ہے وہ ساری کی ساری میں نے ''الفقیہ'' کے سامنے پڑھی اور پڑھانے کی اجازت بھی لی۔

جس طرح ثعلبی کے اساتذہ نامور تھے اسی طرح آپ کے شاگرد بھی یکتائے روزگار تھے مثلاً مفسر القرآن ابوالحسن واحدیؒ۔ امام ثعلبیؒ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''الکشف والبیان عن تفسیر القرآن'' لکھی چھٹی صدی ہجری کے مفسر

طرطوشی المعروف "بابن رندقہ" نے اس تفسیر کا اختصار بھی کیا جو مصر کے قلمی کتب خانے میں موجود ہے۔

امام ثعلبیؒ کی اس تفسیر کے متعلق علماء نقد کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

ثعلبیؒ نے اپنی تفسیر میں السدی الصغیر سے بہت کچھ نقل کیا ہے۔(امام سیوطیؒ)

ثعلبیؒ اگرچہ دیندار اور متقی تھا مگر تفسیر میں رطب دیابس کو جمع کر دیا ہے۔ (امام ابن تیمیہ)

تفسیر ثعلبیؒ میں موضوع روایات اور بے سند قصے بھی ہیں۔ (کتانی)

اس کے برعکس ابن خلکان کی رائے یہ ہے کہ صنف التفسیر الکبیر الذی فاق غیرہ من التفاسیر روایات اور فنی اعتبار سے اس قدر تنقید کے باوجود کتاب کافی زمانہ مقبول رہی طلباء تفسیر نے اس کے سماع کے لئے دور دراز کے سفر طے کئے جیسا کہ "ابن سمعانی" فرماتے ہیں کہ میں نے طلباء کی ایک جماعت کے ساتھ "نوقان" کا سفر کیا تا کہ وہاں علی بن سلیمان اندلسی سے تفسیر ثعلبیؒ سنیں۔ تفسیر ثعلبیؒ کے ناقص نسخے مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

(۱) سورۃ الفرقان سے لے کر آخر تک۔ چار جلدوں میں۔ مکتبہ جامع ازہر

(۲) سورۃ المومنون سے لے کر آخر تک۔ کتب خانہ ناصریہ۔

(۳) سورۃ مریم سے لے کر آخر تک۔ کتب خانہ فرنگی محل لکھنو۔

(۴) سورۃ بقرہ سے لے کر آخر سورۃ المائدہ تک۔ کتب خانہ رامپور۔

امام ثعلبیؒ کی وفات ۴۲۷ھ کو ہوئی

(۱۵) عبدالقاہر بن محمد بن طاہر بن محمد التمیمی

آپ کی ولادت تو بغداد میں ہوئی لیکن آپ کے والد آپ کو نیشاپور لے آئے جہاں استاد ابو اسحٰق اسفرائی جیسے فاضل یگانہ کی خدمت میں آپ کو پیش کر دیا۔ اپنے

گرامی قدر استاد سے علوم وفنون حاصل کرنے کے بعد ان ہی کے جانشین ہو گئے۔ امام عبدالقاہر ''سترہ علوم'' کا درس دیتے تھے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے ایک ''کتاب التفسیر'' بھی ہے ۴۲۹ھ کو انتقال ہوا اور اپنے استاد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(۱۶) احمد بن محمد بن ابی عبداللہ

اندلس کے سرحدی علاقہ کے قصبہ ''طلمنکہ'' میں پیدا ہوئے طلب علم کے لئے ''قرطبہ'' آئے اور پھر تحصیل کے بعد وطن واپس لوٹ گئے قرآن وحدیث کے معارف کا بہت شوق تھا چنانچہ اس موضوع پر کئی کتابیں بھی لکھیں اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی۔ اپنے وطن ہی میں ۴۲۹ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۷) شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید الحوفی

عمان کی ایک بستی ''حوف'' میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے ''حوفی'' کہلائے طلب علم کے لئے ''مصر'' تشریف لائے اور شیخ وقت علامہ ''اوفی'' سے اکتساب فیض کیا تفسیر میں بلند درجہ رکھتے تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام ''البرھان فی تفسیر القرآن'' لکھی جس سے اہل مصر نے بڑا فائدہ اٹھایا یہ تفسیر دس بڑی جلدوں میں ہے ابن خلکان نے لکھا ہے کہ حوفی نے اعراب القرآن کے موضوع پر بھی ایک کتاب لکھی ہے جو دس جلدوں میں ہے اور جس کے کچھ حصے دارالکتب المصریہ میں موجود ہیں ۴۳۰ھ کو انتقال فرمایا۔

(۱۸) ابوعبدالرحمان اسمٰعیل بن احمد

۳۶۱ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے آنکھوں سے معذور تھے۔ امام زاہر السرخسی اور ان کے ہم عصر دیگر علماء کرام سے اکتساب فیض کیا باوجود نابینا ہونے کے اس قدر متقی، راسخ العلم اور خوش خلق تھے کہ جب بغداد تشریف لے گئے تو خطیب بغدادی نے آپ کا استقبال ان الفاظ میں کیا۔

قدم علینا حاجا ونعم الشیخ کان علما و صدقا و خلقا

چنانچہ خطیب بغدادی نے اس موقع کو غنیمت جان کر ابوعبدالرحمان کو تین مجالس میں بخاری شریف سنوا کر شاگردی کا شرف حاصل کیا آپ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی قلمبند کرائی جس کا نام ''کفایۃ فی التفسیر'' ہے (اس کا کچھ حصہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کی لائبریری میں موجود ہے) اور وجوہ القرآن کے نام سے بھی ایک کتاب لکھی جس کا ایک نسخہ کیمبرج لائبریری میں موجود ہے ۴۳۰ھ کو انتقال فرمایا۔

اس تفسیر کا ایک نسخہ تو استنبول یونیورسٹی کی لائبریری میں نمبر A۱۷۸۷ ۳۵۰ بہ تفسیر ''تفسیر النیساپوری'' اور ''کفایۃ التفسیر'' کے نام سے موجود ہے اور بروکلمان کے بیان کے مطابق اس کتاب کی ایک کاپی ''مشہد'' (ایران کی لائبریری نمبر K۵۴ME۷۵،۵۶III سے موجود ہے، برلن میں بعنوان الکفایہ لابی اسمٰعیل بن عبداللہ الخیری النیساپوری سے موجود ہے، لیکن ان دو آخری لائبریریوں کے اہل کار اس کتاب کی موجودگی کی تصدیق نہ کر سکے۔

(ف ۱) ''علوم القرآن'' کی اصطلاح میں ''وجوہ القرآن'' سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کے جو کلمات بلفظ ''واحد'' اور ''بحرکۃ واحدۃ'' آئے ہوں مگر ان کے معانی الگ الگ ہوں ان کو بیان کیا جائے۔

(ف ۲) احقر نے اپنی کتاب ''دینی لغات'' کے مقدمہ میں ایسے کلمات کی فہرست مختصراً دے دی مثلاً۔

اَعْمٰی: سورۃ محمد نمبر ۲۳ میں فعل ماضی ہے جس کا معنی اندھا بنایا اس نے ...... اور سورۃ طٰہٰ نمبر ۱۲۴ میں صفت ہے جس کا معنی اندھا۔

اَسْبَاب: سورۃ بقرہ ۱۶۶ میں سبب کی جمع ہے۔ معنیٰ ذریعہ........... اور سورۃ ص نمبر ۱۰ میں اس کا معنی سیڑھیاں ہیں۔

ثَانِيُ: سورۃ توبہ نمبر ۴۰ میں اس کا معنی ہے دوسرا............اور
سورۃ الحج نمبر ۹ میں اس کا معنی پھیرنے والا، بے رخی کرے والا۔

(۱۹) علی بن سلیمان زھداوی

غرناطہ میں پیدا ہوئے۔ غرناطہ اس وقت علوم اسلامیہ کا مرکز تھا مقامی اجلہ علماء کرام سے علوم قرآن وحدیث حاصل کئے۔ غرناطہ کی الجامع الکبیر کے امام مقرر ہوئے۔ صاحب قلم بھی تھے۔ قرآن کریم کی ایک بہت بڑی تفسیر لکھی ۴۳۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۰) الشیخ ابو محمد مکی بن ابی طالب حموش

یہ اندلس کے ان نامور علماء میں سے تھے جن کو علوم قرآنی میں تبحر حاصل تھا قرآن عزیز کے مجود تھے کئی تالیفات فرمائیں جن میں سے ''مشکل اعراب القرآن'' ایک ممتاز کتاب ہے جس کو خلیفہ چلپیؒ نے مطالعہ کیا اور یہ رائے دی کہ رایت من اعظم مایجب علی طالب علوم القرآن الراغب فی تحصیل......الخ کتاب جید علی هذا الموضوع مؤلف کی وفات ۴۳۷ھ کو ہوئی۔

(ف) اس کتاب کے نسخے مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

(۱) بخارا میں ۵۷۹ھ کا مکتوبہ نسخہ کرم خوردہ مکتبہ آصفیہ میں ہے۔

(۲) ۵۸۹ھ کا مخطوطہ بمبئی کی جامع مسجد میں ہے۔

(۳) ۷۲۲ھ کا مکتوبہ نسخہ خزانہ مصریہ میں ہے۔

(۴) ایک کامل نسخہ مکتوبہ ۵۸۹ھ کتب خانہ شیخ الاسلام ترکیہ میں ہے۔

(۵) ایک کامل نسخہ برل (لیدن) کے کتب خانے میں ہے۔

(۶) ایک عکسی نسخہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں ہے۔

(۲۱) ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الشافعی

نیشاپور کے قریب جوین نامی بستی میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے جوینی کہلائے۔ ابوالطیب صعلوکی اور دوسرے اکابر علماء سے علوم تفسیر و حدیث وفقہ حاصل کئے۔ صاحب قلم بھی تھے آپ کی کتاب ''المحیط'' مشہور ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی جس کا نام...... ''حدایق ذات بهجة'' ہے۔ خلیفہ چلپیؒ نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر تین سو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابن النجار نے لکھا ہے کہ پانچ سو جلدوں میں ہے۔ امام سیوطیؒ کے شاگرد داؤدی نے لکھا ہے کہ:۔

> ''میں نے یہ تفسیر دیکھی ہے جس کی ایک جلد صرف سورۃ بقرہ کی آیت نمبر۱۰۲ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین. الآیة کی تفسیر پر مشتمل ہے''

لیکن اس قدر مبسوط ہونے کے باوجود فنی اور علمی اعتبار سے قابل استناد نہیں۔ مفسر کی وفات ۴۳۷ھ کو ''نیشاپور'' میں ہوئی۔

(۲۲) مکی بن ابی طالب القیسی

۳۴۵ھ کو قیروان میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لئے مکہ مکرمہ اور مصر کا کئی بار سفر کیا ۳۹۳ھ کو جامع مسجد قرطبہ میں تدریس و وعظ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مستجاب الدعاء اور متواضع بزرگ تھے قرآنیات کے موضوع پر مندرجہ ذیل تصانیف فرمائیں۔

(۱) الهدایہ الی بلوغ النهایة فی معانی القرآن وتفسیرہ............ ۷۰ا جزاء

(۲) کتاب الماثور فی احکام القرآن عن مالکؒ............ ۱۰ " "

(۳) کتاب اختصار احکام القرآن............ ۴/ " "

(۴) کتاب الوقف علی کلا وبل فی القرآن............ ۲ " "

(۵) کتاب مشکل غریب القرآن .... ۳ " "

(۶) کتاب مشکل المعانی وتفسیرہ .... ۱۵ " "

قرطبہ ہی میں ۴۳۷ھ کو وفات ہوئی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔ سلطان اندلس ''حسن بن جمہور'' آپ کا معتقد تھا۔

(۲۳) احمد بن محمد

اندلس کے ان جلیل القدر علماء میں سے تھے جن کو قرآنی معارف سے کامل حصہ عطاء ہوا ہے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام ''التفصیل الجامع العلوم التنزیل بالتفسیر'' لکھی۔ پھر خود ہی اس کا اختصار بہ نام التحصیل لکھا۔ ۴۴۰ھ کو وفات پائی۔

(۲۴) ابو عمرو عثمان بن سعید الدّانی

آپ ۳۷۱ھ کو قرطبہ میں پیدا ہوئے طالب علم کے لئے حجاز اور مصر کا سفر کیا فراغت کے بعد اندلس کے ایک قصبہ ''دانیہ'' میں سکونت اختیار کر لی جس کی نسبت سے ''دانی'' کہلائے۔ قرآنی علوم کے ساتھ آپ کو خاص شغف تھا آپ کی اکثر تصانیف اسی مبارک موضوع کے متعلق ہیں ایک کتاب جس کا نام ''المحکم'' ہے صرف قرآن عزیز کے نقاط کے متعلق ہے۔ دانی کا انتقال ۴۴۴ھ کو اسی بستی میں ہوا۔ سلطان تدفین تک آپ کی میت کے ساتھ ہی رہا۔

(ف) دانی کی کتاب المحکم ۱۹۶۰ء ۱۳۷۹ھ کو دمشق سے شائع ہو چکی ہے۔

(۲۵) ابو الفتح رازیؒ

آپ کا پورا نام سلیم بن ایوب تھا قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''ضیاء القلوب فی التفسیر'' ہے ابو الفتح کی وفات ۴۴۸ھ کو ہوئی۔

(ف) اس تفسیر کا اختصار ابو محمد عبد الغنی حجازی ثم مصری م ۵۸۲ھ نے کیا ہے۔

(۲۶) شیخ محمد اسمٰعیل محدث لاہوری

بخارا کے سادات عظام میں سے تھے جو سلطان مسعود غزنوی کیوقت ۳۹۵ھ میں لاہور آ کر مقیم ہو گئے تھے اپنے وقت کے علوم فقہ وحدیث وتفسیر میں امام اور جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ آپ کا وعظ پر اثر ہوتا تھا چنانچہ آپ کے وعظ کی تاثیر سے ہزاروں کفار مشرف بہ اسلام ہوئے چنانچہ پہلے جمعہ کے وعظ میں دو اڑھائی سو اور دوسرے کے وعظ میں ساڑھے پانچ سو اور تیسرے جمعہ کے وعظ میں ایک ہزار کفار داخل حلقہ اسلام ہوئے اگرچہ آپ نے قرآن عزیز کی کوئی باقاعدہ تفسیر نہیں مرتب فرمائی مگر تفسیر کا درس دیا کرتے تھے آپ کی وفات ۴۴۸ھ کو لاہور میں ہوئی اور لاہور سے باہر بہ جانب جنوب مدفون ہیں۔

(۲۷) اسمٰعیل بن عبدالرحمان ''صابونی''

نیشاپور کے علماء میں سے تھے۔ آپ کا لقب ''صابونی'' تھا قرآن عزیز کی تفسیر اور اس کی تاویل سے پوری طرح باخبر تھے۔ ایک ایک آیت کی تفسیر میں پورا پورا مہینہ غور وفکر فرماتے رہتے تھے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام تفسیر ''صابونی'' ہے، ۴ محرم الحرام ۴۴۹ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) صابونی رحمۃ اللہ علیہ صاحب باطن بھی تھے سید دوعالم ﷺ سے والہانہ عقیدت تھی۔ واقعہ ذیل اس کی وضاحت میں پیش کیا جاتا ہے۔

''امام الحرمین نے کہا ہے کہ میں نے دلائل کے اعتبار سے فلاسفہ معتزلہ اور اہل سنت کو برابر پایا تو شک میں رہا کہ کون سا مسلک اختیار کروں؟ خواب میں سید دوعالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے فرمایا ''علیک باعتقاد الصابونی۔

(رحمت کائنات ص ۲۲۹)

(ف) نیشاپور میں "صابونی" کے نام پر ایک مدرسہ بھی جاری تھا جس کا دھندلا سا نشان آج بھی موجود ہے۔

(۲۸) ابوالحسن علی بن محمد البصری الماوردی

شوافع کے مشہور علماء میں سے تھے فقہ اسلامی اور تفسیر میں پورا ذوق رکھتے تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی مرتب کی جس کا نام "النکت والعیون" ہے ماوردی کی وفات ۴۵۰ھ کو ہوئی اور "باب الحرب" میں دفن ہوئے۔

(ف) ماوردی اگرچہ فقہی طور پر تو امام شافعیؒ کا مقلد تھا لیکن عقیدۃً معتزلی تھا اس لئے علامہ سبکی نے طبقات الشافعیہ میں فرمایا ہے کہ:

"یہ تفسیر بڑی خطرناک ہے کہ اس میں معتزلی عقائد کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ بغیر غور وفکر کے اس اعتزال کا سمجھنا مشکل ہے"

البتہ بقول امام سیوطیؒ رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ خلق قرآن میں "ماوردی اہل السنۃ والجماعۃ کا ہمنوا تھا" ماوردی کی مرتبہ تفسیر کا ایک نسخہ جو قلمی ہے فارس کی "جامع قروین" میں ہے اور ایک نسخہ کامل تین جلدوں میں "کوپریلو" کے کتب خانہ میں ہے۔ برصغیر کے کتب خانہ رامپور (رضالائبریری) میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے جو ۷۷۵ھ کا مخطوطہ ہے۔

(۲۹) محمد بن احمد بن مطرف الکنانی

قرطبہ میں ۳۸۸ھ کو پیدا ہوئے ابوالعباس مہدی اور یونس بن عبداللہ سے علوم قرآن وحدیث حاصل کئے اپنے زمانے کے ممتاز علماء کرام میں شمار ہوتے تھے تقویٰ اور طہارت میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ کوئی تفسیر مستقل تو نہیں لکھی البتہ ابن قتیبہ کی دو کتابیں تفسیر غریب القرآن اور تاویل مشکل القرآن کو یکجا کر کے بہ نام

"القرطین" مرتب کیا جو کہ پہلی مرتبہ مصر سے ۱۳۵۵ھ کو شائع ہو چکی ہے۔ ابن المطرف کی وفات صفر ۴۵۴ھ کو ہوئی۔

(۳۰) اسمٰعیل بن خلف بن سعید

اندلس کے نامور عالم تھے خصوصاً ادابِ عربیہ اور قرأت میں سند مانے جاتے تھے صرف "اعراب القرآن" کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جو کہ "نو مجلدات" میں ہے ۴۵۵ھ کو وفات پائی۔

(۳۱) احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ

آپ حافظ کبیر امام بیہقی کے نام سے مشہور تھے بیہق کے قریب ایک قصبہ "خسروجرد" میں ولادت ہوئی طلب علم کے لئے اس وقت کے عظیم علمی مرکز نیشاپور کا رخ کیا ایک سو سے زیادہ اساتذہ سے اکتساب فیض کیا پھر نیشاپور میں ہی شان امامت کے ساتھ ساری زندگی درس وتدریس میں صرف کر دی آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی اسی تناسب سے بہت زیادہ ہے۔ آپ صاحب قلم بھی تھے آپ کے تحریر کردہ مضامین اور کتب کے اوراق کی تعداد دو لاکھ ہے جن میں سے حدیث کی "السنن الکبریٰ" اور تفسیر میں آپ کی مرتبہ کتاب "احکام القرآن" مشہور ہیں اور دونوں مطبوعہ ہیں۔ آپ کے فضل وعلم کا اندازہ اس خراج عقیدت سے لگایا جا سکتا ہے جو امام الحرمین نے بیہقی کے حضور پیش کیا۔ امام الحرمین فرماتے ہیں:۔

"ہر شافعی المذہب کو امام شافعی کا ممنون ہونا چاہیئے مگر خود امام شافعی کی گردن میں امام بیہقی کا احسان ہے"۔

امام بیہقی تزکیہ نفس میں بھی باکمال تھے اپنی رحلت سے تیس سال پہلے ہی "صائم الدہر" بن گئے تھے۔ جمادی الاخر ۴۵۸ھ کو نیشاپور میں وفات ہوئی لیکن دفن اپنے قصبے میں ہوئے۔

(۳۲) ابو مسلم محمد بن علی بن مہر بزد

اصفہان کی طرف نسبت سے اصفہانی مشہور ہوئے علم ادب اور علم تفسیر میں کافی معلومات حاصل تھیں عقیدۃً معتزلی تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر بیس جلدوں میں لکھی ۴۵۹ھ کو انتقال ہوا۔

(ف) آپ کو اصفہانی قدیم کہا جاتا ہے۔

(۳۳) ابو مسلم محمد بن علی بن ابو جعفر طوسی

اگر چہ آپ مسلکاً شیعہ تھے لیکن فقہی طور پر امام شافعیؒ کے مقلد تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام ''تبیان'' دو جلدوں میں لکھی۔ کوفہ میں ۴۶۰ھ کو انتقال ہوا۔

(ف) اس تفسیر ''تبیان'' کا خلاصہ طوسی کے نواسے ابن ادریس حلبی م ۵۷۸ھ نے کیا ہے۔

(۳۴) ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری

۳۷۶ھ کو ولادت ہوئی۔ آپ کی ولادت سے چند ماہ قبل آپ کے والد صاحب فوت ہو گئے تھے آپ بچپن ہی میں خوش بختی سے اس وقت کے ''امام الطریقۃ ابو الدقاق'' کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان کی زیر تربیت رہتے ہوئے ابن فورک، ابو بکر محمد بن طوسی جیسے جلیل القدر علماء سے علوم حاصل کئے امام بیہقیؒ آپ کے ہم سبق ہیں آپ ان خوش بخت علماء میں سے ہیں جو علوم شریعت اور علوم طریقت میں امتیازی شان رکھنے کے ساتھ ساتھ مجاہد فی سبیل اللہ بھی تھے۔

آپ نے قرآن عزیز کی دو تفسیریں لکھیں ایک کا نام ''التیسیر فی علم التفسیر'' ہے اور دوسری کا نام ''التفسیر الکبیر'' ہے علم تصوف میں آپ کے روحانی علوم کا شاہکار رسالہ قشیریہ ہے............ آپ نے الپ ارسلان سلجوقی کے ہمراہ کئی معرکہائے جہاد

میں شرکت فرمائی علماء زمانہ نے آپ کو ''زین الاسلام'' کا لقب دیا سلاطین نے آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا ۱۶/ ربیع الاول ۴۶۵ھ کو وفات پائی اور اپنے مشفق ''مربی ابوعلی الدقاق'' کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(**ف ۱**) علامہ ابن الجوزی نے المنتظم میں لکھا ہے کہ:۔

''امام قشیریؒ کا وہ گھوڑا جس پر آپ نے بیس سال سواری کی تھی آپ کی وفات پر اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا حتی کہ ساتویں دن وہ بھی ہلاک ہوگیا''

(**ف ۲**) آپ کی تفسیر کے متعلق علامہ سبکی اور ابن خلکان نے کہا ہے **من اجود التفاسیر واوضحها.**

قشیری کی دوسری مرتبہ تفسیر کا نام ''لطائف الاشادات'' ہے۔ قشیری نے یہ تفسیر ۴۱۰ھ سے قبل لکھی ہے جو ''متصوفانہ'' تفسیر ہے۔ اس کی نادر بات یہ ہے کہ ہر سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا معنی اس طرح کیا کہ اس سورۃ کے معانی سے تعلق ہو۔ جیسا کہ تفسیر رحمانی میں مہائی نے کیا ہے۔ تاحال اس تفسیر کے مندرجہ ذیل نسخوں کا علم ہوا ہے۔

(۱) نویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ایک کامل نسخہ ''بانکی پور'' کے کتب خانہ میں ہے۔ نمبر ۳۱۲۔

(۲) ایک نسخہ کامل مکتوبہ قدیم مکتبہ جبیہ میں ہے۔

(۳) ایک نسخہ کامل مکتبہ آصفیہ میں ہے۔

(۴) ۶۰۷ھ کا مکتوبہ کامل نسخہ جامع عثمانیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔

(۵) ایک نسخہ مکتبہ محمد پاشا میں ہے۔ نمبر ۱۱۷۔

(۶) ایک ناقص نسخہ از سورۃ الاحزاب تا آخر مکتوبہ ۶۷۹ھ رضا لائبریری رامپور میں ہے۔

(۷) ایک ناقص نسخہ برل (لیدن) میں ہے۔

(۳۵) علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی

آپ ''سادہ'' کے مقام پر پیدا ہوئے ابوالحسن المہندی سے علوم ادبیہ عربیہ اور ابو اسحٰق ثعلبی سے علم تفسیر حاصل کیا باقی علوم کے علاوہ تفسیر القرآن سے قلبی لگاؤ اور خصوصی شغف تھا چنانچہ قرآن عزیز کی تین تفسیریں لکھیں جن کے نام ''البسیط'' یعنی مفصل اور ''الوسیط'' یعنی درمیانی اور ''الوجیز'' یعنی مختصر ہیں اسی طرح ایک تفسیر ایسی مرتب فرمائی جس میں سید دو عالم ﷺ کے تمام تفسیری ارشادات کو جمع کر دیا اس تفسیر کا نام ''تفسیر النبیؐ'' رکھا۔ ان سب تفاسیر کو اپنے دور میں قبولیت حاصل رہی۔ چھٹی صدی ہجری کے امام عبدالقاہر بن عبداللہ ۵۶۳ھ نے کہا ہے کہ میں نے واحدی کی مرتبہ تفسیر ''الوسیط'' حفظ کی ہے۔ نیشاپور میں جمادی الآخر ۴۶۸ھ کو انتقال فرمایا۔

(ف ۱) تفسیر وسیط جلد دوم کا مخطوطہ ۶۷۸ھ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں ہے۔

(ف ۲) واحدی نے ایک کتاب بہ نام ''اسباب النزول'' بھی لکھی ہے جس کا ایک نسخہ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۵ھ ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳۶) شہفور بن طاہر محمد الاسفرائنی

آپ ''الامام ابوالمظفر الاصولی المفسر الفقیہ'' کے القاب سے مشہور تھے شاہفور پسر شاہ یعنی شہزادہ کا معرب ہے۔ آپ ''اسفرائن'' کے تھے علوم اسلامیہ میں نادر روزگار سمجھے گئے علم کلام، علم تفسیر اور دوسرے علوم پر تصانیف فرمائی ہیں علم عقائد و کلام میں ایک تصنیف بہ نام ''التبصیر فی الدین'' مرتب کی جو شائع ہو چکی ہے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کی وجہ تالیف یوں بیان فرمائی:۔

> ''محمد بن جریر طبری تک تو مفسرین قرآن عزیز نے ''فرق باطلہ''
> کی تائید سے گریز کیا مگر اب بعض ''قدریہ'' اپنے غلط عقائد کی
> ترویج و اشاعت کے لئے تفسیر قرآن عزیز کو ڈھال بنا کر تحریف

معنوی کر رہے ہیں اس لئے میں نے ایسی تفسیر کا مرتب کرنا ضروری سمجھا جس میں فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء کے اقوال ہوں چنانچہ اس تفسیر میں ان نظریات باطلہ کے نقل کرنے سے گریز کیا ہے اور اس کا نام تفسیر "تاج التراجم" رکھا"۔

تاریخ ادبیات ایران میں اس پر یوں تبصرہ کیا گیا ہے:۔

"اس تفسیر کو چند مجالس میں تقسیم کر کے ہر مجلس میں کسی ایک سورۃ کا ترجمہ اور تفسیر کی گئی ہے جس کا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ پہلے ہر آیت کا لفظی ترجمہ پھر اس کا معنی اور متعلقہ قصہ اور شان نزول ذکر کیا گیا ہے"

امام اسفرائنی کا انتقال ۴۷۱ھ کو ہوا۔

(ف ۱) اس تفسیر کا نام "تاج التراجم فی تفسیر القرآن الاعاجم" ہے اور تفسیر "اسفرائنی" کے نام سے بھی مشہور ہے یہ فارسی زبان کی پہلی جامع تفسیر ہے اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ "ملی پارس" ترکیہ میں موجود ہے "دانش گاہ ایران" میں اسی ترکی نسخہ کا مکمل عکس موجود ہے اب یہ تفسیر ایران سے بعض مستشرقوں کی توجہ سے شائع ہو چکی ہے۔

(ف ۲) اس تفسیر کی دوسری جلد قلمی جامع مسجد "برہان پور" (بھارت) کے کتب خانے میں موجود ہے جس کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت موجود ہے:۔

"فرغ من نسخه وتحريره ابوبكر ابن محمد بن عبيد الله الخراساني الحميدى ۵۲۳ھ"

(۳۷) ابوالولید الباجی

آپ کا نام سلیمان تھا۔ ۳/ ذی قعدہ ۴۰۳ھ کو اندلس کے قصبہ باجہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے مصر، مکہ مکرمہ، اور موصل کا سفر کیا۔ "حلب" کے قاضی

مقرر ہوئے تیرہ برس بعد وطن مالوف لوٹے۔ ان کا مسلک مالکی تھا چونکہ آپ کے زمانے میں ابن حزم ظاہری موجود تھے جو کہ ظاہری مسلک کی ترویج و اشاعت کر رہے تھے چنانچہ ابوالولید کا ان کے ساتھ مناظرہ ہوا جس سے ظاہری مذہب کا زور ٹوٹ گیا۔ ۱۹ رجب ۴۷۴ھ کو وفات پائی "ابوالولید" نے کافی کتابیں لکھیں جن میں سے مؤطا کی شرح "المعانی" بیس جلدوں میں، "کتاب الایماء" دس جلدوں میں اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی۔

(۳۸) عبدالقاہر بن ابن ابوعبداللہ الطاہر التمیمی

ابومنصور کنیت تھی بغداد میں پیدا ہوئے مگر پھر ان کو اپنے والد "نیشاپور" لے آئے وہاں سے "اسفرائن" آئے اور ابواسحٰق اسفرائنی سے فقہ و کلام پڑھا۔ حدیث عمرو بن نجید وغیرہ محدثین وقت سے پڑھی۔ امام ابواسحٰق اسفرائنی نے اپنی زندگی میں ان کو مسند تدریس پر بٹھا دیا۔ اپنے استاد کی وفات کے بعد بھی تقریباً دس سال تک نیشاپور میں تدریس کرتے رہے آپ کے حلقہ درس سے امام ناصر مروزی اور ابوالقاسم قشیری جیسے علماء پیدا ہوئے آپ اس قدر جامع تھے کہ سترہ فنون میں درس دیا کرتے تھے۔ آپ کی زندگی کا آخری دور سیاسی انتشار کا شکار ہو گیا تھا۔ آپ نیشاپور سے پھر اسفرائن آ گئے اور وہیں ۴۲۹ھ میں انتقال فرمایا۔ کثیر التصانیف تھے جن میں سے قرآن کریم کے متعلقہ موضوع پر ایک تو کامل تفسیر قرآن عزیز ہے اور ایک کتاب نفی خلق القرآن اور ایک کتاب تاویل المتشابہات ہے۔

(۳۹) عبدالکریم بن عبدالصمد القطان ابومعشر طبری

طبری کے نام سے شہرت پائی۔ مفسر القرآن امام ثعلبیؒ سے قرآن عزیز کی تفسیر پڑھی اور تفسیر "نقاش" اور "مسند امام احمد" اپنے شیخ سے پڑھیں۔ شافعی المسلک تھے اور اپنے زمانہ میں امام الشوافع تھے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام

''عیون المسائل فی التفسیر'' ہے۔ مکہ مکرمہ میں ۴۷۲ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں اس کا عکسی نسخہ موجود ہے نمبر ۶۷۔

(۴۰) محمد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن علی النسوی

خوارزم کے علاقہ میں پیدا ہوئے فقہ میں امام شافعیؒ کے مقلد تھے اور خوارزم کے قاضی القضاۃ تھے چونکہ دنیوی طور پر بھی فارغ البال تھے اس لئے عوام میں ''القاضی الرئیس'' کے لقب سے مشہور تھے۔ قرآن کریم کی ایک بہترین تفسیر لکھی ایک سو سال کی عمر میں ۴۷۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۱) ابوالحسن علی بن فضال مجاشعی

قیروان کے باشندے تھے کچھ زمانہ بعد خراسان چلے آئے اور یہاں نظام الملک کے خواص میں داخل ہو گئے اپنے زمانہ کے جامع عالم ہونے کی وجہ سے من اوعیة العلم ''علم کا لبریز برتن'' کہلائے جاتے تھے کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے ایک ''تفسیر قرآن'' عزیز بھی ہے ربیع الاول ۴۷۹ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۲) علی بن فضال بن علی

مشہور شاعر ''فرزدق'' کی اولاد سے تھے فقہ حنبلی میں مقام عظیم کے مالک تھے علوم عربیہ اور تفسیر قرآن عزیز میں بھی بلند مرتبہ تھا۔ قرآن عزیز کی دو تفسیریں لکھیں ایک کا نام ''برہان العمیدی'' ہے جو بیس جلدوں میں ہے اور بقول نواب صدیق حسن خان مرحوم ۳۵ جلدوں میں ہے اور دوسری کا نام الاکسیر فی علم التفسیر ہے ۴۷۹ھ کو وفات پائی۔ آپ کے اشعار میں سے مندرجہ ذیل اشعار مشہور ہیں۔

وَاِخْوَانٌ حَسِبْتُهُمْ دُرُوْعًا

فَكَانُوْاهَا وَلٰكِنْ لِلْاَعَادِيْ

وَخِلْتُهُمْ سِهَامًا صَائِبَاتٍ
فَكَانُوْاهَا وَلٰكِنْ فِيْ فُؤَادِيْ
وَقَالُوْا قَدْصَفَتْ مِنَّا قُلُوْبٌ
لَقَدْ صَدَقُوْا وَلٰكِنْ عَنْ وِدَادِيْ

(ترجمہ ۱) بہت سے بھائی جن کو میں نے اپنی زرہ سمجھا مگر وہ دشمنوں کے حق میں زرہ بن گئے۔

(۲) اور میں نے ان کو نشانہ پر بیٹھنے والے تیر سمجھا وہ واقعی یوں ہی نکلے مگر میرے دل میں پیوست ہوئے۔

(۳) اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دل صاف ہیں انہوں نے یہ تو سچ کہا مگر میری محبت سے صاف (خالی) ہیں۔

(۴۳) عبداللہ بن محمد انصاری الہروی

آپ ہرات کے بلند پایہ حافظ القرآن والحدیث اور علم طریقت کے امام زمانہ تھے فقہ حنبلی کے مقلد تھے۔ سلطان محمود غزنوی اور الپ ارسلان کا زمانہ پایا حق گو عالم دین ہونے کی وجہ سے اکثر بحث ومناظرہ میں وقت صرف ہوتا تھا۔ علم سلوک میں آپ کا ایک رسالہ بہ نام ''منازل السائرین'' ہے جو ۱۳۲۸ھ کو مصر سے پہلی بار شائع ہوا اس کی کئی شروح لکھی گئی ہیں علم حدیث میں بھی ''دقیق النظر'' محدث تھے آپ کی رائے میں ''سنن ترمذی'' کا مقام بخاری ومسلم سے بلند تھا کہ اس میں ''رجال'' وغیرہ کئی فنون متعلقہ حدیث وروایت سے بحث کی گئی ہے آپ نے لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ اپنے ناموں کو اسماء الٰہیہ سے مشرف کیا کریں آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر فارسی زبان میں لکھی جس کا نام ''کشف الاستار وعدۃ الابرار'' ہے آپ نے فرمایا کہ جب میں تفسیر بیان کرتا ہوں تو وہ قرآن عزیز کی ایک سو ستائیس

تفاسیر کا خلاصہ ہوتا ہے۔ آپ کی اس تفسیر کی شرح ابوالفضل رشید الدین المیبدی نے لکھی جو دس ضخیم جلدوں میں ''ڈاکٹر آقا علی اصغر حکمت شیرازی'' کی مساعی سے دانش کدہ ایران سے ۱۳۸۰ھ کو شائع ہو چکی ہے۔ خواجہ عبداللہ انصاری کی وفات ۴۸۰ھ اور بقول علامہ ذہبیؒ ۴۸۱ھ کو ہرات میں ہوئی۔ ہرات کے حکمران ''شاہ رخ مرزا'' نے پندرہویں صدی عیسوی میں آپ کا عالیشان مقبرہ سنگ یشپ سے تعمیر کروایا۔

(۴۴) ابو معین الدین ناصر بن خسرو قبادیانی مروزی

ناصر خسرو کی ولادت ۳۹۴ھ کو ہوئی چونکہ طبیعت میں سیاحت کی طرف میلان تھا اس لئے حجاز، شام مصر وغیرھا ممالک کا سفر کیا اور اپنے سفری مشاہدات کو ایک سفر نامہ میں قلم بند کیا جو ''برلن'' سے شائع ہو چکا ہے حج بیت اللہ کا شرف بھی حاصل ہوا شروع میں عقائد اہل السنۃ والجماعت کے تھے مگر مصر کے سہ سالہ قیام سے اس کے عقائد میں تذبذب پیدا ہو گیا اور اس کا میلان طبع ''فرقہ باطنیہ'' کی طرف ہو گیا اسی عقیدہ باطنیہ سے متاثر ہو کر ایک تفسیر فارسی زبان میں لکھی۔ سفر نامہ خسرو مطبوعہ برلن کے مقدمہ میں اس کی تفسیر بلکہ تحریف کی کچھ عبارات دی گئی ہیں جن میں سے ایک عبارت درج ذیل ہے۔

اندر اثبات قرآن وتاویل آں...... اندر اختلاف رکعات نماز کہ درمیان امت است۔

خسرو کی وفات بقول چلپیؒ ۴۸۱ھ کو ہوئی۔ (ف) بعض نے اس کا سال وفات ۵۳۴ھ بھی لکھا ہے۔

خسرو کے متعلق بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ جب خسرو مصر سے خراسان گیا تو وہاں کے لوگوں میں اس کے عقائد کے متعلق چہ میگوئیاں ہونے لگیں تو خسرو نے شکوہ کرتے ہوئے اپنے عقائد کا اظہار یوں کیا:

بنالم بتوائے قدیم وقدیر
زاہل خراسان صغیر و کبیر!
چہ کردم کہ ازمن رمیدہ شدند
ہمیں خویش وبیگانہ نبر خیر خیر
مقرم بہ فرمان پیغمبر است
نہ انباز گفتم ترانے نظیر
بامت رسانید پیغام تو
محمد رسولت بشیر و نذیر
نیاورد قرآن بہ پیغمبرات
مگر جبریل آں مبارک سفیر
مقرم بمرگ وبحشر وحساب
کتابت زبردارم اندر ضمیر

ہوسکتا ہے بعد میں باطنیہ عقائد سے رجوع کرلیا ہو۔ واللہ اعلم۔

(۴۵) علی بن محمد بن حسین بن عبدالکریم بن موسیٰ معروف بہ بزدوی

۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے علوم اسلامیہ میں اپنے دور کے لاثانی عالم تھے۔ سمر قند کے علماء کا مرجع تھے عوام میں آپ کا لقب ''امام الدنیا فی الفروع والاصول'' تھا فقہ حنفی کے ''مفتی اعظم'' تھے آپ نے فقہ میں ''المبسوط'' گیارہ جلدوں میں لکھی۔ امام محمدؒ کی مرتبہ ''جامع صغیر اور جامع کبیر'' کی شروح لکھیں تفسیر قرآن عزیز پر بھی پورا عبور حاصل تھا چنانچہ قرآن عزیز کی ایک مفصل تفسیر لکھی جو ایک سو بیس جلدوں میں ہے ۴۸۲ھ کو بخارا میں وفات ہوئی۔ مگر آپ کا تابوت سمرقند لا کر دفن کردیا گیا۔

(۴۶) حسن بن علی

کاشغر کے تھے علوم اسلامیہ سے باخبر تھے۔ صاحب قلم بھی تھے ایک سو سے زائد تصانیف کی ہیں۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''المقنع'' ہے داؤدی نے طبقات المفسرین میں لکھا ہے کہ کاشغری پر وضاع حدیث کا الزام تھا۔ کاشغری کی وفات ۴۸۴ھ کو ہوئی۔

(۴۷) علی بن الحسن بن علی

نیشاپور کے حنفی علماء میں سے تھے فقہ، حدیث اور تفسیر کے علاوہ علم کلام اور علم عقائد میں سند مانے جاتے تھے اس زمانہ میں اعتزال کا فتنہ زوروں پر تھا آپ نے معتزلہ کے ساتھ کامیاب مناظرے کیے۔ تبلیغی خدمات بھی بہتر طور پر انجام دیں قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کی مناظرانہ طرز ہے ۴۸۴ھ میں انتقال ہوا۔

(ف) تفسیر کا نام ''تفسیر نیشاپوری'' ہے اور مطبوعہ ہے۔

(۴۸) عبداللہ بن محمد بن الحسین بن باقیا

۱۵/ ذی قعدہ ۴۱۰ھ کو پیدا ہوئے حنفی مسلک کے امام وقت مانے گئے ''فاضل بزاز'' کا لقب پایا بڑے ادیب اور صاحب قلم تھے تفسیر قرآن کے موضوع ''متشابہات'' پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''الجمان فی متشابہات القرآن'' ہے جس کے متعلق علماء کرام نے فرمایا لم یسبق علیٰ مثلہ۔ ۴/ محرم ۴۸۵ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) یہ کتاب حکومت کویت کی وزارت نشر و اشاعت نے ۱۹۶۸ء میں شائع کر دی ہے۔

(۴۹) عبدالواحد بن محمد بن علی الشیرازی

ابوالفرج انصاری کے نام سے مشہور ہوئے قاضی ابی لیلیٰ سے علوم اسلامیہ

حاصل کیے اپنے زمانہ میں شام کے شیخ مانے گئے دمشق کا سلطان ''تتش'' آپ کا بڑا احترام کرتا تھا قرآن عزیز کی ایک تفسیر تین جلدوں میں لکھی جس کا نام ''الجواہر'' ہے شیخ ابوالفرج کی صاحبزادی اس تفسیر کی حافظہ تھی۔ دمشق ہی میں ۲۸/ذی الحج ۴۸۶ھ کو فوت ہوئے۔

(۵۰) محمد بن عبدالحمید بن حسن

سمرقند کے جلیل القدر حنفی عالم تھے۔ فقہ، اصول فقہ اور تفسیر قرآن عزیز میں مہارت تامہ رکھتے تھے قرآن عزیز کی ایک عمدہ تفسیر لکھی ۴۸۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۵۱) منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد السمعانی المروزی

۴۲۶ھ کو ولادت ہوئی احناف کے بلند پایہ صاحب علم اور صاحب قلم عالم تھے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک تفسیر قرآن عزیز بھی ہے جس کے متعلق مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صنف تفسیر الحسن اس تفسیر سے کافی زمانہ تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہے۔ بروز جمعہ ۴۸۹ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) اس تفسیر کا کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں عکسی نسخہ موجود ہے نمبر ۳۳۔

(۵۲) الامام ابوالقاسم عبدالکریم

شافعی المذہب علماء محققین میں سے تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''لطائف الاشارات'' لکھی ۴۸۹ھ کو وفات پائی۔

(۵۳) علی بن سہل بن عباس

نیشاپور کے عالم باعمل تھے علم تفسیر پر بھی عبور حاصل تھا قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''زادالحاضر والبادی'' ہے ذی قعدہ ۴۹۱ھ کو وفات پائی۔

(۵۴) سلیمان بن عبداللہ بن محمد المفتی الحلوانی

نہروان کے علماء میں سے تھے آپ کو علم نحو، ادب اور لغت میں امام وقت تسلیم کیا گیا چنانچہ عربی لغت میں ایک کتاب لکھی جس کا نام "کتاب القانون فی اللغۃ" ہے اور وہ دس جلدوں میں ہے۔ قرآن عزیز کی ایک بہترین تفسیر بھی لکھی ۴۹۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۵۵) ابوسعد محسن بن کرامۃ الجشمی البیہقی

بیہق کے ان جلیل القدر علماء میں سے تھے جن کو لغت، عربی ادب اور قرأت اور احکام کے ساتھ پورا پورا تعلق تھا کئی تصانیف کے علاوہ قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر مرتب کی جس کا نام "التہذیب فی التفسیر" ہے، جس کے بارہ میں خلیفہ چلپی نے فرمایا ہے:۔

"ذکر القرأۃ اولا ثم اللغۃ ثم الاعراب ثم المعنی ثم الاحکام"

خلیفہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس تفسیر کا قلمی نسخہ جو کہ ۶۵۲ھ کا لکھا ہوا ہے خود دیکھا ہے اور یہ تفسیر کئی جلدوں میں ہے۔......

نیز اس تفسیر کا ایک کامل قلمی نسخہ مخطوطہ ۱۱۰۰ھ ۹ جلدوں میں اورنٹیل لائبریری بانکی پور (بھارت) میں ہے۔ (مفتاح الکنوز الخفیہ ج ۲ ص ۴۹۹)

ڈاکٹر عدنان زرزور نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی تعلیم کے آخری سفر میں قاہرہ میں جن کتب سے استفادہ کیا ہے وہ قاہرہ کے کتب خانہ کی قیمتی کتاب "الجشمی البیہقی" کی تفسیر "کتاب التہذیب" ہے، اس عظیم مفسر کی وفات ۴۹۴ھ کو ہوئی۔

(۵۵) ابوطاہر بن سوار احمد بن علی

آپ بغداد کے ان علماء کرام میں سے تھے جن کو قرأت اور تجوید پر عبور حاصل تھا آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "المستنیر" ہے جس میں سارے قرآن

عزیز کی ''قرأت عشرہ'' کو باسند جناب رسول کریم ﷺ تک ذکر فرمایا۔ یہ کتاب اگرچہ تفسیر کے متعلق تو نہیں مگر اس موضوع پر کامل اور جامع ہونے کی وجہ سے یہاں اس کو ذکر کیا گیا مصنف کی وفات ۴۹۹ھ کو ہوئی۔

(۵۶) عبدالوہاب بن محمد بن عبدالوہاب

علاقہ شیراز کے قصبہ فاس میں پیدا ہوئے علماء زمانہ سے علوم حدیث و قرآن حاصل کیئے۔ ادب، لغت اور دیگر علوم اسلامیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ستر ہے جن میں سے قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر بھی ہے۔ اس تفسیر میں ترجمہ اور تفسیر کی شہادت کے طور پر ایک ہزار اشعار پیش کیئے ۲۷ ررمضان ۵۰۰ھ کو شیراز میں فوت ہوئے۔

(۵۷) محمود بن حمزہ بن نصر کرمانی نحوی

اپنے وقت کے علم نحو کے جلیل القدر فاضل تھے اسباب منع صرف کے متعلق مندرجہ ذیل مشہور رباعی کرمانی ہی نے کہی ہے۔

فمعرفة وتانيث ونعت
ونون قبلها الف وجمع
وعجمة ثم تركيب وعدل
ووزن الفعل فالا سباب تسع

آپ نے قرآن عزیز کی دو تفسیریں لکھی ہیں ایک کا نام ''لباب التفسیر'' ہے اور دوسری کا ''لباب التاویل وعجائب التاویل'' ہے وفات کا سال معلوم نہ ہوسکا البتہ یہ صحیح ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں رحلت فرمائی۔

(ف) علم نحو میں جلیل القدر عالم ہونے کے باوجود تفسیر سے پورے واقف نہ تھے اس لئے اپنی تفسیر میں ایسے اقوال درج کئے جو ناپسندیدہ اور منکرات میں سے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری کے مفسرین قرآن عزیز

(۱) ابوالقاسم حسین بن محمد بن الفضل المعروف بالراغبؒ الاصفہانی

آپ اصفہان کے ان مقتدر علماء کرام میں سے گذرے ہیں جن کو فہم قرآن عزیز سے حصہ وافر عطاء ہوا تھا آپ کی مرتبہ کتاب ''مفردات القرآن'' سند کی حیثیت رکھتی ہے، امام رازیؒ نے امام راغبؒ کو فہم قرآن اور اسلامیات کی روح سمجھنے میں ''امام غزالیؒ'' کا ہم پلہ قرار دیا۔ ''مفردات القرآن'' کے علاوہ امام راغبؒ نے تفسیر قرآن عزیز کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں لکھی ہیں:۔

(۱) ''تفسیر الراغب'' اس کے متعلق خلیفہ چلپیؒ نے لکھا ہے:۔

''یہ ایک جلد میں ہے مگر اس تفسیر کے مقدمہ میں مفید معلومات درج ہیں۔ طرز تفسیر یہ ہے کہ چند آیات متعلقہ اور مربوطہ کو اکٹھا کر کے ان کی تفسیر کی جاتی ہے اس تفسیر کے مستند ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ امام بیضاویؒ نے اپنی تفسیر میں اس سے استفادہ کیا ہے''

اس تفسیر کا پورا نام ''غرۃ التنزیل'' ہے جس کا ایک کامل نسخہ استنبول کی مسجد ''اباصوفیہ'' کے کتب خانہ میں موجود ہے، اس کے علاوہ:۔ (۲) ''تحقیق البیان فی تاویل القرآن'' (۳) ''درۃ التاویل فی متشابہ التنزیل'' بھی آپؒ کی تصانیف میں سے ہیں۔ امام راغبؒ کی وفات ۵۰۲ھ کو ہوئی۔

(۲) ابوزکریا یحیٰی بن علی بن محمد بن الحسین المعروف بالخطیب تبریزیؒ

۴۲۱ھ کو پیدا ہوئے، ابوالمعریٰ اور دوسرے علماء وقت سے ادب، فقہ، حدیث وتفسیر حاصل کئے، طلب علم کے لئے بغداد وغیرہ کا سفر بھی کیا، علم ادب اور نحو میں کئی کتابیں لکھیں، تفسیری موضوع پر ''اعراب القرآن'' کی تشریح میں ایک کتاب

بہ نام "الملخص"، لکھی جو چودہ جلدوں میں ہے، ابن خلکانؒ نے وہ کتاب مطالعہ کی ہے قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر بھی لکھی ہے، خطیبؒ کی وفات ۵۰۲ھ کو ہوئی۔

(۳) شمس الاسلام عماد الدین ابوالحسن علی بن محمد طبریؒ

آپ "کیا ہراس" کے نام سے مشہور ہیں، "کیا" فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے بڑا، بغداد میں ۴۵۰ھ کو پیدا ہوئے، امام الحرمین سے استفادہ علوم کر کے یگانہ روزگار ہوئے، اپنے دور میں فقہ شافعی کے عظیم مفتی تھے، کئی مفید کتابیں تالیف فرمائیں جن میں سے "احکام القرآن" مشہور ہے، بغداد میں ۵۰۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۴) محمد بن محمد بن احمد ابو حامد غزالیؒ

آپ طوس میں ۴۵۰ھ کو پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد پشمینہ کا کاروبار کرتے تھے اسی نسبت سے غزالی کہلائے، شروع میں اپنے والد ماجد سے مبادی علوم کی کتابیں پڑھیں اور پھر "نیشاپور" آ کر "امام الحرمین" کی خدمت میں اس قدر منہمک ہو گئے کہ "امام الحرمین" کی وفات کے بعد بھی نظام الملک کی وساطت سے "مدرسہ نظامیہ" کے مدرس مقرر ہوئے، شروع شروع میں مزاج مناظرانہ تھا مگر وعظ وارشاد میں سوز وگداز تھا، سامعین متاثر ہو جاتے تھے، ایک دن حسب معمول وعظ فرما رہے تھے کہ آپ کے بڑے بھائی نے آپ کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھے

وَاَصْبَحْتَ تَهْدِیْ وَلَاتُهْتَدِیْ
وَتَسْمَعُ وَعْظًا وَلَاتَسْمَعُ
فَیَا حَجَرًا لِشَّجَر حَتّٰی مَتٰی
تَسُنُّ الْحَدِیْدَ وَلَاتُقْطَعُ

اس کلام نے آپ پر اثر کیا، اپنے شہر طوس تشریف لے آئے اور خانقاہ بنا کر تزکیہ نفس کی طرف متوجہ ہو گئے، تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا، آپ کی

تصانیف بہت زیادہ ہیں جن میں سے ''المستصفی، احیاء العلوم، کیمیائے سعادت'' وغیرھا مشہور ومتداول ہیں آپ نے تفسیر قرآن عزیز کے سلسلے میں دو کتابیں مرتب فرمائیں ایک کا نام ''جواھر القرآن'' ہے یہ مختصر ہے اور یہ کتاب پہلی بار مصر سے ۱۳۲۹ھ کو شائع ہو چکی ہے، اس کی شرح ''شیخ سعد اللہ لاہوری'' نے لکھی ہے اور دوسری تفسیر چالیس جلدوں میں ہے جس کا نام ''یاقوت التاویل فی تفسیر التنزیل'' ہے، انڈیا آفس (لندن) کی لائبریری میں اس کی تفسیر کا کچھ حصہ موجود ہے جس پر ''یاقوت التاویل'' لکھا ہوا ہے، امام غزالیؒ کی مرتبہ تفسیر سورۃ یوسف کا مخطوطہ محررہ ۱۱۶۱ھ پنجاب یونیورسٹی (لاہور) کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

امام غزالیؒ نے ۱۴، جمادی الثانی ۵۰۵ھ کو وفات پائی اور ''مقبرہ طاہران طوس'' میں دفن کر دیئے گئے۔

(ف ۱) دہلی کی مطبوعہ ایک فہرست میں اس تفسیر کو ''امام محمد غزالیؒ کے بھائی ''امام حامد غزالی'' کی مرتبہ تفسیر بتایا گیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ۵۰۵ھ امام غزالیؒ کا سال وفات ہے نہ کہ حامد غزالیؒ کا۔

(ف ۲) آپ کی ایک تفسیر صوفیانہ طرز پر ''مشکوٰۃ الانوار'' کے نام سے ۱۹۶۴ء کو قاہرہ سے طبع ہو چکی ہے۔

(۵) ابو غالب شجاع بن فارس الذھلی السھر وردیؒ

بغداد کے رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے جلیل القدر علماء ابن غیلان اور عبدالعزیز ارجی سے علوم حاصل کئے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی ۵۰۷ھ کو فوت ہوئے۔

(۶) ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ھمدانی دیلمیؒ

ہمدان کے تھے علم تاریخ وحدیث کے حافظ تھے مورخین نے آپ کو

''سید حفاظ زمانہ'' کا خطاب دیا ہے، آپ نے حدیث میں ایک مسند جمع کی ہے جس میں دس ہزار احادیث ہیں اور اسی کی نسبت سے آپ مشہور بھی ہوئے، نیز آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی جس کا ذکر علامہ سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا ہے، ۵۰۹ھ کو وفات پائی۔

(۷) استاذ ابونصر بن استاذ ابی القاسم عبدالرحیم بن عبدالکریم قشیری

قبیلہ قشیر کی طرف نسبت کی وجہ سے قشیری مشہور ہوئے آپ کا سارا خاندان تفسیر قرآن عزیز کا دلدادہ تھا، استاذ ابونصر کا تو یہ حال تھا کہ عمر کے آخری حصہ میں آپ کی زبان سے سوائے کلمات قرآنیہ کے کوئی اور کلمہ نہ نکل سکتا تھا۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی ہے جس کے متعلق امام سبکیؒ نے لکھا ہے کہ انہوں نے وہ تفسیر دیکھی ہے۔

آپ کی وفات ۲۸/ جمادی الثانی ۵۱۴ھ کو نیشاپور میں ہوئی۔

(۸) الشیخ الامام محی السنۃ ابومحمد حسین بن مسعود الفراء بغویؒ

آپ ان علماء کرام میں سے تھے جن کو حدیث اور کتاب اللہ پر کامل عبور حاصل تھا، بہت بڑے زاہد اور شب بیدار تھے، عمر بھر صرف خشک روٹی پر گذارہ کیا کبھی کبھی احباب کے اصرار پر ''زیتون'' کے ساتھ کھانا تناول فرمالیتے تھے۔ مشکوۃ شریف کا جوہر ''مصابیح'' ان ہی کا جمع فرمودہ ہے جس کو خداوند قدوس نے بے مثال مقبولیت سے نوازا ہے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر ''معالم التنزیل'' کے نام سے لکھی جو ''تفسیر بغوی'' کے نام سے مشہور ہے، اس تفسیر میں ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کرنے کی محمود سعی کی گئی ہے۔ امام بغویؒ نے اپنی تفاسیری اسناد کو باقاعدہ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ''تذکرۃ المفسرین'' کے مقدمہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ ''معالم التنزیل'' دستیاب ہے اس کا خلاصہ تاج الدین ابونصر (م ۸۷۵ھ) نے کیا ہے۔ ''دارالعلوم دیوبند''

کے ایک ادارہ نے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ فراءؒ کی وفات ''مرد وروذ'' میں شوال ۵۱۶ھ کو ہوئی، امام ابن تیمیہؒ نے کہا:۔

''تفسیر البغوی اسلم من البدعة و الاحادیث الضعیفة''

(۹) محمود بن عمر بن محمد بن عمر ابو القاسم زمخشریؒ

آپ بروز بدھ ۲۷ رجب ۴۶۷ھ کو ''خوارزم'' کے قصبہ ''زمخشر'' میں پیدا ہوئے، اسی نسبت سے زمخشری کہلائے۔ طلب علم کے لئے خوارزم کے علاوہ مصر اور خراسان کے علماء کرام سے استفادہ کیا پھر بیت اللہ کے تقرب کی نیت سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے اسی لئے آپ کو ''جار اللہ بھی'' کہا جاتا ہے۔ بہت عظیم مبلغ، مصنف اور مدرس تھے، چند تصانیف آپ کی مندرجہ ذیل ہیں:۔

''الفائق فی لغة الحدیث، اساس البلاغة، الرائض فی علم الفرائض، المفصل فی النحو، القسطاس فی العروض'' قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جو ''تفسیر کشاف'' کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ یہ تفسیر دوران قیام حرم کعبہ ہی میں لکھی، جیسا کہ کتاب کے آخر میں تحریر ہے:۔

''فرغت منها یدا المصنف تجاه الكعبة فی جناح داره السلیمانیة التی علی باب الاجیادو الموسومة بمدرسة العلامة ضحوة یوم الاثنین ۲۳/ ربیع الثانی ۵۲۸ھ''

''زمخشریؒ'' عملاً و فقہاً تو حنفی تھے لیکن عقیدۃً مائل الی الاعتزال تھے، اسی لئے ابن ''جریرؒ'' کی طرح اپنا ایک علیحدہ حلقہ فکر بنا لیا تھا چنانچہ تفسیر کشاف کے متعلق علماء کرام کے تبصروں کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

''ابن خلدونؒ، ابن القیم، امام سبکی اور امام سیوطیؒ'' نے اس تفسیر کو اسلامی عقائد

کے خلاف قرار دیا۔ ''شرف الدین طیبی حنفی'' نے کشاف پر تنقید لکھی جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ ''احمد بن المنیر مالکی'' نے ''الانتصاف'' میں ان عقائد کا تنقیدی تجزیہ کیا ہے۔ ''ابوحیان اندلسی'' نے اپنی مرتبہ تفسیر ''البحر المحیط'' میں اس پر سخت تنقیدی تجزیہ کیا ہے۔ ''امام جلال الدین سیوطی اور علامہ سبکی'' نے اس کے مطالعہ سے منع فرمایا ہے، مگر:۔

''علامہ اکمل الدین'' نے کشاف کی شرح میں لکھا ہے کہ ''زمخشری'' نے ان ناپسندیدہ عقائد سے توبہ کر لی تھی اور ایک کتاب بہ نام ''نصائح الصغار ونصائح الکبار'' لکھی تھی''

ان عقائدانہ بے اعتدالیوں کے باوجود علمی اور فنی اعتبار سے کشاف کو بہت مقبولیت حاصل رہی اور ابھی تک ہے، خود ''ابوحیان اندلسی'' نے ''البحر المحیط'' میں اس کے حوالے نقل کئے ہیں۔ کوفہ کے مشہور حنفی عالم ''صالح بن عبداللہ'' (م ۷۲۷ھ) تفسیر کشاف کے حافظ تھے، آپ نے کوفہ میں آٹھ بار تفسیر کشاف کا درس زبانی دیا۔ ''امام عبدالوہاب شعرانی'' نے بھی تفسیر کشاف اور اس کے حواشی کا مطالعہ کیا ہے...... کشمیر کے سلطان زین العابدین نے ایک کاتب مکہ مکرمہ بھیجا جو وہاں سے کشاف کا قلمی نسخہ دو سال میں مکمل کر کے لایا۔

عراق اور شیراز کے سلطان ''شاہ شجاع بن محمد بن مظفر ملک'' نے اپنے ہاتھ سے تفسیر کشاف کا ایک مکمل نسخہ لکھا۔ تفسیر کشاف کے حواشی اور شروح اس قدر زیادہ ہیں کہ سوائے تفسیر بیضاوی کے اور کسی تفسیر کے نہیں۔ ''ابوالمحامد فصیح الدین محمد بن عمر مابرنازی'' نے ''فرائد التفسیر'' کے نام سے اس کا اختصار کیا ہے۔ زمخشری زندگی کے آخری ایام میں وطن آتے ہوئے عرفہ کی رات ۵۲۸ھ کو خوارزم کے قصبہ ''جرجانیہ'' میں فوت ہوئے۔

(ف) تفسیر کشاف کا وہ قلمی نسخہ جو ''سلطان شاہ رخ'' کے کتب خانہ کے لئے لکھا گیا تھا کتب خانہ خدا بخش مرحوم پٹنہ میں موجود ہے۔ اور ایک مخطوطہ ۸۶۶ھ کا جو کہ

اس نسخہ سے منقول ہے جو زمخشری نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے اس نسخہ پر عبدالرحیم خان خاناں کی ذاتی مہر اور اورنگزیب عالمگیرؒ کے کتب خانہ کے مہر ثبت ہے، اسی طرح تفسیر کے قدیم قلمی نسخے کتب خانہ مولوی صاحب قدس سرہ العزیز "مکھڈ ضلع اٹک" (کیملپور) میں موجود ہیں۔

(۱۰) ابوالحسن علی بن عبداللہ بن محمد الاندلسی الجذامیؒ

آپ نے ابن عبدالبر، ابوالعباس عذری سے اکتساب علم کیا، اندلس کے مشہور علماء حدیث وتفسیر میں سے ہیں۔ "علم اصول فقہ" پر ایک بہترین کتاب لکھی ہے اور قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۵۳۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۱) محمد بن عبدالملک الکرجیؒ

قصبہ کرج میں ۴۵۸ھ کو پیدا ہوئے، اپنے علاقہ کے علماء وقت سے استفادہ کے بعد ھمدان، اصفہان اور بغداد کا سفر کیا۔ علم حدیث، فقہ، ادب اور تفسیر میں کمال حاصل تھا، شافعی المسلک ہونے کے باوجود نماز فجر میں قنوت نہ پڑھتے تھے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی ہے ۵۳۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۲) علی بن مسلم بن الفتح

شام کے ان نوجوانوں میں سے ہیں جنہوں نے امام غزالیؒ سے اکتساب فیض کیا ہے، چنانچہ امام غزالیؒ نے ان کے متعلق فرمایا:۔

خلفت بالشام شابا ان عاش کان له شان

علم فقہ اور تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے۔ نماز فجر میں بحالت سجدہ ۵۳۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۳) حافظ کبیر شیخ الاسلام اسمٰعیل بن محمد القرشی الطلحیؒ

اصفہان میں ۴۵۷ھ کو پیدا ہوئے طلب علم کے لئے بغداد اور نیشاپور کا سفر

کیا، اپنے دور کے عالم اہلسنت ہونے کی وجہ سے "قوام السنۃ" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ابن السمعانی وغیرہ علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، درس تفسیر وحدیث کے لئے تین ہزار مجالس منعقد کیں قرآن کریم کی تین تفسیریں لکھی ہیں۔

(۱) **الجامع فی التفسیر**:۔ جس کے متعلق خلیفہ چلپیؒ نے لکھا ہے کہ تیس جلدوں میں ہے۔

(۲) **المعتمدفی التفسیر**:۔ یہ دس جلدوں میں ہے۔

(۳) **الموضح فی التفسیر**:۔ یہ فارسی زبان میں ہے اور تین جلدوں میں ہے۔

قوام السنۃ نے عید الاضحیٰ کے دن ۵۳۵ھ کو وفات پائی۔

(۱۴) عالی بن ابراہیم بن اسمٰعیل ناصر الدین ابو علی غزنویؒ

غزنی کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ فقہ اصول فقہ اور تفسیر میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ چنانچہ فقہ میں ایک کتاب بہ نام "المشاع" لکھی ہے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے جس میں قرآنی رموز اور معارف کو بہ انداز عجیب بیان فرمایا ہے۔ ۵۳۷ھ کو وفات پائی۔

(**ف**) حدائق حنفیہ میں ان کی مرتبہ تفسیر کا نام "تفسیر التفسیر" بتایا گیا ہے اور سال وفات ۵۸۳ھ لکھا ہے۔ خلیفہ چلپیؒ نے تفسیر التفسیر کا ذکر تو کیا ہے لیکن مفسر کا نام نہیں لکھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۱۵) عمر بن محمد بن احمد بن اسمٰعیل نجم الدین ابو حفص نسفیؒ

۴۶۰ھ یا ۴۶۱ھ کو سمرقند کے قریب "نسف" نامی قصبہ میں پیدا ہوئے، طلب علم کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور ساڑھے پانچسو اساتذہ سے اکتساب فیض کیا، اپنی ایک کتاب "تطویل الاسفار لتحصیل الاسفار" میں ان اساتذۂ کرام کا تذکرہ فرمایا ہے، اپنے زمانہ کے کامیاب مدرس بھی تھے۔ چنانچہ یہ مشہور ہے کہ آپ کی

خدمت میں جنات بھی آ کر علم حاصل کرتے تھے اس لئے آپ کو "مفتی الثقلین" کہا گیا، تدریس کے علاوہ آپ مصنف بھی تھے، تقریبا ایک سو کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:۔

"طلبۃ الطلبۃ فی لغۃ الفاظ کتب الحنفیہ کتاب القند فی تذکرۃ علماء سمرقند" بیس جلدوں میں ہے۔ "جامع صغیر" کو نظم میں بیان کیا ہے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی بہ نام "التیسیر فی علم التفسیر" لکھی ہے جس کا ایک حصہ تا سورۃ آل عمران مکتوبہ ۸۵۱ھ پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ آپ کی وفات ۵۳۸ھ کو سمرقند میں ہوئی۔

علمی لطیفہ

امام نسفیؒ نے ایک بار زیارت مکہ مکرمہ کے دوران علامہ زمخشری سے ملاقات کے لئے ان کے دروازہ پر استیذان کیا تو اندر سے پوچھا گیا من انت؟ آپ نے فرمایا عمر زمخشری نے کہا انصرف نسفی نے کہا عمر لاینصرف زمخشری نے جوابا کہا اذا نکر صرف۔

(۱۶) محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہؒ

آپ کی کنیت "ابوبکر" اور لقب "ابن العربیؒ" تھا، "اشبیلہ" کے علمی خاندان سے تعلق تھا، پہلے اپنے وطن میں مبادی علوم پڑھے پھر مصر میں "حسن خلعی" اور "ابوالحسن" سے اور شام میں "ابونصر مقدسی" سے اور اسی طرح "امام غزالیؒ" سے اکتساب فیض کیا۔

تفسیر قرآن کریم پر کامل عبور تھا، قرآنیات پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے:۔

(۱) "احکام القرآن" مشہور ہے جو فقہ مالکی کے دلائل پر مشتمل ہے، پہلی بار ۱۳۳۱ھ میں دو جلدوں میں طبع ہوئی اور مکتبہ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں موجود ہے۔

(۲) "انوار الفجر" قرآن کریم کی جامع اور مفصل تفسیر ہے، بیس سال کی لگاتار

محنت کے بعد اس کو مرتب فرمایا جس کی ضخامت اسی ہزار اوراق ہے۔
آٹھویں صدی ہجری کے ''شیخ صالح ابوالربیع سلیمان'' نے کہا ہے کہ ''شیخ صالح یوسف الحزام نے سکندریہ میں ''سلطان ابوعنان فارس'' کے کتب خانہ میں دیکھی ہے جو ''اسی جلدوں'' میں ہے۔ مراکش سے واپسی پر راستہ میں ۵۴۳ھ کو فوت ہوئے، پھر آپ کا جسم ''فاس شہر'' میں دفن کر دیا گیا۔

(۱۷) ابوالمحاسن مسعود بن علی بیہقیؒ

بیہق کے ممتاز علماء میں سے تھے اس لئے حلقہ علماء میں آپ کا لقب ''فخر الزمان'' تھا قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام تفسیر بیہقی لکھی ہے، ۵۴۴ھ کو وفات پائی۔

(۱۸) احمد بن علی بن محمدؒ

یہ بھی بیہق کے ممتاز علماء میں سے تھے ''ابوجعفرک'' کے نام سے مشہور تھے سن ولادت ۴۷۰ھ ہے، قرآنیات سے گہرا لگاؤ تھا، قرآن حکیم کی مقبول تفاسیر لکھیں جو آپ کی زندگی ہی میں قبولیت حاصل کر گئیں۔ آپ کے جلیل القدر تلامذہ کی تعداد بھی کافی ہے۔ لغات القرآن کے موضوع پر بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام ''المحیط بلغات القرآن'' ہے، ۵۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۹) محمد بن عبدالرحمٰن ابوعبداللہ

علماء احناف میں بہت بڑے عالم تھے آپ کے علم و فضل کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ مصنف ہدایہ علامہ مرغینانی جیسے اجلہ علماء بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے، آپ سلوک اور تصوف میں ممتاز مقام کے مالک تھے اسی وجہ سے آپ کا لقب ''زاھد'' تھا، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو ایک ہزار سے زیادہ اجزاء پر مشتمل ہے ۵۴۶ھ میں وفات پائی۔

(ف) علامہ کوثریؒ نے فرمایا کہ یہ تفسیر ایک سو مجلدات میں ہے۔

(۲۰) محمد بن طیفور سجاوندی غزنویؒ

سجاوندی اوقاف قرآن میں سند مانے جاتے ہیں داؤدیؒ نے لکھا ہے کہ

کان له تفسیر حسن۔

اوقاف سجاوندی کا ایک ناقص قلمی نسخہ کتب خانہ گڑھی افغاناں ضلع راولپنڈی کے کتب خانہ میں موجود ہے جس کے آخر میں یہ مرقوم ہے "از دست امان اللہ محررہ ۱۲۵۲ھ" سجاوندی نے قرآن حکیم کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی جس کا نام عین المعانی ہے اس کی جلد دوم سورۃ ابراہیم سے آخر قرآن تک مخطوطہ ۲۲۵ھ مصر کے کتب خانہ تیموریہ میں ہے۔ جلد نمبر ا نمبر ۲۷۴ ہے۔

(۲۱) ابو محمد عبدالحق بن غالب بن عطیہ اُندلسی

اندلس کے مشہور عالم دین اور مفسر القرآن ہیں ۴۸۱ھ میں پیدا ہوئے متعدد علماء کرام سے اکتساب فیض کیا، اندلس کے شہر "مریہ" میں عہدۂ قضا پر فائز ہوئے، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو "المحرر الوجیز" کے نام سے مشہور ہے یہ تفسیر اسلام کے وسطی دور میں قابل استناد سمجھی گئی، جیسا کہ:۔

علامہ فرحون بن محمد تونسیؒ اس کے حافظ تھے۔

علامہ عبدالوہاب فاسی (م ۹۶۱ھ) اس کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے۔

عثمان بن عبدالواحد اس تفسیر کو سب سے بہتر سمجھتے تھے۔

علامہ ابوحیان اندلسی نے اپنی تفسیر کی اساس اسی پر رکھی مگر عقائد میں زمخشری کا رنگ چھلکتا ہے۔ ابن تیمیہؒ کو بھی اسی کا اعتراف ہے جیسا کہ فرمایا:۔

"تفسیر ابن عطیه خیر من تفسیر الزمخشری
واصح نقلا و بحثا وابعد عن البدع"

امام ابن عرفہ مالکیؒ نے بھی ابن عطیہ کو مائل الی الاعتزال قرار دیا ہے۔

ملا علی قاری حنفیؒ نے فرمایا:۔

"انه اقبح من صاحب الکشاف لان کل احدیعلم اعتزال ذلک فیجتنبه بخلاف هذا فانه یوهم الناس انه من اهل السنة" (مرقاۃ جلد صفحہ ۲۳۹) ابن عطیہ ۵۴۶ھ کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

(ف) اس تفسیر کی جزء ثانی کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں ہے۔

(۲۲) الشیخ نور الدین ابو الحسن علی بن الحسین بن علی باقولیؒ

علم نحو میں اپنے وقت کے امام مانے گئے اسی وجہ سے آپ کا عرف "الجامع النحوی" تھا اس کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی تفسیر اور قراءت سبعہ پر بھی علمی حیثیت رکھتے تھے اسی موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام کشف فی نکت المعانی والا عراب وعلل القرأت المرویته عن الائمة السبعه ہے۔ آپ کی وفات ۵۴۶ھ کو ہوئی۔

(۲۳) ابو الفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانیؒ

خوارزم کے شہر شہرستان میں ۴۶۹ھ کو ولادت ہوئی، اس وقت کے مشہور علماء کرام احمد اغوانی، ابونصر قشیری، ابو القاسم انصاری، ابو الحسن علی بن احمد بن محمد المدینی سے علم حاصل کیا، زیادہ وقت خوارزم ہی میں مقیم رہے۔ سلطان سنجر سلجوقی کے ہاں بڑے مقرب تھے فرق اسلامیہ پر ان کی جامع کتاب، کتاب الفصل مشہور و معروف ہے، قرآن عزیز کی تفسیر بھی لکھی ہے، حسب نقل "تاریخ ادبیات ایران" اس تفسیر کا نام "مفاتح الاسرار ومصابیح الابرار" ہے، شہرستانی کی وفات ۵۴۷ھ کو ہوئی، بعض تاریخ وفات ۵۴۹ھ بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(ف ۱) اس تفسیر کا ایک ناقص قلمی نسخہ ایران میں ہے جو کہ ۶۶۷ھ کا مکتوبہ ہے،

کاتب کا نام محمد بن محمد ہے اور اس تفسیر کے صرف ۳۹ر صفحات ہیں۔ اور ایک نسخہ کتب خانہ مجلس شوریٰ ملی ایران میں ہے جو کہ ۶۶۷ھ میں محمد بن محمد زانجی نے ابراہیم بن محمد کے لئے لکھا تھا اور یہ نسخہ ۴۶۸ صفحات پر مشتمل ہے اور تہران کے اس نسخے کے پہلے صفحے کی پشت پر مندرجہ ذیل عبارت تحریر ہے:۔ "اتفقت بداية هذا لمصنف في شهور ثمان وثلاثين و خمساة" اور اس کتاب کے آخر میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس کی تکمیل محرم ۵۴۰ھ میں ہوئی۔ اس جلد میں صرف سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کی تفسیر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ نسخہ مصنف کے زمانہ میں لکھا گیا تھا۔

(ف ۲) علماء مصر نے شہرستانی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ جب اس کو علی بن بیہقیؒ نے تفسیر بالماثور کرنے کا مشورہ دیا تو وہ غضبناک ہو گیا۔

(۲۴) امام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن طبریؒ

مشہد کے ان مشہور علماء میں سے تھے جن کو تفسیر قرآنی کے ساتھ خاص شغف تھا چنانچہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "مجمع البیان" مرتب کی۔ دولت صفویہ کے دور میں جب عبداللہ خاں نے حملہ کیا تو ۵۴۸ھ میں "طبری" بھی مارے گئے، آپ کا مزار "مشہد" میں ہے، تفسیر طبع ہو چکی ہے۔

(ف) "مجمع البیان" تو عربی میں ہے مگر اس کا ترجمہ فارسی زبان میں محمد بن احمد خواجگی شیرازی نے کیا ہے۔

(۲۵) ابو نصر احمد بن الحسن بن احمد بن سلیمان درواجکی یا دروازقی

جو کہ "زاہدی" کے نام سے مشہور تھے اس دور کی علمی دنیا میں آپ کی کافی شہرت تھی، قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی زبان میں بہ نام "زاہدی" مرتب کی، اس تفسیر کا بخارا اور اس کے قرب و جوار میں کافی چرچا تھا، حتی کہ بقول ڈاکٹر علامہ سید سلیمان ندویؒ

"ہندوستان کے قرون وسطیٰ میں امام زاہدیؒ کی تفسیر کے ترجمہ

نے سب سے زیادہ ہر دلعزیزی حاصل کی اس کے قلمی نسخے اب
بھی ملتے ہیں''

(مقدمہ ترجمۃ القرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ)

آپ ہی کے جانشین تلمیذ رشید ''مولانا ابوالحسن علی ندوی'' نے احقر مرتب کے نام ایک مکتوب میں فرمایا:

''استاد حیدر حسن خاں صاحب کے پاس اس تفسیر کا قلمی نسخہ موجود تھا''

اس تفسیر کے حوالے اکثر تفاسیر مثلاً ''بحر مواج دولت آبادی، شرح القرآن فارسی از خواجہ معین الدین کشمیری، تفسیرات احمدیہ از ملا جیون رحمۃ اللہ علیہم اجمعین'' میں درج ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری کے ولی باعمل حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر کو معتبر سمجھا اور یہ ارشاد فرمایا کہ:۔

''دین میں جن باتوں کی ضرورت ہے وہ سب کچھ اس میں
موجود ہے اس میں افراط اور تفریط سے کام نہیں لیا گیا''

(مقدمہ ترجمہ مکتوبات صدی ص ۲۴)

زاہدی نے ۵۴۹ھ کو وفات پائی۔

(ف ۱) اسی تفسیر زاہدی کا کامل مخطوطہ مکتوبہ ۱۱۲۵ھ دو جلدوں میں اورنٹیل لائبریری بانکی پور (بھارت) میں موجود ہے۔ (فہرست مرتبہ مولوی عبدالمقتدر ص ۱۸۰)

(ف ۲) تفسیر زاہدی پاکستان میں مندرجہ ذیل مقامات پر جزوی طور پر موجود ہے:۔

(ا) ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ لاہور، تفسیر زاہدی جلد اول ودوم نمبر ۲۴۲۱ بار چہار مہر از سعد الدین محمد یہ سال ۱۷۵۰ء ۱۱۶۴ھ جس کے سرورق پر یہ لکھا ہوا ہے کہ:۔

''ناقص للآ خرو کمی کرم خوردہ''

(۲) جناب مولوی محمد شفیع صاحب مرحوم کے ذاتی کتب خانہ میں ۳۴ر اوراق محفوظ ہیں، ابتداء از من بقلها وقثائها. (الآیته) سے ہے۔

(۳) اس تفسیر کا نصف اول اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں قلمی موجود ہے جس کے ٹائیٹل پر مندرجہ ذیل عبارت ہے:۔

"حق تعالیٰ شفیق عبداللطیف را جزاء خیر نصیب کند ایں تفسیر گرفتہ شد از وزیر محمود وزیر محمود لاغرض انداز ملک عبداللطیف است ۹ر شوال ۱۲۰۷ھ نوشتہ ایم ایں حروف مالک ایں کتاب بالاستحقاق فقیر غلام محمد است"

کتاب کا خطبہ کسی شاگرد نے یوں تحریر کیا ہے:۔

"قال الشیخ الامام الاجل الزاهر المجاهد سيف الملة والدين مقتدى الاسلام والمسلمين ناصر السنة قامع الملحدين ابو نصر احمد بن الحسن بن احمد الدرسي السليماني الدرواجكي البخارى تغمده الله بغفرانه واسكنه بحموحة جنانه في تفسير كلام الله تعالىٰ واملىٰ ببخارى يوم التسع سنة تسع عشر خمسماة (۵۱۹ھ)

اس مخطوطہ کے کل صفحات ۱۵۰۶ ہیں۔

(۲۶) محمد بن عبدالحمید بن الحسن بن الحسین بن حمزہؒ

سمرقند میں ۴۰۸ھ کو پیدا ہوئے اس دور کے جلیل القدر علماء علی بن عثمان الخراط وغیرہ سے اکتساب فیض کیا، امام غزالیؒ سے کئی مناظرے کئے، آپ کی مرتبہ تعلیقات کئی جلدوں میں ہیں، آخر عمر میں رجوع الی اللہ زیادہ ہو گیا تھا، ساری زندگی قرآن عزیز کی تفسیر کی تدریس میں گذاری اور ایک تفسیر بھی لکھی، ۵۵۲ھ کو انتقال ہوا۔

(۲۷) ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن الحسین المروزیؒ

بنجدیہ کے محلہ "زاغول" میں ولادت ہوئی اسی نسبت سے زاغولی مشہور ہوئے، علم لغت، ادب، فقہ پر کئی کتابیں لکھیں جن کی تعداد علامہ ذہبیؒ نے چار سو سے زائد لکھی ہے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۵۵۹ھ کو وفات پائی۔

(۲۸) ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی طوسیؒ

فقہ شیعہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے اپنے مسلک پر قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام "مجمع البیان فی تفسیر القرآن" ہے۔ "تفسیر کشاف" کا خلاصہ بہ نام "جوامع الجامع" بھی لکھا ہے اور اس کا قلمی نسخہ مخطوطہ ۱۱۲ھ کیمبرج یونیورسٹی میں ہے اور اب تہران سے شائع بھی ہو چکا ہے، ۵۶۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۹) ابوالفضل محمد بن ابی القاسم خوارزمیؒ

خوارزم کے ممتاز علماء میں سے تھے، علماء میں آپ کا لقب زین المشائخ تھا اور عوام میں "بقالی" مشہور، ہوئے کیونکہ ذریعہ معاش کریانہ کی دوکان تھی قرآن کریم کی ایک تفسیر بنام "مفتاح التنزیل" لکھی، آپ کی وفات ۵۶۲ھ کو ہوئی۔

(ف) اس تفسیر کا قلمی نسخہ دمشق میں موجود ہے۔

(۳۰) محمد بن اسعد بن محمد بن نصرؒ

۴۸۴ھ کو پیدا ہوئے، مقامات حریری کے مصنف ابوالقاسم حریری سے مقامات پڑھی اور پھر اس کی شرح لکھی، اشعار بھی کہا کرتے تھے، چنانچہ مختصر قدوری کو عربی اشعار کا جامہ پہنایا، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی، محرم الحرام ۵۶۷ھ کو وفات پائی۔

(ف) ابن نصر واعظ بھی تھے، اس لئے رطب ویابس جمع کرنے والے تھے، بعض نے تو ان کو کذاب تک کہہ دیا ہے۔

(۳۱) ابو العباس خضر بن نصر بن عقیلؒ

۴۷۸ھ کو اربل کے قصبہ آذربائیجان میں پیدا ہوئے دینی علوم دمشق اور بغداد میں حاصل کئے، پھر واپس اپنے وطن آ کر تدریس علوم میں منہمک ہو گئے، داؤدیؒ نے کہا ہے "کان من الائمة" کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں امام الانبیاء سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کا مجموعہ بھی ہے جس میں آپؐ کے ارشاد فرمودہ چھبیس خطبات کو باسند جمع فرمایا ہے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے۔ ۱۴ر جمادی الثانی ۵۶۷ھ کو انتقال فرمایا۔

(۳۲) ابو عبداللہ بن ظفر بن محمد

"حجۃ الدین" کے لقب سے مشہور ہوئے ولادت "صقلیہ" میں ہوئی مگر تربیت مکہ مکرمہ میں ہوئی اس لئے علماء حرم سے استفادہ کیا وہاں سے افریقہ گئے اور "قصبہ مہدیہ" میں مقیم ہو کر دین کی خدمت کرنے لگے، مگر جب فرنگیوں اور مسلمانوں کی جنگ شروع ہوئی تو وہاں سے "حماۃ" چلے آئے اور پھر یہیں انتقال ہوا، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام "ینبوع الحیات" ہے (بقول چلپی) اور "ابن خلکان" نے اس کا نام "الینبوع فی علوم القرآن" لکھا ہے، علامہ سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ تفسیر "حلب" میں شیعہ سنی فسادات کے دوران ضائع ہو گئی تھی مگر جدید علماء نے کہا ہے کہ اس تفسیر کے متفرق اجزاء دارالکتب المصریہ کے قلمی ذخیرہ میں موجود ہیں۔ "حماۃ" ہی میں ۵۶۷ھ کو فوت ہوئے۔ (خلیفہ چلپی نے سال وفات ۵۶۸ھ لکھا ہے۔ (واللہ اعلم)

(۳۳) ابو بکر محمد عبدالغنی بن قاسمؒ

فقہ شافعی کے ممتاز علماء میں سے تھے، آبائی تعلق حجاز سے تھا اس لئے حجازی مشہور ہوئے، خود تو کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی البتہ سلیم بن ایوب رازی (م ۵۴۷ھ) کی مرتبہ تفسیر ضیاء القلوب کا اختصار کیا۔ مصر میں (۵۷۲ھ) کو وفات پائی۔

(۳۴) شیخ ظہیر الدین ابو جعفر محمد بن محمود نیشا پوریؒ

نیشا پور کے مشہور علماء کرام میں سے تھے قرآن کریم کی تفسیر سے بھی حصہ وافر عطا ہوا تھا چنانچہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "البصائر فی التفسیر" لکھی جو کئی جلدوں میں ہے اور فارسی زبان میں ہے، آپ کی وفات ۵۷۷ھ کو ہوئی۔

(ف) اس تفسیر کا ایک قدیم نسخہ مخطوطہ ۶۸۲ھ "بنگال ایشیاٹک سوسائٹی" کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳۵) علی بن عبداللہ بن خلف بن محمد انصاریؒ

آپ "ابن النعمہ" کے نام سے مشہور تھے قرطبہ کے قصبہ "مریہ" میں پیدا ہوئے طلب علم کے لئے قرطبہ آئے اور اس وقت کے مایہ ناز علماء اسلام ابن الحاج اور ابن رشد جیسے فضلاء سے اکتساب فیض کیا اپنے قصبہ کو چھوڑ کر قصبہ "بلسیہ" میں اقامت اختیار فرمائی، یہاں کے خطیب مقرر ہوئے، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک قرآن عزیز کی تفسیر بھی ہے جس کا نام "ری الظمان" ہے جو کئی جلدوں میں ہے، اسی قصبہ میں رمضان المبارک ۵۷۷ھ کو وفات پائی۔

(۳۶) ابو القاسم عبدالرحمن بن الخطیب معروف بہ سہیلیؒ

مراکش کے ان علماء کرام میں سے تھے جن کو سیرت اور تفسیر قرآن عزیز سے واقفیت تامہ تھی، سیرت رسول کریم ﷺ کے متعلق "الروض الانف" آپ ہی کی تصنیف ہے۔

تفسیر قرآن عزیز کے خاص موضوع تفسیر کلمات مبہمہ پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "التعریف والاعلام" ہے۔ ۵۸۱ھ کو مراکش میں وفات ہوئی۔

(ف) سہیلی سترہ سال کی عمر میں نظر سے محروم ہو گئے تھے وہ مناجات جو اشعار

میں ہے اور علماء کے ہاں مستجاب سمجھی گئی ہے ان ہی کے ذوق عبدیت کا نتیجہ ہے، وہ مناجات یہ ہے:۔

یامن یری مافی الضمیر ویسمع
انت المعد لکل ما یتوقع
یامن یرجی للشدائد کلها
یامن الیه المشتکی و المفزع
یامن خزائن رزقه فی قول کن
امنن فان الخیر عندک اجمع
مالی سوی فقری الیک وسیلة
فبالا فتقار الیک فقری ادفع
مالی سوی قرعی لبابک حیلة
فلئن رددت فای باب اقرع
ومن الذی ادعوا هتف باسمه
ان کان فضلک عن فقیرک یمنع
حاشا لجودک ان تقنط عاصیا
الفضل اجزل والمواهب اوسع

(۳۷) ناصر الدین عالی بن ابراہیم بن اسمٰعیل غزنویؒ

غزنی علماء احناف میں سے مشہور مفسر گذرے ہیں، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام "تفسیر التفسیر" ہے اور دو جلدوں میں ہے، آپ کی وفات ۵۸۲ھ میں ہوئی۔

(۳۸) احمد بن محمد بن عمر ابونصر زین الدینؒ

بخارا کے محلّہ ''عتابیہ'' میں ولادت کی نسبت سے ''عتابی'' مشہور ہوئے اپنے زمانہ کے ممتاز علماء مدرسین میں سے تھے، شمس الائمہ کردری جیسے محقق علماء آپ کے تلامذہ میں سے ہیں، فقہ حنفی کے فقیہ اعظم کہلائے جاتے تھے۔ فقہ حنفی اور تفسیر قرآن عزیز میں وہ کتابیں لکھیں جن کو اصول فقہ کا درجہ دیا گیا ہے کتاب الزیادات، کتاب جوامع الفقہ، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر آپ کے علمی اور قلمی شاہکار ہیں، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ۵۸۶ھ کو فوت ہوئے اور بخارا کے ''مقبرہ قراء سبعہ'' میں دفن ہوئے۔

(۳۹) علی بن ابی العز بن ابی عبداللہ الباجسرائیؒ

بغداد کے حنبلی علماء میں سے متقی اور پرہیزگار عالم تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر چار جلدوں میں لکھی، ۵۸۸ھ کو فوت ہوئے اور بغداد کے باب الحرب کے مقبرہ میں دفن کردیئے گئے۔

(۴۰) احمد بن اسمٰعیل بن یوسف قزوینیؒ

۵۱۲ھ کو قزوین میں پیدا ہوئے، طلب علم کے لئے مدرسہ نظامیہ بغداد میں داخل ہوئے، فارغ التحصیل ہونے کے بعد تدریس اور تصنیف کی دینی خدمات میں منہمک ہوگئے، اپنے زمانہ کے رئیس العلماء تھے، فقہ شافعی کے مقلد تھے۔ ابن النجار نے کہا کان رئیس اصحاب الشافعیؒ عابد اور شب بیدار اس قدر تھے کہ اپنی عمر کے آخری دور میں ہر رات قرآن کریم ایک بار ختم کرلیا کرتے تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کی خصوصیت یہ ہے کہ ساری تفسیر میں جو کلمہ ایک دفعہ ذکر کیا ہے اس کو دوبارہ نہیں لائے۔ ۵۹۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔

(۴۱) علی بن عمر بن احمد الحرانیؒ

۵۱۱ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے اور بغداد کے علماء کرام ہی سے اکتساب فیض کیا، فقہ حنبلی کے معاملات میں وسیع معلومات تھیں، وعظ و نصیحت بھی فرمایا کرتے تھے چنانچہ قرآن کریم کی ایک بڑی تفسیر لکھی جس میں اس رنگ کا غلبہ ہے۔ عید قربان کی رات کو حران میں ۵۹۵ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۲) ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی المعروف بابن الجوزیؒ

بغداد کے مشہور حنبلی عالم تھے، امام ذہبیؒ نے فرمایا ہے کہ چونکہ بغداد میں صرف آپ ہی کے گھر اخروٹ کا پودا تھا جس کو عربی میں جوز کہا جاتا ہے اس لئے آپ کو "جوزی" کہا گیا ہے۔ مگر قاضی ابن خلکان نے لکھا ہے کہ چونکہ آپ کی ولادت بغداد کے قریب ایک قصبہ "جوز" میں ہوئی اسی نسبت سے جوزی کہلائے، حنابلہ میں آپ جیسے علماء بہت ہی کم گذرے ہیں بلکہ آپ کی نظیر نہ تھی کیونکہ آپ کو وہ تمام صفات حاصل تھیں جو ایک جامع عالم کو حاصل ہونی چاہئیں آپ عالم بھی تھے۔ مصنف واعظ اور مناظر بھی تھے، آپ کی مجالس وعظ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا اور وعظ بھی بڑا ہی مؤثر ہوتا تھا۔ مشہور عرب سیاح ابن جبیر ۵۸۰ھ کا اپنا مشاہدہ لکھتا ہے:۔

> "عاکہ میں "ابن جوزیؒ" کرسی پر آ کر بیٹھ گئے تو چند قاریوں نے مختلف مقامات سے آیات قرآنی تلاوت کیں اس کے بعد ابن جوزیؒ نے ان سب آیات کی اس قدر جامع اور مؤثر تفسیر بطور درس قرآن عزیز کے فرمائی کہ سب کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور ہزاروں انسانوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی"

اللہ تعالیٰ نے ابن جوزیؒ کو بڑا ثاقب ذہن عطا فرمایا تھا، چنانچہ ایک دفعہ آپ سے سوال کیا گیا کہ ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما و عنہم میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ

نے جواب دیا من كانت ابنته تحته یہ جواب دونوں کو شامل ہے اگر ضمیر اول کا مرجع حضور انور ﷺ کی ذات اقدس ہو تو اس سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور اگر دوسری ضمیر کا مرجع سید دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہو تو اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حنابلہ میں ابن الجوزیؒ سب سے پہلے کثیر التصانیف عالم گذرے ہیں جس کی وجہ خود ہی یہ بیان فرمائی کہ:۔

> ''میں نے دیکھا کہ دیگر فقہی مذاہب کے علماء میں اصحاب التصانیف علماء زیادہ گذرے ہیں اور حنبلی علماء میں اس نسبت سے کم گذرے ہیں تو میں نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بہت زیادہ تصانیف کی ہیں''

چنانچہ آپ کی تصانیف کی تعداد دو سو پچاس بتائی گئی ہے جن میں سے قرآنی تفاسیر اور اصول تفسیر کے متعلق مندرجہ ذیل کتب ہیں:۔

(۱) زادالمسير في علم التفسير:۔ یہ عربی زبان میں ہے اور چار جلدوں میں ہے اس کا ایک قلمی نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ محمودیہ میں ہے اور ایک قلمی نسخہ محررہ ۶۵۶ھ کتب خانہ ٹونک میں ہے جس کا تعارف ماہ نامہ ''معارف'' اعظم گڑھ نے یوں فرمایا ہے:۔

> ''یہ نسخہ خلفائے عباسیہ کے کتب خانوں کی زینت رہ چکا ہے، ۶۵۶ھ کو جب ہلاکو خاں نے مستعصم باللہ کو قتل کر کے خلافت بغداد کا خاتمہ کیا تو یہ نسخہ کسی کے ہاتھ لگ گیا اس کے آخر میں جو عبارت درج ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۶۵۶ھ میں یہ نسخہ کسی صاحب کی ملک میں آیا تو اس کا نام محو شدہ ہے البتہ سن کتابت واضح ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ ابن جوزیؒ کی زندگی یا

اس سے کچھ ہی دن بعد کا لکھا ہوا ہے نسخہ ہذا کے پہلے صفحہ پر ایک طلائی مزین مربع بنا ہوا ہے، پورا نسخہ بہت دیدہ زیب جدول اور خطاطی قدیم عربی رسم الخط کا بہترین نمونہ ہے، خلفاء کے دور کی عبارتیں جگہ جگہ ہیں جو صاف سمجھنے میں نہیں آتیں''۔

(ماھنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۶۵ء)

(۲) ''المغنی فی التفسیر'':۔اس کو ابن جوزیؒ وعظ کے بعد مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔

(۳) ''فنون فی علوم القرآن'':۔اس کا قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔

(۴) ''المدھش'' قرآنی آیات کا باہمی ربط اور چند قواعد ترجمہ وتفسیر اس کتاب میں ذکر فرمائے ہیں، یہ کتاب ۱۳۴۸ھ کو بغداد سے پہلی بار شائع ہوئی اوراب پاکستان میں بھی طبع ہوچکی ہے۔

اس کے علاوہ ابن الجوزیؒ کی مرتبہ تاریخ ''المنتظم'' مستند اور مفید تاریخ اسلام ہے۔

ابن جوزی رمضان المبارک ۵۹۷ھ کو فوت ہوئے۔

فائدہ:۔ابن الجوزیؒ کی قرآن فہمی کا ایک نمونہ درج کیا جاتا ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۴ میں ارشاد فرمایا وزلزلو حتیٰ یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصرا للہ اکثر مفسرین نے متی نصراللہ رسول علیہ السلام اور مسلمانوں کا مقولہ قرار دے کر یہ ترجمہ فرمایا ہے کہ رسول علیہ السلام اور ایمان والے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی، مگر ابن الجوزیؒ نے یہاں دو سوال اور دو جواب بیان کئے ہیں، یعنی متی نصر اللہ تو مقولہ ایمان والوں کا ہے اور الا ان

نصر اللہ قریب یہ رسول علیہ السلام کا مقولہ ہے اور یہی تفسیر مقام رسالت کے اقرب اور مناسب ہے۔ (المدہش)

(۴۳) الحسن بن الخطیر بن ابی الحسین نعمانیؒ

بغداد اور واسط کے درمیان نعمان نامی قصبہ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے نعمانی کہلائے، شیراز میں علوم دین حاصل کئے حنفی فقہ کے جامع عالم تھے۔ تفسیر حدیث، لغت، حساب، طب میں اپنے وقت کے مشہور عالم تھے "حمیدی" کی مرتبہ کتاب الجمع بین الصحیحین کی شرح لکھی اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جو کئی جلدوں میں ہے، ۵۹۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۴) عبدالمنعم بن محمد بن عبدالرحیم الخزرجیؒ

غرناطہ کے مشہور عالم تھے "ابن الفرس" کے نام سے شہرت پائی، "احکام القرآن" کے موضوع پر ایک تفسیر لکھی۔ ۴/ جمادی الثانی ۵۹۹ھ کو نماز عصر پڑھتے ہوئے وفات پائی۔

(۴۵) ابوالقاسم محمود بن حمزہ بن نصر کرمانیؒ

کرمان کے تھے فقہ میں تو کافی معلومات تھے مگر تفسیر قرآن کریم میں محقق نہ تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام خلیفہ چلپی نے تو "لباب التفسیر" لکھا ہے مگر داؤدی نے "الغرائب والعجائب" لکھا ہے وفات چھٹی صدی ہجری میں ہوئی مگر سال وفات تا حال معلوم نہیں ہو سکا۔

(ف) یہ تفسیر قلمی مولفہ ۵۲۱ھ اور مخطوطہ ۶۷۵ھ ایران کے کتب خانہ میں ہے جس کے اوراق ۳۱۳ ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

ساتویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) شیخ ابو محمد روز بہان بن ابی نصر بقلیؒ

شیراز کے مشہور واعظ اور عالم دین تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام "عرائس البیان فی حقائق القرآن" لکھی جو صوفیانہ مشرب پر بطرز وعظ ہے اس لئے اس میں اکثر واعظین کی طرح رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے۔ علمائے تفسیر کے ہاں یہ تفسیر ناقابل استناد ہے، مفسر کی وفات ۶۰۶ھ کو ہوئی، یہ تفسیر مطبوعہ اور دستیاب ہے۔

(ف) شیخ روز بہان نے ایک اور تفسیر بھی بہ نام "لطائف البیان فی تفسیر القرآن" لکھی ہے جس میں صرف مفسرین کے اقوال جمع کر دیئے ہیں، شیخ کے حالات پر مشتمل ایک کتاب "روز بہان نامہ" کے نام سے تہران سے ۱۳۵۷ھ میں شائع ہوئی۔

(۲) ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسین طبرستانیؒ

آپ امام فخر الدین رازیؒ کے نام سے مشہور ہیں ۵۴۴ھ میں پیدا ہوئے اپنے دور کے محققین علماء کرام سے اکتساب فیض کیا اگرچہ فقہ میں امام شافعیؒ کے مقلد تھے مگر فلسفیانہ طرز استدلال ان کے کلام پر غالب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دور میں اکثر باطل فرقے خصوصاً فرقہ کرامیہ زوروں پر تھا اس لئے آپ کی تحریر اور تقریر کا مرکزی نقطہ ان باطل فرقوں کی تردید اور ان کے دینی حملوں کا دفاع رہا ہے، آپ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں پراثر وعظ فرمایا کرتے تھے جس کے نتیجہ میں کافی لوگ عقائد کرامیہ سے تائب ہو کر مسلک اہلسنت والجماعت میں داخل ہوئے۔ آخر میں حضرت نجم الدین کبریٰ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام "مفاتیح الغیب"، لکھی جو "تفسیر کبیر" کے نام سے شہرت پذیر ہے۔ قاضی ابن خلکان، ابن شیبہ اور ابن حجر عسقلانی وغیرہ ہم محققین نے تصریح

فرمائی ہے کہ امام رازیؒ خود اس تفسیر کو مکمل نہ کر سکے بلکہ اس کی تکمیل ''احمد بن محمد بن ابی الحزم'' نے کی ہے جن کی وفات ۷۲۷ھ کو ہوئی، امام رازیؒ کی یہ تفسیر پہلی بار ۱۳۰۸ھ کو بزمانہ خلافت سلطان عبدالحمید خان شائع ہوئی جس کے حاشیہ پر ''تفسیر ابی السعود'' بھی ہے، امام رازیؒ نے متشابہات قرآنی پر ایک مستقل کتاب بہ نام ''درۃ التنزیل وغرۃ التاویل'' لکھی ہے۔ امام رازیؒ کو فرقہ کرامیہ کی سازش پر زہر دیا گیا اور آپ ۶۰۶ھ کو شہید ہوئے۔

(**ف ۱**) علم الدین ابو العباس احمد بن عبدالرحمٰن مدرس مدرسہ مستنصریہ بغداد (م ۶۷۳ھ) نے تفسیر کبیر پر تنقید لکھی ہے جس کا نام ''اوھام الرازی'' ہے۔

(**ف ۲**) تفسیر کبیر کا اختصار سکندریہ کے ''قاضی القضاۃ محمد بن ابی القاسم'' (م ۷۰۹ھ) نے کیا جس کا قلمی نسخہ ''مکتبہ اہلیہ'' پیرس میں موجود ہے جو پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔

(**ف ۳**) تفسیر کبیر کا فارسی زبان میں ترجمہ دور عالمگیری کے ایک عالم ملا صفی الدین اردبیلی ثم کشمیری نے شہزادی زیب النساء کی درخواست پر کیا تھا جس کا نام ''زبدۃ التفاسیر'' ہے اور کئی جلدوں میں تھا زیب النساء کے خصوصی حکم سے اس کامل نسخہ کی نہایت ہی شاندار طریقہ پر حد بندی کی گئی جسے دیکھ کر اورنگزیب بھی اس کی دیدہ زیبی پر لوٹ گیا، یہ تفسیر اب نایاب ہے۔ اس کے صرف چھٹے حصے کا پتہ بعض کتب خانوں میں چلتا ہے۔

(۳) مبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم شیبانیؒ

مجد الدین، ابو السعادات کے لقب اور ابن الاثیر کی کنیت سے مشہور ہیں، موصل کے قریب جزیرہ ابن عمر میں ۵۴۴ھ کو پیدا ہوئے اپنے وطن میں کچھ زمانہ رہ کر پھر بغداد آ کر امام وقت ابن کلیب سے استماع حدیث و تفسیر کیا، امیر کبیر مجاہد الدین قایماز کے ہاں دینی اور علمی خدمات پر مامور تھے امیر بغداد کی وفات کے بعد موصل

چلے گئے جہاں امیر موصل نے آپ کو ''دیوان انشاء'' کا مہتمم مقرر کر دیا، ساتھ ساتھ آپ نے اپنے علمی و دینی مشاغل کو باقاعدہ جاری رکھا، درج ذیل کتب آپ کی مشہور تصانیف ہیں:۔ (۱) کتاب الانصاف فی الجمع بین الکشف والکشاف (۲) نہایہ فی غریب الحدیث (۳) جامع الاصول (۴) شرح مسند الامام شافعیؒ اور تفسیر القرآن الکریم، جو دستیاب ہے ابن الاثیر کی وفات ذی الحجہ ۶۰۶ھ کو ہوئی۔

(۴) عبدالجلیل بن موسیٰ بن عبدالجلیل انصاریؒ

ظاہری علوم سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ باطنیہ علوم سے بھی شناسا تھے، علوم قرآن وحدیث میں تالیفات فرمائیں جن میں سے ''شعب الایمان'' اور قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی ہے، ۶۰۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۵) تاج الاسلام ابوسعد عبدالکریم بن ابی بکر التمیمی المروزیؒ

قبیلہ بنو تمیم کی ایک شاخ سمعان کی طرف نسبت کی وجہ سے سمعانی مشہور ہوئے نیشا پور میں ذیقعدہ ۵۲۷ھ کو پیدا ہوئے، طلبعلم کے لئے دور دراز کا سفر کیا حتی کہ آپ کے اساتذہ کی تعداد ''چار ہزار'' سے بھی زیادہ بتائی جاتی ہے، آپ کا سارا خاندان علمی اور دینی تھا، کئی کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں جن میں سے ''تاریخ بغداد'' پندرہ جلدوں میں اور ''تاریخ مرو'' بیس جلدوں سے زیادہ میں لکھی، انساب میں آپ کا مقام بہت ممتاز تھا، انساب سمعانی مشہور ہے جو کہ آٹھ جلدوں میں ہے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کے متعلق قاضی ابن خلکان نے فرمایا ''کتاب نفیس'' مرو ہی میں ۶۱۴ھ کو وفات پائی۔

(۶) العلامۃ الکبیر الشیخ عبداللہ بن الحسین العکبریؒ

بغداد کے بالائی علاقہ میں ایک ''قصبہ عکبرا'' نامی میں ۵۳۸ھ کو پیدا ہوئے اسی نسبت سے عکبری کہلائے، ''ابوالبقاء'' کنیت تھی مادر زاد نابینا ہونے کے باوجود علوم

قرآن پر کامل عبور تھا، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی اور ایک کتاب "بہ نام املاء مامن به الرحمن من وجوه الاعراب والقرأت فی جمیع القرآن" ہے جو کہ حلقہ علماء میں "اعراب ابی البقاء" کے نام سے مشہور ہے، ایک کتاب "البیان فی اعراب القرآن" بھی آپ کی طرف منسوب ہے ابوالبقاء کی وفات ۶۱۶ھ کو ہوئی۔

(ف) اعراب ابی البقاء مستقل طور پر ۱۳۰۶ھ کو پہلی بار مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

(۷) ابومحمد عبدالکبیر بن ابی بکر غافقیؒ

۵۳۶ھ میں پیدا ہوئے اندلس کے نامور علماء میں سے تھے، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک قرآن حکیم کی تفسیر بھی ہے جس میں "تفسیر کشاف اور تفسیر ابن عطیہ" کو جمع کر کے اضافہ بھی کیا ہے، یہ ساری تفسیر مصنفؒ سے ابوالحسن علی بن محمد اشبیلی (م ۶۶۶ھ) نے سنی اور پڑھی ہے، غافقیؒ کی وفات ۱۶ر صفر ۶۱۷ھ کو ہوئی۔

(۸) نجم الدین ابوالجناب احمد بن عمر بن محمد خیوقیؒ

خیوق نامی بستی میں ولادت کی وجہ سے خیوقی کہلائے یہ "خوارزم" کا ایک قصبہ ہے، آپ عالم باعمل محدث و مفسر تھے، تصوف میں مرشد کا مقام حاصل تھا، "امام رازیؒ" جیسے فلسفی نے آپ کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی تھی، حلقہ علماء میں "نجم الدین الکبری" کے نام سے شہرت پائی، قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر بھی لکھی جو بارہ جلدوں میں ہے، ۶۱۸ھ کو "فتنہ تاتار" میں شہید کر دیئے گئے۔

(۹) ابراہیم بن علی بن محمد السلمیؒ

آپ قطب مغربی کے نام سے مشہور ہیں، امام رازیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ "تفسیر کشاف پر" ایک ناقدانہ کتاب بہ نام "کتاب التمیز" لکھی، یہ بھی ۶۱۸ھ میں فتنہ تاتار میں شہید کر دیئے گئے۔

(۱۰) ابو احمد بن جزیؒ

آپ قبیلہ بنو کلب کی طرف نسبت سے کلبی مشہور ہوئے اپنے زمانے کے فقیہہ اور مالکیہ کے امام تھے ساتھ ہی زاہد، شب بیدار اور تارک الدنیا بھی تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۶۲۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۱) الشیخ فخر الدین محمد بن خضر بن محمد الحرّانیؒ

قصبہ حران میں ۵۴۲ھ کو پیدا ہوئے ابتدائی کتب ''حران'' میں پڑھیں پھر بغداد آ کر ''ابن الجوزیؒ'' کے حلقہ خوص میں شامل ہو گئے اور ''ابن الجوزیؒ'' سے اس کی تفسیر ''زاد المسیر'' پڑھی اور خود بھی ایک تفسیر مرتب کی جو کئی مجلدات میں ہے، ۶۲۲ھ کو ''حران'' میں وفات پائی۔

(۱۲) یحییٰ بن احمد بن خلیلؒ

آپ کی کنیت ابوبکر تھی، علم اصول اور تفسیر کے ممتاز مدرس تھے، ''اشبیلیہ'' میں آپ کا حلقہ درس دوسرے تمام دینی مدارس سے زیادہ وسیع تھا، تصنیف کا کام بھی کرتے تھے، چنانچہ امام غزالیؒ کی کتاب ''المستصفی'' کی شرح لکھی اور تفسیر کشاف پر تنقیدی تبصرہ کیا جو کتابی شکل میں بہ نام ''الحسنات والسیئات'' ہے آپ کی وفات ۶۲۶ھ کو ہوئی۔

(۱۳) امام عبد السلام بن عبد الرحمٰنؒ

یہ بھی ''اشبیلیہ'' کے جلیل القدر عالم تھے، ''ابن برجان'' کے نام سے شہرت پائی، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام ''الارشاد فی تفسیر القرآن'' لکھی جو کئی جلدوں میں ہے اس کا ایک عکسی نسخہ جامع الاول العربیہ قاہرہ کے علمی ذخائر میں موجود ہے، ۶۲۷ھ کو وفات پائی۔

(۱۴) علی بن احمد بن الحسن حرالیؒ

مراکش کے قصبہ ''حرلہ'' میں ولادت ہوئی اسی کی نسبت سے ''حرالی'' مشہور ہوئے طلب علم کے لئے دور دراز کا سفر کیا، کچھ زمانہ شام میں تدریس کے بعد مصر منتقل ہو گئے اور وہاں درس و تدریس کا محبوب مشغلہ شروع کر دیا، آپ درس تفسیر قرآن عزیز میں منفرد شان کے مالک تھے نہایت محققانہ طور پر باربط درس قرآن عزیز دیا کرتے تھے، چنانچہ آپ کے شاگرد ''ابوالعباس العنبرینی'' کا بیان ہے کہ ہم نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر ''حرالی'' سے چھ ماہ میں پڑھی تھی۔ ترجمہ اور تفسیر قرآن کریم کے قواعد پر ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام ''مفتاح اللب المقفل علیٰ فہم القرآن المنزل'' ہے امام بقاعیؒ نے اپنی تفسیر ''بقاعی'' کی بنیاد اسی کتاب پر رکھی ہے، چونکہ ربط آیات اور مناسبت سُوَر کے لئے آپ تاویل سے کام لیتے تھے اسی لئے مصر کے شیخ وقت ''علامہ عزیز الدین بن عبدالسلام'' سے گاہ بگاہ محاکمہ رہتا تھا حتی کہ بعض لوگ یہ سمجھنے لگے کہ حرالی کو مصر سے نکال دیا جائے گا، ''حرالی'' نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کے متعلق علامہ حافظ ذہبیؒ نے فرمایا:۔ **''وله تفسير عجيب''** ''حرالی'' ملک شام میں اچانک ۶۲۷ھ کو فوت ہو گئے۔

(۱۵) الامام شیخ حسام الدین محمد بن عثمان بن محمد سمرقندیؒ

علاقہ علیاباد میں ولادت ہوئی ہی علماء میں شیخ وقت تھے، فقہ اور فتاویٰ میں آپ کا مرتبہ ''کامل الفتاویٰ'' مستند ہے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام **''مطلع المعانی و منبع المبانی''** لکھی جو کہ کئی جلدوں میں ہے، آپ کی وفات ۶۲۸ھ کو ہوئی۔

(۱۶) محمد بن علی بن عربی ملقب بہ محی الدین و شیخ اکبرؒ

آپ اندلس کے ان نامور علماء میں سے ہیں جنہوں نے ابدی شہرت پائی، ۵۶۰ھ میں ولادت ہوئی، علوم و معارف میں اپنے ہمعصر علماء سے سبقت لے گئے

اسرار شریعت اور روحانی غوامض پر نظر کامل رکھتے تھے جس کی واضح شہادت آپ کی مرتبہ کتب ''فتوحات مکیہ''۔ ''فصوص الحکم'' وغیرہما ہیں۔ آپ نے قرآن عزیز کی چند تفاسیر لکھی ہیں جن کا تذکرہ درج ذیل ہے:۔

(۱) بقول خلیفہ چلپیؒ آپ نے ایک مختصر تفسیر لکھی۔

(۲) ''عقود الجواھر'' میں آپ کی دو تفسیروں کا ذکر ہے، ایک کا نام ''کشف الاسرار وھتک الاستار'' ہے جو کہ بیس جلدوں میں ہے اور دوسری کا نام ''الجمع والتاویل'' ہے جو کہ صرف سورۃ مریم تک ہے۔

(۳) حیدر آباد دکن کے صدر دینیات مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے فرمایا ہے کہ ابن عربی کی مرتبہ تفسیر ۹۵/ جلدوں میں ہے۔ ابن عربی ۲۲/ یا ۲۸/ ربیع الثانی ۶۳۸ھ کو قصبہ صالحیہ متصل دمشق میں فوت ہوئے اور وہیں دفن کر دیئے گئے۔

(ف ۱) ابن عربی کے افکار و نظریات پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

(ف ۲) آپ ابن عربی ہیں اور ابن العربی چھٹی صدی ہجری میں گذرے ہیں۔

(۱۷) معافی بن اسمٰعیل بن الحسین بن ابی سفیانؒ

موصل کے ممتاز شافعی علماء میں سے تھے، مدرسہ صالحیہ میں درس تفسیر دیا کرتے تھے، خود ہی قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''نہایۃ البیان فی تفسیر القرآن'' لکھی اور اپنی زندگی میں ہی اس کا درس بھی دیتے رہے، یہ تفسیر چھ جلدوں میں ہے، آپ کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی۔

(۱۸) شہاب الدین عمر بن محمد سہروردیؒ

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے ۵۳۹ھ کو عراق کے قصبہ ''سہرورد'' میں ولادت ہوئی، تحصیل علم کے لئے اس زمانہ کی مرکزی درسگاہ اور علمی مرکز بغداد تشریف لے گئے، پھر وہیں تبلیغ وارشاد کا سلسلہ شروع

فرمایا۔ روحانیات میں امام محمد غزالیؒ کے بھائی امام احمد غزالیؒ سے اکتساب فیض کیا، آپ کا حلقہ رشد و ہدایت اس قدر وسیع تھا کہ ہندوستان سے بابا فرید الدین شکر گنجؒ اور حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ ملتانی بھی آپ سے اکتساب فیض کے لئے بغداد پہنچے، تصوف میں آپ کی بلند پایہ کتاب ''عوارف المعارف'' مشہور ہے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''بغیۃ البیان فی تفسیر القرآن'' ہے، اس کا قلمی نسخہ مصر کے ''کتب خانہ فریویہ'' میں محفوظ ہے، آپ کی رحلت یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ کو ہوئی، مزار عالی بغداد ہی میں ہے۔

(ف) بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس کا نام ''نجتہ البیان فی تفسیر القرآن'' ہے۔

(۱۹) عبد الغنی بن محمد بن القاسمؒ

مفسر قرآن محمد بن القاسم الحرانیؒ کے صاحبزادے ہیں، آپ کی ولادت ۵۸۱ھ کو ''حران'' ہی میں ہوئی، بغداد میں علوم کی تکمیل کے بعد بغداد ہی میں تدریس و تصنیف سے دین کی خدمت شروع فرمائی، قرآن حکیم کی تفسیر لکھی جس کا نام ''الزائد علی تفسیر الوالد'' رکھا ''حران'' میں ۶۳۹ھ کو وفات پائی۔

(۲۰) امام بکر فضلؒ

بخارا کے ان حنفی علماء میں سے ہیں جنہوں نے فقہ اور تفسیر میں قابل قدر خدمات سر انجام دی ہیں، قرآن کریم کی ایک تفسیر بزبان فارسی لکھی جس کا نام ''لطائف التفسیر'' ہے، ۶۴۰ھ کو بخارا میں وفات پائی اور وہیں دفن کر دیئے گئے۔

(ف) ''لطائف التفسیر'' کا قلمی نسخہ مرشد العلماء حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ العزیز کے ذاتی کتب خانہ میں تھا جو حضرتؒ کے وصال کے بعد مکہ مکرمہ کے ''مدرسہ صولتیہ'' کو دے دیا گیا۔

(۲۱) علم الدین علی بن محمد بن عبدالصمدؒ

کنیت ابوالحسن اور لقب امام سخاویؒ ہے، امام شاطبیؒ سے قراءت اور تفسیر قرآن عزیز پڑھی، اپنے زمانہ کے استاذ القراء تھے، دمشق میں درس قرآن مجید و درس حدیث دیتے تھے، شاطبیہ کی ایک شرح اور قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۱۲ جمادی الآخر ۶۴۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۲) عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالعزیز اللخمیؒ

قوص میں ۵۵۵ھ کو پیدا ہوئے۔ احناف کے بلند پایہ عالم تھے۔ مدرس، مناظر اور مصنف تھے۔ عمر بھر مدرسہ عاشوریہ میں درس دیتے رہے۔ کئی مفید ترین کتابیں مذاہب اربعہ، نعت، انشاء اور وعظ کے موضوع پر لکھیں۔ قرآن مجید کی ایک جامع تفسیر بھی لکھی۔ ذیقعدہ ۶۴۳ھ کو وفات ہوئی اور ''سطح المعظم'' میں دفن ہوئے۔

(۲۳) نجم الدین بشیر بن ابی بکر بن الزمیمیؒ

تبریز کے جلیل القدر شافعی عالم تھے۔ فقہ شافعی اور تفسیر قرآن عزیز پر کامل نظر تھی۔ قرآن مجید کی تفسیر لکھی جو کئی جلدوں میں ہے۔ مکہ مکرمہ میں ۶۴۶ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۴) شیخ عبدالواحد بن عبدالکریم زملکانیؒ

آپ قصبہ ''زملکا یا زملکان'' میں پیدا ہوئے جو کہ دمشق کے قریب واقع ہے۔ اسی نسبت سے زملکانی مشہور ہوئے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''نہایۃ التامیل فی علوم التنزیل'' ہے۔ اس تفسیر کے دو نسخے دارالکتب المصریہ میں موجود ہیں۔ ۶۵۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۵) یوسف بن قزاغلی بن عبداللہ شمس الدین الجوزیؒ

علامہ ابن جوزیؒ کے پوتے ہیں، بچپن میں اپنے گرامی قدر جد امجد سے پڑھا اور پھر موصل اور دمشق کا سفر کیا، دمشق میں اس وقت کے مشہور حنفی محقق، عالم

ربانی "جمال حصیری" کے حلقہ درس میں شریک ہو کر علوم اسلامیہ کی تکمیل کی آپ کے باپ دادا اگر چہ حنبلی فقہ کے مقلد تھے مگر یوسفؒ نے حنفی مسلک اختیار کر لیا اور مناقب ابو حنیفہؒ پر ایک کتاب لکھی، اس دور کے علمی مراکز مصر، بغداد وغیرہما میں قبولیت حاصل تھی، کئی کتابیں لکھیں جن میں سے تاریخ کے موضوع پر "مراۃ الزمان" اور فقہ حنفی میں "جامع کبیر" اور سیرت نبی کریم ﷺ پر "منتہی الرسول فی سیرت الرسول" (ﷺ) اور حدیث میں "اللوامع" ان کی مشہور تصانیف ہیں قرآن کریم کی ایک تفسیر انتیس جلدوں میں لکھی، ۲۱ ذی الحجہ ۶۵۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۶) محمد بن یوسف المزدغیؒ

آپ ان علمائے کرام میں سے ہیں جو اسلام کے وسطی دور کے علمی مراکز قرطبہ اور اشبیلیہ میں جلیل القدر عالم سمجھے گئے ہیں صالح اور پرہیزگار عالم دین تھے۔ غرباء اور مساکین کے لئے ان کا ایک نظریہ تھا جس میں آپ منفرد تھے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"وہ کون سے ذرائع ہیں جن کے پیش نظر نادار لوگ امراء اور اغنیاء کے اموال سے اپنی ضرورت کے لئے حاصل کر سکتے ہیں۔"

قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو سورۃ الفتح تک پہنچ سکی۔ ۱۴ ربیع الاول ۶۵۵ھ کو انتقال ہوا، آپ کے جنازہ کے ساتھ ساتھ ایک پرندہ اڑتا رہا حتی کہ دفن کے بعد کہیں غائب ہو گیا۔

(۲۷) محمد بن عبداللہ المرسیؒ

۵۷۰ھ کو پیدا ہوئے مکہ مکرمہ، خراسان اور دیگر اسلامی ممالک کا سفر طلب علم کے لئے کیا قرآن کریم کی تفسیر خاص موضوع تھا چنانچہ تین تفسیریں لکھیں۔ التفسیر الکبیر، التفسیر الاوسط، التفسیر الصغیر، دمشق کے قریب ۱۵ ربیع الاول ۶۵۵ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) بعض علماء تراجم کا خیال ہے کہ "المرسیؒ" مالکی مذہب کا مقلد تھا مگر جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ "المرسیؒ" شافعی المذہب تھا۔ واللہ اعلم

(۲۸) محمود بن احمد بن محمودؒ

ان کا لقب ابوالمناقب تھا، "زنجان" میں پیدا ہوئے مگر اقامت بغداد میں اختیار کر لی پہلے بغداد کے "مدرسہ نظامیہ" میں مدرس تھے مگر پھر "مدرسہ مستنصریہ" میں درس دینا شروع کر دیا، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی، بغداد کے حادثہ ۶۵۶ھ میں شہید کر دیئے گئے۔

(۲۹) مختار بن محمود بن محمد زاہدیؒ

ابوالرجاء کنیت تھی اور نجم الدین لقب تھا، "خوارزم" کے علاقہ میں "غزمین نامی" قصبہ میں پیدا ہوئے، فقہ حنفی میں ید طولیٰ رکھتے تھے بغداد تشریف لائے اور وہاں کے ائمہ و فضلاء سے مناظرے کئے پھر "روم" چلے گئے اور مدت تک درس دیتے رہے، فقہ حنفی میں شرح مختصر قدوری المسمی بہ مجتبی وغیرہ لکھیں قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی، مفسر کا انتقال ۶۵۸ھ کو ہوا۔

(۳۰) الامام شیخ عزالدین عبدالرزاق بن رزق اللہ

شمالی سوریا کے قصبہ "راس عین" میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے "الرسعنی" کہلاتے تھے، فقہ حنبلی کے مقلد تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام "رموز الکنوز" لکھی جو آٹھ جلدوں میں ہے یہ تفسیر اپنے وقت میں کافی مقبول رہی، محدث بغداد "قاضی جمال الدین عبدالصمد" اس تفسیر کے حافظ تھے، "ابوبکر سخاوری" اس کا باقاعدہ سبقا سبقا درس دیا کرتے تھے۔ "علامہ ذہبیؒ" کا قول ہے کہ انہوں نے یہ تفسیر دیکھی ہے، اس میں مفسر نے اپنی اسناد کے ساتھ تفسیری اقوال کو جمع کر دیا ہے۔ مفسر کا انتقال ۶۶۰ھ کو ہوا۔

(۳۱) عبدالعزیز بن عبدالسلام بن ابی القاسم السلمیؒ

۵۷۶ھ یا ۵۷۷ھ کو دمشق میں ولادت ہوئی، علامہ ابن عساکر، سیف الدین آمدی وغیرہما نے آپ کو ''سلطان العلماء'' کا لقب دیا تھا، دمشق میں افتاء اور تدریس کا کام کرتے تھے، بدعات اور منکرات کے سخت مخالف تھے، سیاسی طور پر بھی بڑے دور بین تھے۔ دمشق کے سلطان ''ابوخمیش'' نے جب فرنگیوں کو ''صیدا'' کا شہر دے کر ان سے معاہدہ کر لیا تو علامہ وہاں سے ہجرت کر کے مصر چلے آئے اور یہاں ''جامع عمرو بن العاصؓ'' میں خطیب مقرر ہونے کے علاوہ مصر کے مفتی اعظم مقرر کر دیئے گئے، علوم ظاہریہ میں اس قدر بلند مقام کے علاوہ سلوک وطریقت میں بھی ''شیخ شہاب الدین سہروردی'' قدس سرہ العزیز کے خلیفہ مجاز تھے، صاحب کشف بزرگ تھے، ایک واقعہ درج ذیل ہے۔

> ''آپ کے ایک معتقد ''عبداللہ بلتاجی نے ریف'' سے آپ کے لئے کچھ تحائف بھیجے جن میں ''پنیر'' بھی تھا، جب وہ قاصد قاہرہ پہنچا تو دروازہ کے قریب بوجھ گرنے سے وہ ''پنیر'' بھی زمین پر گرا اور مٹی وغیرہ لگنے سے خراب ہو گیا اس لئے قاصد نے اتنی ہی مقدار میں بازار کے ایک عیسائی کی دوکان سے ''پنیر'' خرید کر ان تحائف میں رکھ دیا۔ جب وہ تحائف لے کر حضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے سب تحائف قبول فرما لئے لیکن ''پنیر'' کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ:
>
> یہ ''پنیر'' جس عورت نے تیار کیا ہے اس کے ہاتھ خنزیر کو چھو چکے ہیں''

آپ مستجاب الدعاء تھے جب فرنگیوں نے دمیاط پر حملہ کیا تو آپ نے ان کے ذلیل ہونے کے لئے دربار خداوندی میں دعاء فرمائی تو ایسی ہوا چلی کہ ان کی

کشتیاں اور جہاز غرق ہو گئے۔ آپ نے مجازاۃ القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی جو مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے، یہ کتاب ۱۳۱۳ھ کو پہلی بار مصر سے شائع ہو چکی ہے...... ''امام یافعیؒ'' نے ''مراۃ الجنان'' میں تصریح کی ہے کہ سلطان العلماء نے قرآن کریم کی ایک بڑی تفسیر بھی لکھی ہے۔ دس ؍ جمادی الاول ۶۶۰ھ کو وفات پائی اور قاہرہ کے محلہ قرافہ کبریٰ میں دفن ہوئے۔

(۳۲) عبدالرزاق بن رزق اللہ بن ابی بکر الحنبلیؒ

آپ کی ولادت ۵۸۹ھ کو ہوئی، فقہ حنبلی کے عظیم عالم تھے قرآن کریم کی تفسیر کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے، قرآن حکیم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''مطلع انوار التنزیل و مفاتح اسرار التاویل'' ہے، اپنی زندگی میں اس کا سبقا سبقا درس دیا کرتے تھے آپ کا یہ درس ۲؍ ذیقعدہ ۶۵۹ھ کو تکمیل پذیر ہوا جیسا کہ کتاب کے آخر میں درج ہے، یہ تفسیر چار جلدوں میں ہے۔ ''امام سیوطیؒ'' نے اس کا خلاصہ بھی لکھا ہے، آپ کی وفات ۶۶۱ھ کو ہوئی۔

(۳۳) عبدالعزیز بن ابراہیم القرشیؒ

''تونس'' کے جلیل القدر مالکی علماء میں سے تھے، ''ابن سریرہ'' کے نام سے مشہور تھے، آپ کی کنیت ''ابوفارس'' تھی، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو تفسیر ''کشاف'' اور تفسیر ''ابن عطیہ'' دونوں کا مجموعہ ہے، ۴؍ ربیع الاول ۶۶۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۴) محمد بن سلیمان بن الحسن جمال الدین ابوعبداللہ

آپ ''ابن نقیب'' کے نام سے مشہور ہیں، ۶۱۱ھ کو ''قدس'' میں پیدا ہوئے، مصر اور دوسرے ممالک میں طلب علم کے لئے سفر کیا، اپنے دور کے جلیل القدر عالم اور ولی کامل تھے، ''احناف'' میں ممتاز درجہ کے مالک تھے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو تفسیر ''ابن نقیب'' کے نام سے مشہور ہے اور یہ تفسیر ۹۹ مجلدات میں ہے، اس قدر

مفصل اور مشرح تفسیر ہونے کے باوجود علمی اور استدلالی طور پر بھی یہ تفسیر قابل استناد سمجھی گئی جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے فرمایا۔

''میں نے اس سے بڑی کوئی تفسیر نہیں دیکھی''

حسن بن علی بن اسمٰعیل واسطیؒ (م ۷۴۱ھ) نے لکھا ہے کہ:

''میں نے ابن النقیبؒ سے اس تفسیر کا کچھ حصہ خود سنا ہے''۔

مفسر القرآن ابن حبان اندلسیؒ (م ۷۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ:۔

''میں کئی مرتبہ ابن النقیبؒ کی مجلس درس تفسیر میں حاضر ہوا آپ طلباء کو تفاسیر کے اقتباسات لکھوایا کرتے تھے چنانچہ مجھے خود بھی ابن النقیبؒ سے تفسیر کی اجازت حاصل ہے اور میں نے اپنی تفسیر میں ابن النقیبؒ کے اقوال پر ہی اعتماد کیا ہے''۔

یہ تفسیر دراصل پچاس تفاسیر کا مجموعہ ہے اور اس کا نام ''التحریر والتحبیر'' ہے۔ مفسر گرامی مصر وغیرہ میں علمی و دینی خدمات سرانجام دیتے ہوئے ۶۶۸ھ کو بیت المقدس میں فوت ہوئے۔

(۳۵) عبداللہ بن محمد بن ابی القاسم فرحونؒ

آپ کا آبائی وطن تونس تھا مگر ولادت مدینہ طیبہ میں ہوئی، طلب علم کے لئے مکہ مکرمہ بھی گئے، اس وقت کے ''شیخ رضی الدین طبریؒ'' سے اکتساب علم کیا، تفاسیر میں تفسیر ابن عطیہ کے حافظ، مدینہ منورہ میں مفتی اعظم سمجھے جاتے تھے، تقویٰ اور حب نبوی کا یہ حال تھا کہ:۔

''پچاس سال تک ''روضة من رياض الجنة'' میں صف اول میں نماز باجماعت ادا کی پچپن حج کیے، ساٹھ سال تک یہی معمول

رہا کہ حرم نبوی کھلے سب سے پہلے ان کو شرف زیارت حاصل ہوتا"

جمعہ کے دن ۱۰ ربیع الآخر ۶۶۹ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۶) محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرحؒ

قرطبہ کے عظیم مفسر تھے، قرآن کریم سے دلی لگاؤ بلکہ عشق تھا دیگر علوم میں بھی آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، قرآن حکیم کی ایک تفسیر "احکام القرآن" کے موضوع پر لکھی جس میں قصص اور تاریخی واقعات سے قطع نظر صرف آیات احکام ہی کی تفسیر لکھی جو بارہ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ آپ نے نہایت ہی زاہدانہ اور درویشانہ زندگی بسر کی، اکثر اوقات ایک ہی کپڑا زیب تن رہتا۔ شوال ۶۷۱ھ کو فوت ہوئے اور "ابن حصیف" کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

(ف) آپ نے اپنی تفسیر کا نام "الجامع لاحکام القرآن والمبیّن لِمَاتَضَمَّنَه مِنَ السُّنَّة وَاٰیِ الْفُرْقان "رکھا جس نے علمی دنیا میں "تفسیر قرطبی" کے نام سے شہرت پائی۔ ۱۹۶۷ء/۱۳۸۷ھ کو مصر سے ہی تیسری بار بیس جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

(۳۷) عبدالعزیز بن احمد دبیریؒ

آپ کا لقب "سعید الدین" تھا، اپنے زمانہ کے جامع المعقول والمنقول تھے۔ ساری زندگی تدریس وتصنیف میں گذاری، وعظ ونصیحت بھی فرمایا کرتے تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام تفسیر دبیری ہے، آپ کی وفات ۶۷۳ھ کو ہوئی۔

(۳۸) موفق الدین احمد بن یوسف الشیبانیؒ

موصل کے علاقہ میں کواشہ نامی ایک قلعہ میں ۵۹۱ھ کو پیدا ہوئے اسی نسبت سے کواشی کہلائے۔ فقہ شافعی کے مستند اور محقق عالم تھے، قرآن کریم کی تفسیر اور

معارف پر گہری نظر تھی، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام "کشف الحقائق فی التفسیر" ہے اس تفسیر کے دو حصے ہیں ایک تو بڑا ہے جس کو "تبصرہ" کہا جاتا ہے اور ایک چھوٹا ہے جس کا "نام تلخیص" ہے، "کواشی" نے یہ تفسیر مرتب کر کے اس کے نسخے اس دور کے علمی مراکز اور مسلمانوں کے اعتقادی مراکز مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کو بھی بھیجے، یہ تفسیر مفسرین کرام کے ہاں قابل استناد ہے، جیسا کہ:۔

"امام عبدالوہاب شعرانی نے تفسیر کواشی کو دس بار مطالعہ کیا ہے"

جلالین کے دونوں مرتبوں (علامہ جلال الدین محلیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ) نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ پچھلے دور کے مفسر یعقوب چرخی نے بھی اس تفسیر سے استفادہ کیا ہے۔

کواشی ۶۸۰ھ کو فوت ہوئے۔

(ف ۱) تلخیص فی التفسیر مشہور خطاط عبدالقادر کے قلم سے مکتوبہ جس کی تصحیح خود مفسر علامہ کواشی نے فرمائی ہے ٹونک کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(ف ۲) "التبصرہ" کا ایک نسخہ مکتوبہ ۷۰۱ھ کتب خانہ جامع پاشا موصل میں ہے، اور ایک نسخہ جو ایک ہی جلد مکتوبہ ۷۰۱ھ ہے "حلب" کے کتب خانہ عثمانیہ میں موجود ہے۔

(۳۹) عبدالجبار بن عبدالخالقؒ

بغداد میں ۶۱۰ھ کو ولادت ہوئی، جلیل القدر علماء سے اکتساب فیض کے بعد بغداد کے مدرسہ مستنصریہ میں مدرس ہو گئے، وعظ بھی فرمایا کرتے تھے، بغداد کے فسادات میں قید ہو گئے مگر موصل کے امیر "بدرالدین" نے آپ کا فدیہ دے کر چھڑا لیا اور موصل لے گیا پھر بغداد لے آیا جہاں آپ اپنی پہلی خدمت تدریس میں مصروف ہو گئے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو آٹھ جلدوں میں ہے، بغداد ہی میں شعبان ۶۸۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۰) احمد بن محمد بن منصور ناصر الدینؒ

آپ ابن المنیر کے نام سے مشہور تھے آپ کی ولادت اسکندریہ میں اس وقت ہوئی جبکہ کافیہ کے مصنف امام نحو جمال الدین ابن حاجب کا طوطی بول رہا تھا ان سے شرف تلمذ حاصل کیا، علوم تفسیر وحدیث تو دوسرے جلیل القدر علماء سے حاصل کیے مگر نحو میں ابن حاجب سے اکتساب فیض کیا، آپ دو دفعہ اسکندریہ کے قاضی مقرر ہوئے اور دونوں دفعہ معزول کر دیئے گئے مگر اس سے آپ کے علمی مقام میں کوئی فرق نہ آیا آپ کے متعلق سلطان العلماء امام عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا:۔

"سرزمین مصر کے دونوں کونوں میں دو ایسے عظیم انسان موجود ہیں جن پر مصر جتنا بھی فخر کرے کم ہے، "قوص" میں ابن دقیق العید اور "اسکندریہ" میں ابن المنیر"۔

ابن المنیر نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی جو ہر دور میں قابل اعتماد سمجھی گئی اسکندریہ ہی میں ۶۸۳ھ کو وفات پائی۔

(۴۱) احمد بن عمر الانصاریؒ

اندلس کے ان علماء کرام میں سے تھے جن کی ساری زندگی قرآن وسنت کی روشنی میں گزری علم تصوف اور اور ادو وظائف میں آپ کو خرقہ خلافت "ابوالحسن شاذلیؒ" سے عطا ہوا تھا، ساری زندگی درویشانہ اور زاہدانہ طرز پر گذاری، اگر آپ سے کہا جاتا کہ کوئی وسیلہ، معاش تلاش کر لیا جائے تو آپ فرماتے:۔

"ہمارا سب سے بڑا اعتماد اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ہے جس میں فرمایا وَلَوْاَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (اعراف نمبر ۹۶)

آپ نے متعدد علوم میں تصانیف فرمائیں۔ فقہ میں "تہذیب"، عقائد میں

''ارشاد''، حدیث میں ''مصابیح'' اور تفسیر میں ''مہدوی'' مشہور ہیں جو دس جلدوں میں ہے اور اپنے زمانہ میں مقبول رہی، آپ کی وفات ۶۸۵ھ کو ہوئی۔

(۴۲) قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاویؒ

مضافات شیراز میں ایک قصبہ ''بیضاء'' میں ولادت ہوئی اسی وجہ سے بیضاوی مشہور ہوئے، ابوالخیر کنیت تھی، آپ کے والد ماجد اتابک ابوبکر بن سعد کے زمانہ میں قاضی القضاۃ تھے، آپ بہت بڑے عالم دین اور مصنف تھے، فقہ میں امام شافعیؒ کے مقلد تھے، آپ نے فقہ شافعی میں ''منہاج الوصول'' اور علم کلام میں ''طوالع الانوار'' اور تاریخ میں ''نظام التاریخ'' نامی کتابیں لکھی ہیں، مؤخر الذکر فارسی زبان میں ایران کی جامع تاریخ ہے، نیز تفسیر ''کشاف'' کا خلاصہ بہ نام ''مختصر الکشاف'' لکھا، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''انوار التنزیل'' ہے مگر تفسیر بیضاوی کے نام سے مشہور اور متبادر ہے، اس تفسیر میں مصنف نے تفسیر کشاف، تفسیر کبیر اور تفسیر امام راغبؒ سے استفادہ کیا ہے، اس تفسیر میں علمی، ادبی فوائد کا بیش بہا ذخیرہ جمع ہے، عقائد اہل سنت والجماعۃ کی تائید اور معتزلہ کی مدلل تردید بھی کی گئی ہے۔ اس تفسیر کو وہ قبولیت حاصل ہوئی جو آج تک کسی دوسری تفسیر کو کم ہی حاصل ہوئی ہوگی، مفسر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۶۸۵ھ کو ہوا اور تبریز ہی میں دفن کئے گئے۔

(ف) اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ محررہ ۹۵۷ھ احقر کے پاس ہے یہ نسخہ سید علی ترمذی مشہور پیر بابا (م ۹۹۱ھ) کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے، اور ایک قلمی نسخہ محررہ ۱۰۰۷ھ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں ہے اور ایک نسخہ مخطوطہ رمضان المبارک ۹۷۷ھ ندوۃ المصنفین اعظم گڑھ میں ہے۔

اس تفسیر کو جو قبولیت حاصل ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

''جس قدر اس کے حواشی لکھے گئے ہیں اس قدر اور کسی تفسیر کے نہیں لکھے

گئے جیسا کہ گیارہویں صدی ہجری کے مفسر علامہ شہاب خفاجی نے اپنی تشریح کے مقدمہ میں فرمایا ہے کہ انہوں نے یہ حاشیہ تفسیر بیضاوی کے پینتیس حواشی کے مطالعہ کے بعد مرتب فرمایا ہے۔"

"احمد بن مولی مصلح الدین شبیر طاش کبری زادہ ہر سال تفسیر بیضاوی کا ایک نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر ۳۰۰۰ درہم میں بیچ دیا کرتے تھے اور پھر رمضان المبارک میں یہ رقم ترجمۃ القرآن کے طلبہ پر خرچ کر دیا کرتے تھے"

"نواب ضابطہ خان کے ملازم حافظ محمد یوسف کاندھلوی تفسیر بیضاوی کے حافظ تھے"

"امام سیوطیؒ نے اس تفسیر کی بہت تعریف کی اور دس سال لگاتار متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد دس سال متواتر اس کی شرح لکھنے پر صرف کئے، چنانچہ از اول تا سورۃ ہود حاشیہ مرتب کیا جس کا نام "نواہد الابکار وشواہد الافکار ہے"۔

اس تفسیر کے چند حواشی کا مختصر سا تعارف درج ذیل ہے:۔

(۱) حاشیہ محی الدین بن مصلح الدین مصطفیٰ قونوی (م ۸۹۱ھ) آٹھ جلدوں میں ہے جو کہ ۱۲۹۲ھ کو مصر سے شائع ہو چکا ہے۔

(۲) حاشیہ شیخ اسمٰعیل قونوی (م ۱۱۶۵ھ) سات جلدوں میں قسطنطنیہ سے ۱۲۸۶ھ کو شائع ہوا۔

(۳) سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کے استاذ مصلح الدین مصطفیٰ بن ابراہیم (جو کہ ابن تجید کی کنیت سے مشہور ہیں) کا مرتبہ حاشیہ قونوی کے حاشیہ پر طبع ہو چکا ہے۔

(۴) قاضی شہاب الدین المشہور بہ خفاجی (م ۱۰۶۹ھ) نے بیضاوی کا حاشیہ بہ

نام ''غایۃ القاضی کفایۃ الراضی'' لکھا جو کہ آٹھ جلدوں میں بولاق سے ۱۲۸۳ھ کو شائع ہو چکا ہے۔

(۵) ملا عبدالحکیم سیالکوٹی (م ۱۰۶۷ھ) کا حاشیہ، قلمی بھی بعض کتب خانوں میں ہے اور قسطنطنیہ سے شائع ہو چکا ہے۔

(۶) ابوالفضل قریشی جو کہ ''خطیب گازرونی'' کے نام سے مشہور ہیں (م ۹۴۰ھ) نے حاشیہ لکھا جو کہ طبع ہو چکا ہے۔

(۷) ''علامہ جلال الدین سیوطیؒ'' (م ۹۱۱ھ) کا مرتبہ حاشیہ بہ نام ''نواھدالابکار و شواھد الافکار'' طبع ہو چکا ہے۔

(۸) محمد بن جمال شیروانیؒ کا مرتبہ حاشیہ قلمی ''بانکی پور'' کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۹) ملا خسرو محمد بن فرامرز (م ۸۸۵ھ) کا قلمی نسخہ خدیویہ مصر میں ہے اور ایک نسخہ ضلع اٹک (کیمبلپور) کے مشہور صوفی عالم مولوی صاحب مرحوم مکھڈ کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۱۰) عصام الدین ابراہیم بن محمد عرب شاہ اسفرائنی (م ۹۴۳ھ) کا قلمی نسخہ خدیویہ مصر میں ہے۔

(۱۱) سنان الدین بن حسام الدین رومی (م ۹۸۶ھ) کا قلمی نسخہ خدیویہ مصر میں ہے۔

(۱۲) بستان آفندی بن محمد الرومی (م ۹۷۷ھ) کا مرتبہ قلمی نسخہ خدیویہ مصر میں ہے۔

(۱۳) ملا حسین خلخالی (م ۱۰۱۴ھ)

(۱۴) ابن کمال پاشا احمد بن سلیمان (م ۹۴۰ھ) (۱۵) شیخ صدرالدین شیرازی، ان تینوں حواشی کے علیحدہ علیحدہ قلمی نسخے خدیویہ مصر میں موجود ہیں۔

(۱۶) شیخ بہاؤالدین محمد بن حسن آملی (م ۱۰۳۰ھ)

(۱۷) قاضی نوراللہ شورستری (م ۱۰۱۹ھ) یہ دونوں نسخے قلمی بانکی پور کے کتب

خانہ میں موجود ہیں۔

(۱۸) صبغۃ اللہ م ۱۰۱۵ھ (۱۹) کرامانی۔ م ۹۲۹ھ (۲۰) محمد قرہ۔ م ۹۴۳ھ (۲۱) (؟) م ۹۸۱ھ (۲۲) وجیہہ الدین گجراتی۔ م ۹۱۱ھ (۲۳) ملا عبدالسلام لاہوری۔ م ۱۰۳۷ھ (۲۴) محمد خصفکی۔ م ۱۰۸۹ھ (۲۵) محمد حلبی۔ م ۱۰۶۹ھ (۲۶) امان اللہ بنارسی۔ م ۱۱۳۳ھ (۲۷) نورالدین احمد آبادی۔ م ۱۱۵۵ھ (۲۸) محمد عابد لاہوری۔ م ۱۱۶۰ھ (۲۹) علامہ تفتازانی۔ م ۷۹۲ھ (۳۰) محمد امیر بادشاہ۔ م ۱۰۶۳ھ وغیرھا اس قدر حواشی ہیں کہ ان کا احصاء تفصیل طلب ہے۔

(ف ۱) بیضاوی میں مندرجہ احادیث کی تخریج علامہ عبدالرؤف مناوی (م ۱۰۳۱ھ) نے بہ نام ''الفتح السماوی لتخریج البیضاوی'' فرمائی ہے۔

(ف ۲) بعض علماء کرام نے اس پر تنقیدی مواخذات بھی کئے ہیں جیسا کہ احمد خراسانی اور شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اسی طرح بہاؤالدین آملی نے ان مقامات کی نشاندہی بھی کردی ہے جو باہمی متضادات اور متناقض ہیں۔

(ف ۳) تفسیر بیضاوی کو ''لائیزک یونیورسٹی کے پروفیسر مسٹر فلائشر'' نے کمال احتیاط اور تحقیق کے ساتھ ایڈٹ کیا تھا اور تفسیر پر لیکچر دینے کے لئے بیضاوی اور اس کے حاشیہ شیخ زادہ کا مطالعہ کرتے تھے۔

(۴۳) محمد بن محمدؒ

آپ برہان نسفی کے نام سے مشہور تھے، ۶۰۰ھ کو نسف میں پیدا ہوئے، فقہ حنفی کے ممتاز عالم تھے۔ کلام، مناظرہ اور تفسیر میں بھی مہارت حاصل تھی، ''امام رازیؒ'' کی مرتبہ ''تفسیر کبیر'' کا انتخاب لکھا، ۶۸۷ھ کو فوت ہوئے اور امام ابوحنیفہؒ کے پہلو میں دفن کردیئے گئے۔

(۴۴) المنجا بن عثمان بن اسعد دمشقیؒ

دمشق میں ۶۳۱ھ کو پیدا ہوئے، علامہ سخاویؒ اور قرطبیؒ جیسے ممتاز علماء کرام سے اکتساب فیض کیا اور پھر دمشق ہی میں تدریس، افتاء، تصنیف کی خدمات سرانجام دیتے رہے، اپنے زمانہ میں ''حنابلہ'' کے سرکردہ علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا، قرآن کریم کی ایک ''عظیم تفسیر'' مرتب فرمائی، ۶۹۶ھ کو دمشق ہی میں فوت ہوئے۔

(ف) یہ تفسیر مفسر کے ان شاگردوں کی جمع کردہ ہے جن کو آپ سبقاً سبقاً لکھوا دیا کرتے تھے۔

(۴۵) شیخ نجم الدین ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن شاھا ور الاسدی الرازی المعروف بہ دایہ

آپ ممتاز صوفیاء کرام میں سے تھے، آپ کی بیعت نجم الدین ابوالجناب سے تھی، ابتداء عمر میں خوارزم میں اقامت کی اور پھر چنگیزی فتنہ کے زمانہ میں روم چلے گئے جہاں صدر الدین قنوی سے اکتساب علوم ظاہریہ وروحانیہ کیا، قرآن کریم کے کچھ پاروں کی تفسیر بہ نام ''تاویل النجمیہ'' لکھی جو کہ ''بحر الحقائق'' کے نام سے مشہور تھی، آپ کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ہوسکا البتہ یہ کہا جاتا ہے کہ چنگیزی فتنے کے دوران شہید ہوگئے تھے، بعض نے یہ کہا ہے کہ شونزیہ میں حضرت جنید بغدادیؒ کے مزار کے قریب مدفون ہیں۔

(ف) اس تفسیر کو احمد بن احمد السمنانی البیابانکی (م رجب ۷۳۶ھ) نے مکمل فرمایا جو کہ پانچ بڑی جلدوں میں ہے جس کا ایک مخطوطہ دار الکتب مصریہ میں محفوظ ہے، اور ایک ناقص نسخہ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں بھی ہے۔

واللہ اعلم

آٹھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود

علاقہ ماوراء النہر کے قصبہ "نسف" میں ولادت کی نسبت سے "نسفی"، مشہور ہوئے فقہ حنفی اور علم کلام کے بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن کے بھی محقق عالم تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بنام "مدارک التنزیل" لکھی جو تفسیر مدارک کے نام سے مشہور ہے۔ اس تفسیر میں تفسیر کشاف اور بیضاوی سے استفادہ تو کیا ہے مگر ساتھ ہی مسلک اہل السنۃ والجماعۃ اور فقہ حنفی کو مدلل ثابت فرمایا ہے۔ یہ تفسیر مطبوعہ اور عام دستیاب ہے، اس کا خلاصہ شیخ زین الدین عینی نے لکھا ہے، زین الدین عینی کا انتقال ۸۹۳ھ کو ہوا۔ تفسیر مدارک کی مفید اور جامع شرح مولانا عبدالحق مہاجر مکی نے بہ نام "الاکلیل علی مدارک التنزیل"، لکھی ہے، جس کا ذکر انشاء اللہ آگے آجائے گا۔ علامہ نسفی ۷۰۱ھ کو کردستان کے قصبہ "ایذج" میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

(۲) ابراہیم بن احمد بن محمد

رقہ میں ۶۴۷ھ کو پیدا ہوئے بغداد میں شیخ جلیل عبدالصمد سے اکتساب فیض کیا، تفسیر القرآن ان کا خاص اور محبوب موضوع تھا، متقی اور پرہیزگار تھے، فقہ حنبلی کے پیروکار تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی، محرم ۷۰۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۳) عبدالکریم بن علی بن عمر الانصاری

آپ علم الدین عراقی کے نام سے مشہور تھے ۶۲۲ھ کو مصر میں پیدا ہوئے، تحصیل علوم اسلامیہ کے بعد برسوں مدرسہ منصوریہ میں درس تفسیر دیتے رہے آپ کے شاگردوں میں سے امام سبکی اور ابوحیان اندلسی جیسے مفسر پیدا ہوئے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۷؍صفر ۷۰۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۴) عبدالواحد بن محمد بن علی

جو کہ ''المالقی'' کے نام سے مشہور تھے۔ علم نحو، فقہ اور اصول میں مہارت تامہ رکھتے تھے، زندگی ان علوم کی تدریس میں گذاردی علم تجوید اور فقہ میں چند کتابیں تحریر فرمائیں، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ۷۰۵ھ کو فوت ہوئے۔

(۵) شیخ امام بدرالدین محمد بن ایوب بن عبدالقاہر

حلب کی نسبت سے حلبی مشہور ہوئے، ان کو تاذنی بھی کہا جاتا ہے۔ تفاسیر سابقہ پر پورا عبور رکھتے تھے تفسیر کشاف پر محاکمہ کرتے ہوئے ایک کتاب بنام ''مختصر الراشف عن زلل الکاشف'' لکھی اور تفسیر مہدوی، تفسیر ثعلبی، تفسیر ابی اللیث سے انتخاب کر کے فوائد کے عنوان سے زیادہ بھی لکھ دیا ہے، ۷۰۵ھ کو فوت ہوئے۔

(۶) ابوجعفر احمد بن ابراھیم

اندلس کے قصبہ غرناطہ میں پیدا ہوئے، تفسیر قرآن عظیم پر وسیع نظر رکھتے تھے خصوصاً متشابہات کے موضوع پر محققانہ نظر رکھتے تھے، چنانچہ اسی موضوع پر ملحدین کی تردید کرتے ہوئے ایک کتاب بہ نام ''ملاک التاویل'' لکھی جس کا ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں محفوظ ہے جس کا نمبر ۵۷ ہے، آپ کا انتقال ۷۰۸ھ کو ہوا۔

(۷) علامہ قطب الدین محمود بن مسعود

شیراز کے ان جلیل القدر علماء میں سے ہیں جن کو فقہ حنفی اور تفسیر پر عبور حاصل تھا قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام علّامی ہے، یہ تفسیر چالیس جلدوں میں ہے آپ کا انتقال تبریز میں ۷۱۰ھ کو ہوا۔

(ف) بعض علماء نے اس کا نام ''مفتاح المنان فی تفسیر القرآن'' لکھا ہے، اس تفسیر کی پہلی جلد قلمی دارالکتب المصریہ میں موجود ہے، علامہ محمد زاہد کوثری نے فرمایا ہے کہ استنبول میں محمد اسعد کے کتب خانہ میں کامل نسخہ بھی محفوظ ہے۔

(۸) محمد بن ابی القاسم بن عبدالسلام الربعی

تونس میں ۶۳۹ھ کو پیدا ہوئے، کمال قطب قسطلانی اور دوسرے علماء مصر سے استفادہ کیا، کچھ زمانہ بعد مصر آ گئے اور یہاں حکومت کی طرف سے اسکندریہ میں قاضی مقرر ہوئے مگر اس سے آپ کی عزت عوام کی نظروں میں کم ہوگئی، ابن الخطیب کی مرتبہ تفسیر کا خلاصہ لکھا، صفر ۷۱۵ھ کو فوت ہوئے۔

(۹) احمد بن ابی بکر

احنف کے نام سے شہرت پائی، علم فقہ کے ماہر تھے، احادیث کے حافظ تھے، قرآن حکیم کی ایک تفسیر بھی لکھی۔ جمادی الثانیہ ۷۱۷ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۰) خواجہ رشید الدین، فضل الدین ابی الخیر بن علی

ہمدان کے ان علماء کرام میں سے تھے جو علم و فضل کے ساتھ ساتھ ملکی امور کا بھی وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ چنانچہ سلطان ابوسعید نے آپ کو وزیر مقرر کر لیا تھا۔ تفسیر قرآن پر عبور حاصل تھا۔ قرآن کریم کی ایک مبسوط اور جامع تفسیر مرتب فرمائی جس پر اس زمانے کے سب علماء نے جن کی تعداد دو سو سے زیادہ تھی تقاریظ لکھی ہیں، آپ کا انتقال ۷۱۸ھ کو ہوا۔

(۱۱) عماد الکندی

اسکندریہ کے قاضی تھے، علمی نحو میں امتیازی شان تھی، کچھ زمانہ بعد شہر ''غرناطہ'' میں سکونت اختیار کر لی تھی علم تفسیر میں ایک مبسوط کتاب بہ ''نام کفیل لمعانی التنزیل'' لکھی جو تیس جلدوں میں ہے۔ یہ تفسیر، تفسیر کشاف کی شرح ہے اور اس پر کئے جانے والے مناقشات کی توجیہات پر مشتمل ہے، آپ ۷۲۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۲) احمد بن محمد بن عثمان ازدی

مراکش کے رہنے والے تھے، آپ کے والد ماجد معمار تھے اسی نسبت سے آپ کو "البناء" کہا جاتا تھا، تفسیر قرآن مجید پر خصوصی طور سے نظر تھی چنانچہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی باء کی تفسیر میں مستقل کتاب لکھی۔ سورۃ "العصر" اور سورۃ "الکوثر" کی مستقل تفاسیر لکھیں، قرآن کریم کے رسم الخط کی امتیازی شان پر ایک کتاب بہ نام "عنوان الدلیل مرسوم خط التنزیل" لکھی تفسیر کشاف کا بہترین حاشیہ مرتب فرمایا، ۷۲۴ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۳) احمد بن محمد بن ابی الخرم مکی

آپ قمولیؒ کے لقب سے مشہور تھے اپنے زمانہ کے ان علماء کرام میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے تدریس، تصنیف اور افتاء کی نعمتوں سے نوازا تھا، چنانچہ مصر اور الجزیرہ مین نائب قاضی کے عہدہ پر فائز رہے، آپ کی تصانیف میں سے "البحر المحیط" اور "جواہر البحر" مشہور ہیں، تفسیر کبیر کا تکملہ لکھا، رجب ۷۲۷ھ کو انتقال ہوا۔

(۱۴) احمد بن محمد بن عبدالولی

المقدسی بن جبارہ کے نام سے مشہور تھے، قرآن عزیز کی تفسیر بہ نام "فتح القدیر" لکھی بیت المقدس میں ۷۲۷ھ کو فوت ہوئے، بعض نے سال وفات ۷۲۸ھ بھی لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۵) تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ

دس ربیع الاول ۶۶۱ھ کو قصبہ حران میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق نسبی بلند پایہ علمی خاندان کے ساتھ تھا، آپ کی دادی "تیمیہ" تھیں ان ہی کی طرف آپ کا خاندان منسوب ہوا، تاتاریوں کے حملہ پر دمشق کو اپنے والد کے ہمراہ ہجرت کر گئے

اپنے والد ماجد شیخ عبدالحلیم اور دوسرے جلیل القدر علماء جیسا کہ شیخ عبدالقوی اور ابن عساکر سے استفادہ علوم کیا، بلوغت سے پہلے ہی آپ کا شمار بڑے بڑے علماء میں ہونے لگا تھا، علمی خدمات کے ساتھ ساتھ وقت کے بعض مسائل میں اختلاف رائے کی بناء پر زندگی کا بیشتر حصہ قید میں گذرا، فقہ میں آپ حنبلی فقہ کے پیرو تھے مگر عقائد میں آپ کے ساتھ جلیل القدر علماء نے اختلاف کیا جو اصابت رائے پر مبنی تھا، اس اختلاف کی وجوہ کو مکمل تبصرہ کے ساتھ شیخ الاسلام علامہ محمد زاھد الکوثری مرحوم نے ''السیف الصقیل'' کے تکملہ میں ذکر فرمایا ہے جس کا خلاصہ بالفاظ شیخ الحدیث مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ العزیز یہ ہے:۔

''امام الحافظ ابن تیمیہ فلاریب انه بحر مواج ولکن شذفی مسائل من الاصول والفروع جمهور الامة المحمدیة والحق مع الجهور''

(فیض الباری جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۶۴)

اس کے باوجود آپ محدث، مفسر، مفتی، مناظر، مجاہد اور صاحب قلم بھی تھے، آپ کی تصانیف اور تالیفات کی تعداد پانچ سو تک بتائی گئی ہے، تفسیر کے موضوع پر مندرجہ ذیل کتابیں آپ نے لکھی ہیں۔

(۱) ''تفسیر القرآن'' ابن خلکان نے کہا ہے کہ ولهٗ تفسیر القرآن الکریم، ابن قدامہ نے کہا ہے کہ یہ تفسیر پچاس جلدوں میں ہے، ابن بطوطہ نے کہا ہے کہ تیس جلدوں میں ہے۔

(۲) تفسیر ابن تیمیہ کے نام سے ایک تفسیر ''شرف الدین'' نے مرتب کی جو ۱۹۵۴ء کو بمبئی سے شائع ہوئی۔

(۳) تفسیر سورۃ النور (۴) تفسیر معوذتین (۵) متعدد سورتوں کی مستقل تفسیر (۶) الاکلیل فی التشابہ والتاویل۔

آپ سوموار کے دن پیدا ہوئے اور سوموار ہی کی رات ۲ ر ذیقعدہ ۲۸ ۷ھ کو فوت ہوئے، عظیم جنازہ کے بعد آپ کو مقبرہ صوفیہ میں دفن کیا گیا۔

(۱۶) نظام الدین الحسن بن محمد بن الحسین قمی نیشاپوری

آپ نظام الاعرج کے نام سے مشہور تھے نیشاپور میں پیدا ہوئے تحصیل علوم کے بعد برصغیر کے شہر دولت آباد میں آگئے اسی وجہ سے دولت آبادی بھی کہلائے۔ فلسفہ، تصوف اور جغرافیہ میں کئی تصانیف کی ہیں۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس میں تفسیر کشاف اور تفسیر کبیر سے استفادہ کیا ہے، تفسیر کا نام ''غرائب القرآن ورغائب الفرقان'' ہے۔ طرز تفسیر یہ ہے کہ پہلے مختلف قراءتوں کو نقل کرتے ہیں اور پھر ان پر تبصرہ کر کے ''اوقاف'' کو لکھتے ہیں، آپ کی تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ برصغیر میں سب سے پہلے عربی زبان میں پورے قرآن کریم کی تفسیر آپ ہی نے مرتب فرمائی، کشف الظنون کی ذیل ہدیۃ العارفین میں ہے کہ تفسیر کبیر فی مجلدات ''غرائب القرآن ورغائب الفرقان'' ایک دوسری تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''لب التاویل فی تفسیر القرآن'' ہے اور وہ ایک جلد میں ہے۔

(ف) غرائب القرآن کا قلمی نسخہ مخطوطہ ۸۲ ۷ھ کتب خانہ درگاہ حضرت پیر محمد شاہ صاحب احمد آباد میں ہے اور ایک مخطوطہ از سورۂ روم تا سورۂ ق مکتوبہ ۱۰۱۰ھ از قلم نصیر الدین بن سید صالح کتب خانہ دار المصنفین اعظم گڑھ میں موجود ہے۔

(ف) نظام الاعرج کے سال وفات میں سخت اختلاف ہے، ہدیۃ العارفین نے ۲۸ ۷ھ لکھی ہے اور مشہور مستشرق پرسٹن نے ۷۱۰ھ لکھی ہے مگر حسب ارشاد علامہ عرشی:

''ابھی تک کسی مستند ماخذ میں اس کی وفات کا سن نہیں ملتا''

(۱۷) السید محمد بن ادریس بن الناصر

بہت بڑے مفسر تھے، قرآن عزیز کی کئی تفاسیر لکھیں جن میں کچھ تو مختصر ہیں

اور کچھ مفصل ہیں آپ کی مرتبہ تفاسیر کے ''نام التیسیر ، الاکسیر الابریزفی تفسیر القرآن العزیز، اورالنہج القویم فی تفسیر القرآن الکریم'' مشہور ہیں ۷۳۰ھ کے آخری عشرہ میں وفات ہوئی۔

(۱۸) امام برھان الدین ابراہیم بن الجعبری

آپ علوم قرآنیہ سے واقف تھے، قرآن کریم کی کوئی تفسیر تو نہیں لکھی البتہ ترتیب نزول قرآن عزیز کو ایک بلیغ قصیدہ میں مدون کر دیا جس کا نام ''تقریب المامول فی ترتیب النزول'' ہے، یہ قصیدہ علامہ سیوطی کی مؤلفہ ''الاتقان'' میں نقل ہے آپ کی وفات ۷۳۲ھ کو ہوئی۔

(۱۹) عبدالواحد بن شرف الدین المعروف بہ ابن المنیر

۶۵۱ھ کو پیدا ہوئے، آپ کا سارا خاندان علمی تھا، آپ کا ایک بھائی ناصر الدین ''قاضی القضاۃ'' تھا جب کہ آپ خود بھی افتاء اور قضاء میں ممتاز تھے، اسی وجہ سے آپ کو علماء زمانہ نے ''عزالقضاۃ'' کا خطاب دیا تھا، قرآن عزیز کی ایک تفسیر دس جلدوں میں لکھی جو تفسیر ''ابن المنیر'' کے نام سے مشہور اور دستیاب ہے ۷۳۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۲۰) احمد بن محمد السمنانی

قرآن عزیز کے ساتھ آپ کو عشق تھا بہت زیادہ تلاوت کرتے تھے اعمال صالحہ کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں قابل قدر تھے، ابن عربی کے نظریات کے شدید مخالف تھے، تفسیری سلسلہ میں آپ نے ایک تفسیر مرتب کی جو تیرہ جلدوں میں ہے اور ایک کتاب ''تکملۃ التاویلات النجمیہ'' بھی لکھی، بغداد میں رجب ۷۳۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۲۱) ھبۃ اللہ بن عبدالرحیم

حما کے رہنے والے تھے اسی نسبت سے حموی کہلائے، طبقہ علماء میں ''شرف الدین البارزی'' کے نام سے شہرت پائی آپ کا فتویٰ آخری فتویٰ سمجھا جاتا تھا، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''روضات الجنان فی تفسیر القرآن'' ہے جو دس جلدوں میں ہے آپ کا انتقال ۷۳۸ھ کو ہوا۔

(ف) آپ کے زمانہ میں عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے متعلق بعض لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے اس پر مدلل فتویٰ تحریر فرمایا جو اسی نام سے مشہور ہوا اور متداول ہے۔

(۲۲) علی بن عثمان بن حسان

دمشق میں ۶۵۴ھ یا ۶۵۵ھ کو ولادت ہوئی، اس وقت کے جلیل القدر علماء تقی واسطی، علامہ نووی وغیرھما سے اکتساب فیض کیا اپنے زمانہ کے جلیل القدر عالم تھے اپنے قلم سے کئی کتابیں تحریر کیں، تفسیر طبری کا اختصار کیا، ربیع الاول ۷۳۹ھ کو وفات ہوئی۔

(۲۳) الشیخ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم

بغداد میں ۶۷۸ھ کو ولادت ہوئی، ابتداء ہی سے مزاج تصوف کی طرف مائل تھا، دمشق کی خانقاہ ''السمساطیہ'' کے عظیم کتب خانہ کے ناظم مقرر ہونے کی وجہ سے خازن لقب کے ساتھ مشہور ہوئے، علامہ بغوی کی مرتبہ تفسیر ''معالم التنزیل'' کا اختصار بنام لباب التاویل کیا جو تفسیر خازن کے نام سے مشہور اور عام دستیاب ہے، آپ کی وفات ۷۴۱ھ کو حلب میں ہوئی۔

(۲۴) علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل الشیحی

حلب میں ولادت ہوئی، طلب علم کے لئے دمشق آئے اور اس وقت کے جلیل القدر علماء اور مشائخ مثلاً القاسم بن محمد اور جلیل القدر محدثہ وزیرہ بنت عمرو سے علم

حدیث اور علم تفسیر حاصل کیا، ساری زندگی درس و تدریس اور مطالعہ میں گذار دی، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام "التاویل لمعالم التنزیل" لکھی، آخر رجب یا اوائل شعبان ۷۴۱ھ کو وفات پائی۔

(۲۵) ابو الحسین بن ابی بکر بن الحسین

۶۵۴ھ کو اسکندریہ میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے اسکندری کہلائے امام دمیاطی مصری کے جلیل القدر شاگردوں میں سے تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو تفسیر الاسکندری کے نام سے مشہور ہے اور دس جلدوں میں ہے، ذی الحجہ ۷۴۱ھ کو وفات پائی۔

(۲۶) الحسین بن محمد بن عبد اللہ

"واسط" اور "تستر" کے درمیان واقع قصبہ طیب میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے طیبی کہلائے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منقولات اور معقولات سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے آپ نے فلاسفہ اور مبتدعہ کی مدلل تردید فرمائی، استخراج مسائل اور ان میں غور و خوض آپ کی امتیازی شان تھے، تزکیہ باطن میں آپ کا مقام بہت رفیع تھا علم حدیث اور تفسیر پر بالغ نظر رکھتے تھے جس کا شاہکار مشکوٰۃ شریف کا وہ حاشیہ ہے جو طیبی کے نام سے مشہور ہے اس کا ایک بہترین مخطوطہ گڑھی افغانان متصل حسن ابدال کی خانقاہ فاضلیہ میں موجود ہے آپ نے علم تفسیر میں تفسیر کشاف کا حاشیہ بہ نام "فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الریب" لکھا جو آٹھ جلدوں میں طبع ہو چکا ہے، جب یہ حاشیہ لکھنے کا ارادہ فرمایا تو سیّد دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف خواب میں اس طرح حاصل کیا کہ آپؐ نے طیبی کو دودھ کا بھرا ہوا پیالہ عنایت فرمایا جس کو طیبی نے نوش کر لیا، اس حاشیہ کے متعلق مشہور مؤرخ اور فلسفی علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ:۔

''علامہ طیبی نے لفظاً تو زمخشری کا اتباع کیا ہے مگر محاسن بلاغت میں جو طریق کار زمخشری نے اعتزالی طرز میں اختیار کیا تھا طیبی نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ صحیح بلاغت وہی ہے جو اہل السنۃ کے اختیار کردہ طریقہ تعبیر سے ادا ہوتی ہے، یہ حاشیہ اسلئے بھی مفید ہے کہ اسمیں معتزلہ کے اعتراضات اور تنقیدات کے دندان شکن جوابات بھی دیئے گئے ہیں اس لئے بھی مفسر نے تمام علوم بلاغت کو بالاستیعاب لکھ کر معانی کا حق ادا کیا ہے''

علامہ عبدالوہاب شعرانی نے طیبی کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"کان محدثنا صوفیا نحویا فقیها اصولیا قل ان تجتمع هذه الصفات فی العالم"

آپ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ نماز فجر سے نماز ظہر تک درس تفسیر دیا کرتے تھے اور پھر ظہر سے عصر تک بخاری شریف کا درس حدیث دیا کرتے تھے، درس قرآن عزیز میں اپنی تفسیر کو بیان فرمایا کرتے تھے جو علیحدہ مستقل تفسیر ہے، یہ حسین اتفاق ہے کہ جس دن آپ درس تفسیر کو مکمل فرما چکے اسی دن جماعت عصر کے انتظار میں روبقبلہ بیٹھے ہوئے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، یہ ۱۳ شعبان ۷۴۳ھ کا دن تھا۔

(ف) حاشیہ طیبی علی الکشاف کا قلمی نسخہ محررہ ۷۶۱ھ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔

(۲۷) محمد بن احمد بن عبدالهادی

آپ رجب ۷۰۵ھ کو پیدا ہوئے، علم فقہ ابن مسلم سے اور تفسیر وحدیث امام ابن تیمیہؒ سے حاصل کئے، حنبلی فقہ کے مقلد تھے اور المقدسی کے لقب سے مشہور ہوئے،

فقہ حنبلی میں ایک جامع کتاب بہ نام الاحکام لکھی جو آٹھ جلدوں میں ہے، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھنی شروع کی مگر تمام کرنے سے پہلے ہی ۷۴۴ھ کو فوت ہو گئے۔

(۲۸) محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان لقب اثیر الدین

غرناطہ میں ۶۵۴ھ کو پیدا ہوئے، طلب علم کے لئے افریقہ وغیرہ دور دراز ممالک کا سفر کیا، آپ کے اساتذہ کی تعداد چار سو پچاس ہے، سلف صالحین کے پورے متبع اور مقلد تھے اور کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے قرآن کریم کی تفسیر ''البحر المحیط'' مشہور ہے جس میں اگرچہ تفسیر کشاف اور تفسیر ابن عطیہ سے استفادہ تو کیا ہے مگر قابل اعتراض مقامات پر زمخشری کے استدلات کی تردید کر کے صحیح توجیہات کر دی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصانیف کو شرف قبولیت بخشا بقول علامہ ابن حجر عسقلانی:۔

''ابن حیان ان علماء کرام میں سے ہیں جن کی تصانیف ان کی زندگی میں قبول ہو چکی تھیں''۔

اس تفسیر کے علاوہ آپ کی ایک اور کتاب ''غریب القرآن'' بھی ہے، ''البحر المحیط'' پہلی مرتبہ ۱۳۲۸ھ کو طبع ہو چکی ہے، ابن حیان کی وفات ۲۸ صفر ۷۴۵ھ کو ہوئی اور قاہرہ میں دفن ہوئے۔

(۲۹) احمد بن الحسن جاربردی

فخر الدین لقب اور الامام کے خطاب سے مشہور تھے، علم صرف ونحو میں واقعی امام تھے جس کا شاہکار شافیہ کی شرح ''جاربردی'' ہے، چونکہ امام بیضاوی کے شاگرد تھے اس لئے تفسیر قرآن براہ راست ان سے حاصل کی، بیضاوی کی مرتبہ کتاب ''المنہاج'' کی شرح بھی لکھی اور تفسیر کشاف پر مفید اور جامع حاشیہ لکھا، تبریز میں رمضان ۷۴۶ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۰) علی بن عبداللہ بن ابی الحسن اردبیلی

تاج الدین لقب ہے، ولادت تبریز میں ہوئی مگر آخری عمر قاہرہ میں مقیم ہو گئے، معقولات فقہ، نحو اور علم حساب میں ان کو "عالم کبیر" مانا گیا ہے، امام ذہبی کی کتاب ''المیزان فی الجرح والتعدیل'' کی کتابت آپ ہی نے کی، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی، قاہرہ ہی میں رمضان المبارک ۷۴۶ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۱) محمود بن عبدالرحمٰن بن احمد

اصبہان میں ۶۷۴ھ کو پیدا ہوئے تحصیل علم کے لئے دمشق اور مصر کا سفر کیا پھر مصر ہی میں مقیم ہو گئے، مصر میں درس قرآن عزیز دیا کرتے تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کے متعلق علامہ صفدی نے کہا ہے:۔

> ''میں نے دیکھا کہ محمود اپنی یاداشت سے طلباء کو تفسیر قرآن سکھاتے تھے آپ کی زندگی میں ہی آپ کی تفسیر القرآن کو قبولیت حاصل ہوگئی''

امام سبکی نے اس تفسیر کا کچھ حصہ دیکھا ہے، خلیفہ چلپی نے لکھا ہے کہ یہ ''تفسیر بہت بڑی تفسیر ہے'' جس کا آخری حصہ میں نے مصنف کے قلم سے مکتوبہ دیکھا ہے، محمود طاعون کے عارضہ سے ۷۴۹ھ کو فوت ہو گئے۔

(۳۲) احمد بن عبدالقادر بن احمد بن مکتوم

تاج الدین لقب اور القیسی کے نام سے مشہور تھے، ذی الحجہ ۶۸۲ھ کو پیدا ہوئے علم نحو، فقہ، تفسیر اور تاریخ میں اپنے دور کے محقق عالم مانے گئے ہیں، فقہ حنفی کے مقلد تھے، نحو میں ایک کتاب بہ نام ''تاریخ النحاۃ'' لکھی ہے، ابن حبان کی مرتبہ تفسیر ''البحر المحیط'' کا انتخاب ''الدر اللقلیط'' کے نام سے لکھا جو البحر المحیط کے حاشیہ پر طبع ہو چکا ہے ۷۴۷ھ کو وفات پائی۔

(۳۳) محمد بن احمد بن اللبان المصری

علم تفسیر میں کافی واقفیت رکھتے تھے، خصوصاً متشابہات کے موضوع پر ممتاز حیثیت حاصل تھی اس موضوع پر آپ کی مرتبہ کتاب ''تفسیر الآیات المتشابہات الی الآیات المحکمات'' مطبوعہ اور دستیاب ہے ۷۴۹ھ کو وفات ہوئی۔

(۳۴) علی بن عثمان بن ابراہیم

آپ ابن ترکمانی کے نام سے مشہور تھے، عالم اور عابد ہونے کے ساتھ ساتھ معقولات اور منقولات کے جامع تھے۔ علم تفسیر، علم فرائض، علم حساب، تاریخ اور ادب میں ممتاز مقام کے مالک تھے، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں ''بہجۃ الاعاریب بمافی القرآن من الغریب'' بھی ہے، ۱۰ محرم الحرام ۷۵۰ھ کو وفات پائی۔

(۳۵) علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بکر بن ایوب المعروف بابن القیم

آپ کی ولادت ۶۹۱ھ کو دمشق میں ہوئی، علماء مصر سے اکتساب علوم کیا مگر آخر میں علامہ ابن تیمیہؒ کی شاگردی ایسی اختیار کی کہ سایہ کی طرح زندگی بھر ان کے ساتھ رہے، آپ علوم قرآن اور حدیث میں اپنے شیخ ابن تیمیہ کا نقش ثانی تھے مگر بعض عقائد میں اسی طرح مسلک علماء حقہ سے انحراف تھا جس طرح کہ ابن تیمیہؒ کا تھا، جیسا کہ آپ کے مرتبہ قصیدہ نونیہ اور دوسری عقائد کی کتابوں میں پایا جاتا ہے، ان مسائل پر تنقید آپ کے ہمعصر علامہ سبکیؒ نے اپنی کتاب ''السیف الصقیل فی الرد علیٰ ابن الزفیل'' میں فرمائی ہے، مگر بایں ہمہ ابن القیمؒ نے سیرت رسول کریم ﷺ پر جامع کتاب ''زاد المعاد'' مرتب کی ہے اور ''کتاب الروح'' جیسی مایہ ناز کتاب بھی ابن القیمؒ کا قلمی اور علمی شاہکار ہے، قرآن کریم کی متعدد آیات اور سورتوں کی تفاسیر لکھی ہیں، قرآن کریم میں مذکورہ قسموں پر علیحدہ اور جامع کتاب لکھی ہے جس کا نام التبیان ہے، ابن القیمؒ کی وفات ۷۵۱ھ کو ہوئی۔

(۳۶) شہاب الدین ابوالعباس احمد بن یوسف بن محمد بن مسعود السمین

آپ کی ولادت تو حلب میں ہوئی مگر اقامت مصر میں اختیار کر لی اس لئے الحلبی المصری کہلائے۔ تفسیر میں ''احکام القرآن'' نامی ایک کتاب لکھی اور ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''الدر لمصون فی علم الکتاب المکنون'' جس میں صحابہ کرامؓ اور تابعین کے اقوال تفسیر یہ بہ نشان نام جمع فرما دیئے ہیں اور یہ مختصر تفسیر ہے اور اس کی مفصل تفسیر بھی لکھی جس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ:۔

''میں نے السمین کی مرتبہ تفسیر دیکھی ہے جو مفسر کے اپنے قلم سے ہے اور بیس جلدوں میں ہے''۔

(وعمل تفسیر القرآن فی عشرین سفرا والاعراب، ذیل العبر ص ۳۰۹)

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا ہے کہ:۔

''میں نے یہ تفسیر دیکھی ہے جس کا ایک نسخہ مدینہ منورہ میں مکتبہ شیخ الاسلام میں موجود ہے یہ تفسیر کشاف سے بوجوہ اعلیٰ اور اشرف ہے''

السمین کی وفات قاہرہ میں شعبان ۷۵۶ھ کو ہوئی۔

(ف) جلالین کی شرح جمل میں السمین کے حوالہ جات بکثرت موجود ہیں۔

(۳۷) علی بن عبدالکافی السبکی

قصبہ سبک العبید میں یکم صفر ۶۸۳ھ کو پیدا ہوئے اسی نسبت سے ''سبکی'' کہلائے، طلب علم کے لئے ''قاہرہ'' آئے، یہاں ''علم العراقی'' سے تفسیر قرآن عزیز پڑھی پھر شام اور حجاز کا سفر کیا۔ ''قاضی جلال الدین قزوینی'' کی وفات پر ''دمشق'' کے قاضی مقرر ہوئے، صاحب قلم بھی تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بنام ''الدر النظیم فی تفسیر القرآن الکریم'' لکھی جس کے متعلق قاضی القضاۃ ابوالحسن نے کہا ہے

؎ له تفسير للقرآن ان القت
اليه معاون العلم الزمانا

شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن الصائغ الحنفی نے اپنے قلم سے ان کی مرتبہ تفسیر پر یہ لکھا ہے۔

؎ اتيت لنا من الدار النظيم
سلوكا للصراط المستقيم
جمعت به العلوم فيا لفرد
حوى تضيفه جمع العلوم

علامہ صفدیؒ نے آپ کو شوافع کا ممتاز عالم قرار دیتے ہوئے کہا ہے

؎ ياسعد هذا الشافعي الذى
بلغه الله تعالىٰ رضاه
يكفيه يوم الحشر اِذْعُدَّ فِي
اصحابه السبكي قاضي القضاة

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ:۔

''آپ کی سب تصانیف آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں''

۱۳؍جمادی الثانی ۷۵۶ھ کو فوت ہوئے اور قاہرہ کے ''باب النصر'' میں دفن ہوئے۔

(۳۸) محمد بن علی بن عابد الانصاری

آپ کی پیدائش تو ''فاس'' میں ہوئی مگر بعد میں اقامت ''اندلس'' میں فرمائی تھی۔ ادب، تاریخ، لغت اور تفسیر کے بہت بڑے عالم اور مصنف تھے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ لکھنے والے آپ ہی تھے اس لئے آپ کو ''امام الکتابۃ'' کا

لقب دیا گیا تھا، بڑے بڑے دیوانوں کو اپنے قلم سے نقل کیا اور کتب لغت کو یاد کیا بعض احادیث پر تنقیدی نوٹ بھی لکھے۔ تفسیر کشاف کا کامیاب حاشیہ لکھا، زمخشری نے جن آیات سے اعتزال پر استدلال کیا تھا ان کے مسکت جوابات تحریر فرمائے، غرناطہ میں ذی قعدہ ۶۲۷ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۹) محمد بن علی بن عبدالواحد

ابوامامہ ابن نقاش کے نام سے مشہور تھے، ۱۵؍رجب ۷۲۰ھ کو ''دکال'' نامی قصبہ میں پیدا ہوئے، دینی علوم میں یگانہ روزگار تھے، ''عمدۃ الاحکام'' کی شرح آٹھ جلدوں میں لکھی اور ایک طویل ترین تفسیر بنام ''السابق واللاحق'' لکھی جس کے مقدمہ میں یہ لکھا:۔

''میں نے التزام کیا ہے کہ اپنی تفسیر میں متقدمین مفسرین کا کوئی قول نقل نہ کروں گا''

اس لئے علامہ صفدی نے کہا ہے کہ:۔

''تفسیر قرآن کا یہ طرز جدید میں نے پہلے نہیں دیکھا''

اگرچہ مفسرین اور مؤرخین نے طرز تفسیر پر کچھ نہیں لکھا مگر خود ابن نقاش کے اس قول: ''الناس اليوم رافعية، شافعية، ونووية لانبوية'' سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسر نے اپنی تفسیر میں یا تو حدیث پر اکتفاء کیا ہے اور یا اپنی تاویل کو تحریر کیا ہے، ربیع الاول ۷۶۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۰) علامہ مخلص بن عبداللہ الہندیؒ

دہلی کے جلیل القدر عالم تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بنام ''کشف الکشاف'' لکھی جس میں زیادہ تر کشاف پر علمی تنقید ہے ۷۶۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۱) عبدالصمد بن ابراہیم بن خلیل بغدادیؒ

"شیخ تقی الدینؒ" کی خدمت میں کافی زمانہ گذارا اور ان سے علوم حاصل کیے بقول ابن کثیرؒ "یہ بغداد کے محدث تھے"۔ ابن تیمیہؒ کی خاص عقیدت کی بناء پر ان کی رحلت پر ایک دردناک مرثیہ لکھا، تفسیر قرآن عزیز سے بھی کافی مناسبت تھی اگرچہ مستقل تفسیر تو نہیں لکھی مگر "تفسیر الروالسعنی" کا اختصار کیا، رمضان المبارک ۶۵ ہ میں بغداد ہی میں فوت ہوئے۔

(۴۲) محمد بن محمد الرازیؒ

تحتانی کے لقب سے مشہور تھے، ۶۳ ہ کو دمشق میں آ کر مقیم ہو گئے تھے، زندگی کا آخری دور علم تفسیر، معانی اور بیان کی تدریس میں گذارا اہل دمشق آپ کے گرویدہ تھے، تفسیر کشاف کا حاشیہ لکھا، دمشق ہی میں ۶۶ ہ کو فوت ہوئے۔

(۴۳) محمد بن محمد بن محمد بن فخر الدین الاقصرائیؒ

اپنے زمانہ کے محقق اور نکتہ شناس عارف تھے، قرمان کے مدرسہ مسلسلہ میں کافی زمانہ درس حدیث و تفسیر دیتے رہے اس مدرسہ کے بانی نے یہ شرط لگائی تھی کہ اس مدرسہ کے مدرس کو جوھری کی "مرتبہ صحاح" حفظ ہو، "اقصرائی" نے تفسیر کشاف پر حاشیہ لکھا، ۷۷ ہ کو انتقال ہوا۔

(۴۴) محمود بن احمد بن مسعود ابوالثناء قنوی

آپ دمشق کے رہنے والے تھے، دینی علوم عموما اور فقہ و تفسیر میں خصوصا محقق سمجھے جاتے تھے، ۵۹ ہ کو دمشق کے قاضی مقرر ہوئے مگر جلد ہی معزول کر دیئے گئے پھر ۶۶ ہ میں "ریحانہ" کے "قاضی مقرر" ہوئے، کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے "المغنی" کی شرح "المنتہی"، "کتاب القلائد فی شرح

العقائد، کتاب البغیہ فی الفتاوی، کتاب المعتمد اختصار مسند ابی حنفیہ، کتاب مشرق الانوار لحل مشکل الآثار'' مشہور اور قابل ذکر ہیں۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بنام ''تہذیب احکام القرآن'' لکھی، دمشق ہی میں ۷۱۱ھ کو انتقال ہوا۔

(۴۵) سراج الدین بن اسحاق ابن احمدؒ (سراج الھندی)

آپ کے آباؤ اجداد غزنی سے آ کر برصغیر میں مقیم ہو گئے تھے یہیں آپ ۷۰۴ھ کو پیدا ہوئے، طلب علم کے لئے حجاز اور مصر کا سفر کیا پھر مصر ہی میں مقیم ہو گئے، مصر میں احناف کے مقتداء تسلیم کئے جانے کی وجہ سے ''قاری الہدایہ'' کا خطاب آپ کو دیا گیا، پہلے ''قاضی عسکر'' اور پھر ''قاضی القضاۃ'' مقرر ہوئے۔ تاریخ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں آپ کو ''سراج الھندی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کے ساتھ کئی مناظرے کئے، آپ کا وہ جملہ جو آپ نے ابن تیمیہؒ کو کہا تھا یعنی۔

''ابن تیمیہؒ تو پرندے کی طرح کبھی ایک ٹہنی پر بیٹھتا ہے اور کبھی دوسری پر جا بیٹھتا ہے''

مشہور اور معروف ہے، مصر کی جامع طولون میں ۷۷۱ھ سے درس تفسیر قرآن عزیز دینا شروع کیا تھا اور ساتھ ہی قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی بنام ''تفسیر السراج'' لکھی ہے، ۷/رجب المرجب ۷۷۳ھ کو قاہرہ میں انتقال ہوا۔

(۴۶) خضر بن عبدالرحمٰن زردیؒ

قرآن کریم کی ایک تفسیر بنام ''تبیان'' لکھی جو چھوٹے سائز کے بارہ سو صفحات پر مشتمل ہے مفسر کی وفات ۷۷۳ھ کو ہوئی۔

(ف) اس تفسیر کا ایک مخطوطہ محررہ ۱۲۰۷ھ ٹونک کے کتب خانہ عرفانیہ میں محفوظ ہے۔

(۴۷) اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القیسیؒ

۷۰۰ھ میں دمشق میں پیدا ہوئی، دمشق کے جلیل القدر علماء ابن الشحنہؒ، اسحٰق الآمدیؒ، ابن عساکرؒ وغیرہم سے اکتساب فیض کیا پھر امام ابن تیمیہ کے جان نثاروں میں شریک ہو گئے جس کی پاداش میں کئی آزمائشوں سے دوچار ہوئے، آپ کے متعلق علامہ ذہبیؒ کا یہ جامع ارشاد ہے:۔

"الامام المفتی المحدث البارع الفقیه المفسر"

کئی عظیم کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے "تفسیر ابن کثیر" مشہور متداول اور مستند تفسیر ہے، آپ کی تمام تصانیف نے آپ کی زندگی ہی میں قبولیت حاصل کر لی تھی، شعبان ۷۷۴ھ کو فوت ہوئے۔

(ف) تفسیر ابن کثیر کا اختصار علامہ محمد علی صابونیؒ استاذ دراسات اسلامیہ مکہ مکرمہ نے مرتب کیا ہے اور اس کا اردو زبان میں ترجمہ کراچی کے مطبع اصح المطابع نے شائع کیا ہے۔

(۴۸) محمد بن محمد بن محمودؒ

بغداد کے قریب ایک بستی "بابرتا" میں ولادت کی وجہ سے "بابرتی" بھی کہلائے جاتے ہیں حنفی مسلک کے محقق اور جلیل القدر عالم ہونے کی وجہ سے "اکمل الدین" خطاب ملا تھا، ھدایہ کی ایک شرح لکھی اور تفسیر کشاف کا جامع حاشیہ لکھا اور ایک مستقل تفسیر بھی لکھی، رمضان المبارک میں شب جمعہ ۷۷۶ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔

(ف) علامہ سیوطیؒ نے آپ کا سال وفات ۷۸۶ھ لکھا ہے اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں سلطان وقت بھی حاضر تھا۔

(۴۹) صیر غتمش

ترکی علماء میں سے بہت بڑے فقیہ اور مفسر تھے، عوام میں "علامہ صفی" کے نام سے شہرت پائی، سلطان ناصر حسن نے آپ کو لشکر کا قاضی مقرر کیا اور انہی کے

مشورہ سے سلطان نے ''پیسہ کا سکہ'' جاری کیا قرآن کریم کی ایک مفصل تفسیر ''درۃ الغواص ومرتع الخواص'' نامی لکھی جس کی سورہ فاتحہ کی تفسیر ہی ایک جلد پر مشتمل ہے۔

خلیفہ ''چلپیؒ'' نے اس تفسیر کے متعلق لکھا ہے کہ ''صفی'' نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی باء کو باء قسمیہ بنا کر تفسیر یہ کی ہے ''قسم من ربنا'' حالانکہ یہ تفسیر جمہور کی تفسیر کے خلاف ہے۔

صفی کا سال وفات تو معلوم نہیں البتہ اتنا ثابت ہے کہ صفی ۷۷۷ھ کو اس تفسیر کی تکمیل سے فارغ ہوئے۔

(۵۰) احمد بن ابراہیم بن زبیر الثقفیؒ

آپ کی کنیت ابو جعفر تھی ۶۲۷ھ کو اندلس میں پیدا ہوئے، اپنے وطن کے علماء کرام کے علاوہ دوسرے علاقوں کے علماء کرام سے بھی اکتساب فیض کیا آپ کے اساتذہ کی تعداد چار سو بتائی جاتی ہے، آپ کو علم تفسیر اور علم حدیث میں کافی رسوخ اور ملکہ حاصل تھا جس کی وجہ سے آپ کا لقب ''خاتم المحدثین'' مشہور تھا، آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں ''البرهان فی ترتیب سور القرآن'' لکھی اور قرآن عزیز کی مستقل تفسیر بھی بہ نام ''ملاک التاویل'' تحریر فرمائی ہے، ابوحبان اندلسی نے آپ کے بارہ میں فرمایا ہے ''کان افصح عالم رایته'' ۷۸۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۵۱) محمد بن علی بن احمد بن محمدؒ

''غرناطہ'' کے قصبہ ''بلنس'' میں ولادت ہوئی، علوم عربیہ، علوم حدیث اور تفسیر کے علاوہ فن قرات اور تجوید میں آپ کا حلقہ درس بڑا وسیع تھا چنانچہ الامام ابواسحٰق شاطبی بھی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، قرآن کریم کی ایک بڑی تفسیر لکھی، ۵/ ربیع الاول ۷۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۵۲) احمد بن محمد بن احمدؒ

تونس کے جلیل القدر عالم تھے، امام ابوعرفہ اور دیگر علماء عصر سے شرف تلمذ حاصل تھا، تفسیر قرآن عزیز پر گہری نظر تھی اسی وجہ سے کئی تفاسیر پر تنقید اور تنقیح لکھی ہے جس کے مجموعہ کا نام ''تقیید جلیل فی التفسیر'' ہے ۸۵۷ھ کو انتقال ہوا۔

(ف) چونکہ آپ کی وفات کے بعد آپ کا سارا کتب خانہ سوڈان کا ایک تاجر خرید کر لے گیا تھا اس لئے بعض تبصرہ نگاروں نے آپ کو سوڈانی بھی لکھا ہے۔

(۵۳) ابراہیم بن عبدالرحیم بن محمد بن سعد اللہ بن جماعۃؒ

مصر میں ۱۵ ربیع الاول ۷۲۵ھ کو پیدا ہوئے چونکہ سارا گھرانہ علمی تھا اس لئے اکثر کتب گھر پر ہی پڑھیں، کچھ زمانہ ''القدس'' میں قیام کیا اور وہاں درس و تدریس سے خدمت دین کی، آخر عمر میں شام کے قاضی مقرر ہوئے جس کو بہت اچھی طرح نبھایا۔ قرآن حکیم کی تفسیر میں خاصی مہارت حاصل تھی چنانچہ ایک تفسیر دس جلدوں میں لکھی جس کو ''تفسیر ابن جماعۃ'' کہا جاتا ہے، جس کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا:۔

> ''میں نے مفسر ابن جماعہ کی مرتبہ تفسیر خود ان کے قلم سے لکھی ہوئی دیکھی ہے''

شعبان المعظم ۷۹۰ھ کو وفات ہوئی۔

(۵۴) مسعود بن عمر الامام الکبیر المعروف بہ سعد الدینؒ

چونکہ آپ خراسان کے قصبہ تفتازان میں ۷۲۲ھ کو پیدا ہوئے تھے اسی نسبت سے تفتازانی کہلائے، اپنے زمانہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے شرح عقائد نفسی، مختصر المعانی، مطول اور تلویح وغیرھا کئی علمی کتابیں آپ نے تصنیف فرمائی ہیں،

قرآن حکیم کی ایک تفسیر فارسی زبان میں بنام ''کشف الاسرار وعدۃ الابرار'' لکھی، تفسیر کشاف پر علامہ طیبی کے حاشیہ کی تلخیص لکھی مگر صرف از سورۃ بقرہ تا سورۃ یونس اور از سورۃ ص تا سورۃ القمر لکھنے پائے تھے کہ ۲۲ر محرم ۷۹۲ھ کو فوت ہوگئے۔

(ف ۱) یہ قلمی حاشیہ دوہری طلائی جلدوں سے مزین اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے جو کہ سلطان محمد صفوی شاہ ایران کے کتب خانہ میں بھی رہا ہے۔

(ف ۲) آپ کی موت کے متعلق یہ واقعہ مشہور ہے کہ شاہ تیمور کے سامنے آولئک علیٰ ھدی من ربھم میں استعارہ تبعیہ اور استعارہ تمثیلیہ کے اجتماع کے موضوع پر تفتازانی کا سید جرجانی کے ساتھ مناظرہ ہوا تیمور نے جرجانی کی رائے کو ترجیح دی جس کا صدمہ آپ کی موت کا سبب بنا۔

(۵۵) امام بدرالدین محمد بن عبداللہ زرکشیؒ

۷۴۵ھ کو قاہرہ میں ولادت ہوئی، شافعی المذہب کے جلیل القدر عالم شیخ جمال الدین المسوی سے اکتساب فیض کیا، پھر دمشق میں علامہ ابن کثیرؒ سے اور حلب میں شیخ شہاب الدین الازدعی سے علوم قرآن و حدیث حاصل کئے، آپ نے کئی تصانیف کیں جن میں اکثر کو خود اپنے ہاتھ سے لکھا، قرآن کریم کی ایک مفصل تفسیر شروع کی مگر تکمیل سے پہلے ہی فوت ہوگئے، البتہ علوم قرآن اور قواعد تفسیر القرآن کے عنوان پر ایک جامع اور مبسوط کتاب لکھی جو چار جلدوں میں طبع ہو چکی ہے جس کا نام ''البرھان'' ہے علامہ سیوطیؒ نے بھی اس سے استفادہ کیا ہے، مصر ہی میں ۷۹۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۵۶) امیر کبیر تاتارخان دہلویؒ

سلطان غیاث الدین تغلق کو جہاد کے سفر میں ایک نوزائیدہ بچہ ملا جس کا نام سلطان نے تاتارخان رکھا یہی بچہ آگے چل کر دربار سلطانی کا مقرب خاص بن گیا،

تاتارخان نے حرمین شریفین کا سفر بھی کیا اور ایک تفسیر بہ نام "تفسیر تاتارخانی" مرتب کرائی، سلطان فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں ۷۹۹ھ کو انتقال ہوا۔

(ف) اس تفسیر کا تعارف فیروز شاہی دور کے مؤرخ علامہ عفیف نے مندرجہ ذیل کرایا ہے:۔

"معتبر رواۃ کا بیان ہے کہ تاتارخان نے ارادہ کیا کہ ایک مستقل تفسیر ترتیب دے اس نے علماء کے ایک گروہ کو جمع کیا اور اس وقت کی تمام تفاسیر کو اکٹھا کیا تاکہ آئمہ تفسیر کے اقوال کو نقل کر کے ہر آیت کے متعلق تمام اقوال اس تفسیر میں جمع کرادے تاتارخان نے اس تفسیر کے جمع کرنے میں دل و جان سے کوشش کی اور ہر آیت پر اختلاف کا حوالہ دے کر صاحب تفسیر کے نام کی تصریح کر دی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس دور کی تمام تفاسیر اس ایک کتاب میں جمع کر دی گئی ہیں" (تاریخ فیروز شاہی ص ۲۶۶)

(۵۷) ابوبکر علی الحدادؒ

مصر کے قصبہ زبید میں ولادت ہوئی اسی نسبت سے زبیدی کہلائے علوم اسلامیہ کے محقق عالم تھے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی ہے جس کا نام تفسیر حدادی ہے، آپ کی وفات زبید شہر ہی میں ۸۰۰ھ کو ہوئی۔

(ف) تفسیر حدادی کامل کا ایک نسخہ مرقومہ بقلم گل محمد سندی پہاڑپوری ۱۳۱۵ھ کا خانقاہ فاضلیہ گڑھی افغاناں متصل واہ کینٹ میں موجود ہے۔

(۵۸) فضل اللہ بن ابی الخیرؒ

ہمدان کے باشندہ تھے ایک یہودی کے گھر ولادت ہوئی اللہ تعالیٰ نے اسلام سے نوازا، ہمدان کے سلطان فازان نے آپ کی قدر افزائی کی ہمدانی نے قرآن حکیم کی ایک تفسیر، تفسیر طنطاوی کی طرز پر لکھی، ۸۰۰ھ میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔

(۵۹) علی بن محمد قوشجیؒ

سمرقند میں پیدا ہوئے علاقہ کے علماء کرام سے استفادہ کے بعد روم کے محقق عالم قاضی زادہ رومی کے حلقہ درس میں شریک ہو گئے، علم تفسیر میں محققانہ بصیرت رکھتے تھے چنانچہ تفسیر کشاف کا جو حاشیہ علامہ تفتازانی نے لکھا ہے قوشجی نے اس حاشیہ کا حاشیہ لکھا ہے، ۸۰۰ھ میں وفات پائی۔

(ف) قوشجی ترکی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی باز رکھنے والا۔ **واللہ اعلم بالصواب.**

نویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) محمد بن محمد بن عرفہ الورغمیؒ

آپ کے آباؤ اجداد تونس کے تھے مگر آپ کے والد ماجد جو اپنے دور کے عالم باعمل تھے تونس سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے تھے۔ "محمد" کی ولادت مدینہ منورہ میں ہی ہوئی، آپ کے والد ماجد روزانہ نماز تہجد مسجد نبوی میں ادا کرنے کے بعد سید دو عالم ﷺ کے حضور یہ عرض کرتے یا نبی اللہ محمدبن عرفہ فی حماک۔ ابن عرفہ نے مدینہ منورہ کے استاذ القراء ابن سلامہ سے قرآن کریم با قرات سبعہ پڑھا اور فقہ ابن عبدالسلام سے پڑھا۔ علم وعمل، تزکیہ وتقویٰ میں آپ اس قدر رفیع سمجھے گئے کہ امام سیوطیؒ نے آپ کو آٹھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے، فقہ میں آپ نے ایک کتاب بہ نام "المبسوط" لکھی جس پر علماء نے حواشی تحریر کئے، قرآن حکیم کی تفسیر دو جلدوں میں لکھی جو تفسیری فوائد کا مجموعہ ہے، ۱۹/ جمادی الاول ۸۰۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۲) شیخ شہاب الدین احمد بن محمودؒ

علاقہ سیواس کے باشندے تھے، قرآن کریم کی تمام تفاسیر کا مطالعہ کیا پھر ان سب کا خلاصہ بطور حاصل مطالعہ لکھا جس کا نام "التفاسیر للفضلاء والسماسیر" رکھا یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے اپنے وطن کو چھوڑ کر قصبہ ایاثلوغ (ترکیہ) میں جا کر مقیم ہو گئے تھے اور وہیں ۸۰۳ھ کو وفات پائی۔

(ف) اس تفسیر کا ایک ناقص نسخہ خدا بخش لائبریری "پٹنہ" میں موجود ہے اور ایک کامل نسخہ مکہ مکرمہ کے کتب خانہ حرم میں موجود ہے، نمبر ۳۷۱ ہے۔

(۳) زین بن ابراہیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن کردیؒ

آپ امام ابوزرعہ عراقی کے نام سے مشہور ہوئے آپ کی ولادت ۷۲۵ھ کو ہوئی، تحصیل علم کے بعد مصر میں اقامت اختیار کی، کلمات قرآن عزیز اور وجوہ تلاوت قرآن عزیز میں سند سمجھے جاتے تھے۔ ابوحیان اندلسی نے قرآن کریم کے الفاظ غریبہ کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے جس کا نام "**اتحاف الاریب بما فی القرآن من الغریب**" ہے۔ ابوزرعہ نے اس ساری کتاب کو منظوم کر دیا جس کا نام "**الفیه فی غریب القرآن**" ہے اس کا ایک قلمی نسخہ جامع ازہر کے مخطوطات میں ہے جو ۱۹۵۴ء/۱۳۷۴ھ کو جلالین کے حاشیہ پر شائع ہو چکی ہے، امام ابوزرعہ کی وفات ۸۰٦ھ کو ہوئی۔

(۴) شیخ اشرف جہانگیر سمنانیؒ

سلطان ابراہیم سمنانی کے بیٹے ہیں، ولادت "سمنان" میں ہوئی، باپ کی وفات پر انیس سال کی عمر میں تخت نشینی ہوئی مگر تیئس سال کی عمر میں تخت سے دستبردار ہو کر ہندوستان چلے آئے اور یہاں "اوچ شریف" میں شیخ جلال الدین حسین بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا اس زمانہ کے علمی مراکز لاہور، جون پور کا سفر کرتے ہوئے "کچھوچھہ شریف" میں اقامت اختیار کر لی، کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے تفسیر قرآن مجید بھی ہے جس کا نام "نور بخشیہ" ہے، ۲۸ رمحرم ۸۰۸ھ کو "کچھوچھہ" ہی میں انتقال ہوا۔

(۵) محمد بن محمد بن محمد بن محمودؒ

آپ کی ولادت حلب میں ہوئی، کنیت ابن الشحنہ تھی، طلب علم کے لئے دمشق اور قاہرہ کا سفر کیا، فقہ حنفی کے محقق اور حق گو عالم تھے، جب سلطان تیمور نے

حلب کو فتح کیا تو اس نے آپ سے استفسار کیا کہ اس جنگ میں حلبی اور تیموری مسلمانوں میں سے جو لوگ مارے گئے ہیں ان میں سے کون جنتی ہیں اور کون دوزخی؟ تو ابن الشحنہ نے فوراً جواب دیا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑا وہ جنتی ہے ابن الشحنہ نے قرآن کریم کی مستقل تفسیر لکھی ہے اور ''کشاف'' پر حاشیہ بھی لکھا جو نا تمام رہا، ابن الشحنہ ۲/ربیع الآخر بروز جمعہ ۸۱۵ھ کو فوت ہو گئے۔

(۶) علیؒ

جو کہ ''مولی عران'' کے نام سے مشہور تھے، دینی علوم حاصل کرنے کے بعد ''بروسا'' کے شاہی مدرسے میں مدرس ہو گئے، تفسیر قرآن عزیز کے بلند پایہ مفسر تھے چنانچہ میر سید شریف نے ''کشاف'' پر جو حاشیہ لکھا ہے اس حاشیے پر ''علی'' نے بہترین حواشی لکھے ہیں، سمرقند میں ۸۱۶ھ کو فوت ہوئے۔

(۷) علی بن محمد بن علی معروف بہ سید شریف اور سید سنار

قصبہ جرجان میں ۲۲/شعبان ۷۴۰ھ کو ولادت ہوئی اسی نسبت سے جرجانی بھی مشہور ہوئے، آپ نے ہراۃ کے قطب الدین محمد رازی اور مصر کے علماء مبارک شاہ وغیرہ سے استفادہ کیا، قرمان بھی طلب علم کے سلسلے میں جانا ہوا علماء احناف میں سے ''بے نظیر محقق عالم'' تھے، شیراز آکر درس و تدریس میں مصروف ہو گئے، تیمور نے جب شیراز کو تاراج کیا تو ''سید جرجانی'' کو امن دیا اور پھر ساتھ سمرقند لے گیا، سید جرجانی کی تمام تصانیف اس قدر مشہور ہوئی ہیں کہ اتنی شہرت کسی اور کو کم ہی نصیب ہوئی ہے۔ صرف میر، نحو میر، صغریٰ، کبریٰ سے لے کر مطول کا حاشیہ، شرح تجرید کا حاشیہ وغیرہ پچاس سے زائد تصانیف فرمائیں، تفسیر کشاف پر بہترین حواشی مرتب فرمائے۔ آپ نے قرآن عزیز کا فارسی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے جس کو بعض ناواقف شیخ سعدیؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مولانا عبدالحق حقانی نے انکشاف کیا

ہے کہ صاحب مطبع نے میرے سامنے اس ترجمہ کو شیخ سعدیؒ کی طرف منسوب کرنے کی جرأت کی تا کہ لوگ خریدیں۔ (مقدمہ تفسیر حقانی ص ۴۱۹)

آپ نے شیراز میں ۸۱۶ھ کو وفات پائی۔

(۸) مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادیؒ

قصبہ کارزون میں ۷۲۹ھ کو پیدا ہوئے، طلب علم کیلئے شیراز، واسط، بغداد اور دمشق کا سفر کیا، امام ابن القیمؒ اور امام التقی السبکیؒ سے اکتساب فیض کیا، آپ کا طلب علم کے لئے برصغیر ہندوستان میں آنا بھی بعض تذکروں میں مسطور ہے، حنفی علماء میں سے آپ حدیث، تفسیر، لغت اور ادب میں شان امامت رکھتے تھے، سلطان روم مراد خان نے آپ کو روم ہی میں اشاعت علوم کے لئے مواقع مہیا کر دیئے تھے حدیث میں بخاری شریف اور مشارق الانوار کی شرح لکھی، لغت میں ایک جامع کتاب ''اللامع اللباب'' ساٹھ جلدوں میں مرتب کی، اسی کا خلاصہ ''قاموس'' بھی آپ کی ہی تصنیف ہے۔ تفسیر میں ''کشاف'' کے خطبہ کی شرح لکھی اور ''تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباس'' جو بنام ''تفسیر مجاہد'' کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ میں عکس موجود ہے نمبر ۱۲۶ ہے۔ قرآن عزیز کی ایک مستقل تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''لطائف فی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز'' ہے اور یہ پانچ جلدوں میں قاہرہ سے طبع ہو چکی ہے۔ آخر عمر میں ''زبید'' میں قاضی مقرر کئے گئے تھے اور وہیں ۸۱۶ھ کو وفات ہوئی۔

(ف) بعض علماء نے آپ کا سال وفات ۸۱۷ھ اور ۸۱۸ھ بھی تحریر کیا ہے۔

(۹) سید محمد بن سید یوسف حسینی شاہ راجو قتالؒ

تخلص شہباز، عوام میں بندہ نواز اور گیسودراز کے نام سے مشہور ہیں، ۷۲۱ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی، سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں ۷۲۹ھ کو اپنے والد ماجد کے ہمراہ دیوگری (دولت آباد) تشریف لائے اور پھر طلب علم کے لئے دہلی چلے

گئے اور اس زمانہ کے عالم باعمل شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے علوم ظاہریہ اور فیوضات باطنیہ کا اکتساب کیا، ایک دن اپنے استاد اور مرشد کی پالکی اٹھا کر جا رہے تھے کہ پالکی میں آپ کے سر کے بال الجھ گئے مگر آپ نے حسن ادب کی وجہ سے سخت تکلیف کے باوجود اپنے بالوں کو اسی طرح رہنے دیا جب حضرت الشیخ کو پتہ چلا تو آپ نے برجستہ یہ شعر پڑھا:

ہر کہ غلام سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

اسی دن سے گیسو دراز مشہور ہو گئے حملہ تیموری کے وقت (۸۰۱ھ) کو گلبرگہ تشریف لے گئے، آپ صاحب قلم بھی تھے، آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو پانچ بتائی جاتی ہے، جن میں سے اردو نثر کی پہلی کتاب ''معراج العاشقین'' بھی ہے تفسیر کشاف پر حاشیہ لکھا اور ایک مستقل تفسیر بھی جس کا نام ''درر ملتقط'' ہے اور اس میں زیادہ بحث علم معرفت کے متعلق ہے۔ ۱۰/ ذیقعدہ ۸۲۵ھ کو گلبرگہ ہی میں وصال فرمایا۔

(ف ۱) تفسیر ''درر ملتقط'' عربی زبان میں ہے اس کا مکمل نسخہ تو تا حال معلوم نہ ہو سکا البتہ اس تفسیر کا پہلا حصہ کتب خانہ ناصریہ لکھنو (بھارت) میں موجود ہے جس پر محمد سالم صاحب قدوائی رکن ادارہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

''اس تفسیر کے پہلے صفحہ پر دو مہریں ہیں ''الملک للہ'' اور دوسری ''حامد حسین'' ہے یہ حصہ سورۂ بقرہ کے خاتمہ سے کچھ پہلے شروع ہو کر سورۂ کہف کی آیت **قل لو کان البحر**...... **الآیۃ** کی تفسیر پر ختم ہوا ہے خاتمہ کی عبارت یہ ہے: ''**ای لاتنفد معانی کلمات اللہ لانہ لاانتهاء لها لان متعلقات القديم لانهايته لمعلومات الحق سبحانه وهتبد وراته ثم بعون الملك الوهاب**''

قدوائی صاحب نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ حضرت گیسودرازؒ نے قرآن عزیز کی ایک دوسری تفسیر بھی کشاف کی طرز پر لکھی ہے جو صرف پہلے پانچ پاروں تک ہو سکی۔

(ف ۲) حضرت گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کا ضلع ہزارہ میں تشریف لانا بھی ثابت ہے اور ''مشوانی سادات'' کا سلسلہ نسب بھی آپ تک پہنچتا ہے۔ ''تذکرۃ المفسرین'' کے مرتب کا سلسلہ نسب بھی آپ تک پہنچتا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

(۱۰) ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم بن الحسن العراقیؒ

۳/ذی الحجہ ۷۹۲ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے طلب علم کے لئے دمشق بھی آئے مگر پھر قاہرہ چلے گئے، تحصیل علوم کے بعد قاہرہ ہی میں درس وتدریس میں مصروف ہو گئے، صاحب قلم بھی تھے چنانچہ اصول حدیث کی مشہور منظوم کتاب ''الفیہ'' اور ''سنن ابوداوٗد'' کی شرح لکھی اور تفسیر ''کشاف'' کا خلاصہ بھی لکھا جس میں ''کشاف'' کی احادیث کی تخریج بھی کی اور کئی انتخاب بھی لکھے، ۸۲۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۱) محمد بن خلفۃ بن عمر الوشتانیؒ

تونس کے تھے امام ابن عرفہ کے شاگرد رشید اور ان کے جانشین تھے، علم و تقویٰ کے متعلق امام سخاویؒ کی یہ شہادت کافی ہے ''کان سلیم الصدر'' آپ کے حلقہ درس سے ثعالبیؒ جیسے مفسر قرآن پیدا ہوئے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر آٹھ جلدوں میں لکھی ہے ۸۲۸ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۲) یوسف بن احمد بن محمد

آپ کے آباؤاجداد کا مسکن تو حرم مکہ مکرمہ تھا مگر یہ خود یمن کے قصبہ ''معجزہ العین'' میں آ کر آباد ہو گئے تھے، کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں آپ کی مرتبہ تفسیر ''الثمرات فی تفسیر آیات الاحکام'' بھی ہے، جمادی الآخر ۸۳۲ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۳) عبداللہ بن مقداد بن اسماعیلؒ

قاضی جمال الدین لقب تھا، علم وفضل اور تقویٰ میں علماء مصر کے پیشوا مانے جاتے تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر تین جلدوں میں لکھی ہے۔ جو حال طبع نہیں ہوسکی، ۱۳ رمضان المبارک ۸۳۲ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۴) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزریؒ

۷۵۱ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے، تحصیل علم کے لئے مصر وغیرہ علمی مراکز کا سفر کیا چنانچہ علوم قرآن وحدیث میں واقفیت کاملہ کے علاوہ فن تجوید اور قرأت کے امام مانے گئے۔ سلطان تیمور آپ کو دمشق سے سمرقند ساتھ لایا مگر آپ کچھ زمانہ بعد بصرہ، کوفہ، حجاز میں گذار کر شیراز چلے گئے، آپ نے قرأت عشرہ پر ایک کتاب بہ نام ''النشیر'' لکھی جو دو جلدوں میں ہے، قراء اور مجودین کے حالات پر مشتمل کتاب ''تاریخ القراء'' بھی تصنیف فرمائی اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، شیراز ہی میں ۸۳۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۵) شیخ علی بن احمد بن علی مہائمیؒ

بمبئی کے قریب قصبہ مہائم میں ولادت کی نسبت سے مہائمی کہلائے، علوم اسلامیہ میں یکتائے روزگار تھے، قرآن عزیز کے فہم اور ادراک مطالب میں حضرت ''شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ'' کی شان رکھتے تھے۔ عربی زبان میں قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''تفسیر رحمانی'' ہے، یہ تفسیر دو جلدوں میں پہلی مرتبہ ۱۲۹۵ھ میں مصر سے شائع ہوچکی ہے۔ دیگر تفسیری فوائد کے علاوہ اس میں ایک خاص ندرت اور جدت کا پہلو یہ ہے کہ ہر سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر ایسے انداز سے کی گئی ہے کہ اس میں ساری سورۃ کا مضمون اجمالی طور پر سمودیا ہے،

اعجازی اور ادبی نکات پر اس قدر جامع اور بے مثل بحث کی ہے کہ اس زمانہ کے شیخ ازہر فاضل الشیخ محمد السیوانی نے اپنی تقریظ میں یہ اعتراف فرمایا ہے کہ:-

"اتی فی تفسیرہ بمالم یحوہ تفسیر سوالکشاف حتی ترکہ اقل من فتیل و قطمیر وقضی علی القاضی (البیضاوی) سیف الھندی الماضی"۔

مہائمی کی وفات اپنے ہی قصبہ میں ۸۳۵ھ کو ہوئی۔

(ف) مہائمی نے ایک اور کتاب بھی "حجۃ اللہ البالغہ" کی طرز پر لکھی ہے جس کا نام "انعام الملک العلام" ہے جس کے متعلق "یاد ایام" کے مولف مولانا "سید عبدالحی" نے فرمایا ہے۔

"میرے نزدیک ہندوستان کے ہزار سالہ اسلامی دور میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سوا حقائق نگاری میں ان کی کوئی نظیر نہیں" (ص نمبر ۵۹)

(۱۶) السید علی بن محمد بن ابی القاسمؒ

دینی علوم میں اپنے دور کے ممتاز عالم تھے، قرآن عزیز کی ایک مستقل تفسیر آٹھ جلدوں میں لکھی اور تفسیر کشاف کا حاشیہ بھی بہ نما "تجرید الکشاف" لکھا ۸۳۷ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۷) لسید محمد بن ابراہیم بن علی الامام الکبیرؒ

جو کہ "ابن الوزیر" کے نام سے مشہور تھے، رجب ۷۷۵ھ کو "قطب کے قصبہ "ھجر الظہر اوین" میں پیدا ہوئے، فقہی علوم میں مجتہدانہ شان رکھنے کی وجہ سے مجتہد علی الاطلاق" سمجھے جاتے تھے عربی زبان پر عبور کے علاوہ یونانی زبان بھی جانتے تھے، چنانچہ قرآن عزیز کے نظم بیان کو یونانی زبان کے طرز ادا پر فضیلت ثابت کرنے

کے لئے ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام ''ترجیح اسالیب القرآن علی اسالیب الیونان'' رکھا، اس کے علاوہ قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام ''التفسیر النبوی'' لکھی جس میں ان سب ارشادات امام الانبیاء سید دو عالم ﷺ کو جمع فرما دیا جو قرآن کریم کی تفسیر میں سید دو عالم ﷺ سے روایت کئے گئے ہیں ۲۷ محرم ۸۴۰ھ کو وفات ہوئی۔

(ف) ترجیح اسلوب القرآن ۱۳۴۹ھ کو قاہرہ سے شائع ہوگئی اور اس کا ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانہ ''ادارہ تحقیقات اسلامیہ'' میں موجود ہے۔

(۱۸) عمر بن یوسف بن عبداللہ اللخمیؒ

عوام میں ''تلقونی'' کے نام سے مشہور تھے، ''اسکندریہ'' میں ولادت ہوئی، فقہ مالکی کے مفتی اعظم تھے، دینی علوم کے متعدد موضوعات پر تصانیف کیں جن میں سے ایک قرآن حکیم کی تفسیر بھی ہے جو سورۃ بقرہ اور آل عمران کے سوا پورے قرآن مجید کی تفسیر ہے، آپ کی وفات ۸۴۲ھ کو ہوئی۔

(۱۹) محمد بن محمد بن محمد بن احمدؒ

ولادت اسکندریہ میں ہوئی، ''ابویاسر'' کے نام سے مشہور تھے، ''ابن حجر عسقلانیؒ'' کے ہم درس تھے، مفسر وقت ''ابن عرفہ'' سے بھی اکتساب فیض کیا، علامہ ابن خلدون کے شاگرد رشید تھے۔ محقق مصنف تھے چنانچہ ''عمدۃ الاحکام'' کی شرح ''غایۃ الالہام'' تین جلدوں میں لکھی۔ ابن ہشام کی ''المغنی'' کی شرح بھی چار جلدوں میں لکھی، قرآن عزیز کی ایک مستقل تفسیر لکھی اور تفسیر کشاف میں مندرجہ احادیث کی تخریج بھی لکھی جس کا نام ''الفتح الشافی'' رکھا مگر مکمل نہ ہوسکی ۱۴ ذی الحجہ ۸۴۴ھ کو وفات پائی۔

(۲۰) محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسیؒ

حنبلی فقہ کے اجلہ علماء میں سے تھے۔ رجب (؟) کو پیدا ہوئے۔ امام ابن تیمیہؒ سے کافی استفادہ کیا اپنے زمانہ کے ممتاز عالم تھے۔ مورخ علامہ ذہبیؒ نے فرمایا ہے:۔

"ھو الفقیہ البارع المقری المجود الحافظ النحوی"

مفسر القرآن علامہ ابن کثیرؒ نے فرمایا:۔

"کان حافظا علامۃ ناقدا"

کئی تصانیف فرمائیں جن میں سے قرآن عزیز کی تفسیر بھی ہے، جس کی تکمیل سے پہلے ہی ۱۰؍جمادی الاولیٰ ۸۴۴ھ کو وفات پاگئے۔

(۲۱) محمد بن یحییٰ بن احمد بن دغرۃ الدمشقی الطرابلسیؒ

ابن زہرہ کے نام سے مشہور تھے، ۷۵۷ھ کو طرابلس میں پیدا ہوئے تحصیل علم کے لئے قاہرہ آئے، شیخ وقت امام بلقینی اور ان کے ہمعصر علماء سے استفادہ کے بعد وطن لوٹ گئے اور دینی علوم کی تدریس واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ عوام اور خواص دونوں کی نظروں میں آپ کا بہت زیادہ احترام تھا قرآن عزیز کی تفسیر کے ساتھ خاص لگاؤ تھا چنانچہ ایک تفسیر بہ نام "فتح المنان فی تفسیر القرآن" لکھی ۲۸؍جمادی الاولیٰ شب جمعہ مبارک ۸۴۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۲) قاضی شہاب الدین دولت آبادی ثم الدہلویؒ

سلطان ابراہیم شرقی جونپوری کے دور کے جلیل علماء میں سے تھے، قاضی عبدالمقتدر کندی شریحی اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے شاگرد رشید تھے، سلطان ابراہیم نے آپ کو قاضی مقرر کیا تھا، چنانچہ "فتاویٰ ابراہیم شاہی" آپ کے دور کا مرتبہ ہے، علم نحو میں ایک کتاب بہ نام "متن الارشاد" لکھی جس کے اکثر اقتباسات "کافیہ" کی مشہور شرح "ملا جامی" میں منقول ہیں۔ قرآن حکیم کی فارسی زبان میں ایک تفسیر بہ نام "بحر مواج" لکھی جو مطبع نولکشور لکھنؤ سے طبع ہوچکی ہے اور اس کا قلمی نسخہ بھی کتب خانہ فاضلیہ متصل واہ آرڈیننس فیکٹری گڑھی افغاناں میں موجود ہے، دولت آبادی کی وفات ۸۴۹ھ کو ہوئی اور یہی تاریخ آپ کی لوح مزار پر کندہ ہے۔

(ف) سلطان ابراہیم شرقی کے دل میں ملک العلماء کا کس قدر احترام تھا، مندرجہ ذیل واقعہ سے اس کا پتہ چلتا ہے:۔

"دولت آبادی کی مرض الموت میں سلطان آپ کی عیادت کے لئے آیا تو پانی کا ایک پیالہ بھر کر ان کے سر پر پھیرتے ہوئے کہا یا اللہ! ان کے بدلے میں میری جان لے لے اور ان کو زندگی عطا کرتا کہ یہ دین کی خدمت کرتے رہیں"

مگر علامہ دولت آبادی اسی مرض میں فوت ہو گئے اور ان کے چند ہی دن بعد سلطان کا بھی انتقال ہو گیا۔

(۲۳) خواجہ یعقوب چرخی

غزنی کے قصبہ چرخ میں ولادت ہوئی، طلب علم کے لئے پہلے ہرات گئے اور پھر مصر جا کر اکتساب علم کیا، علوم ظاہریہ کے ساتھ ساتھ علوم باطنیہ سے بھی حصۂ وافر ملا تھا...... شیخ طریقت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ سے خلافت کا شرف حاصل ہوا، قرآن عزیز کے آخری دو پاروں کی تفسیر فارسی زبان میں لکھی جو مطبوعہ ہے اور آج تک متداول ہے۔ ۸۵۱ھ کو وفات پائی اور قصبہ ہلفتو میں دفن ہوئے۔

(۲۴) تقی الدین ابو بکر بن شھبہؒ

شافعی علماء میں سے ممتاز عالم تھے، فقہ شافعی کے علاوہ تاریخ اور تفسیر پر بھی عبور حاصل تھا، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جو تفسیر ابن شھبہ کے نام سے مشہور ہے، ۸۵۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۵) شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علیؒ

آپ "حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانیؒ" کے نام سے مشہور ہیں، "عسقلان نامی" قصبہ میں ۷۷۳ھ کو ولادت ہوئی، حفظ قرآن مجید کے بعد پہلے تو شعر و شاعری کی طرف

متوجہ رہے مگر پھر طلب علوم خصوصاً علم حدیث اور اس کے متعلقہ علوم کی تحصیل کے لئے مصر اور دوسرے علمی مراکز کا رخ کیا، علماء وقت ''سراج بلقینی، حافظ ابن الملقن اور حافظ عراقی'' سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ علم ''علل الحدیث'' اور علم ''اسماء الرجال'' میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں، خانقاہ بیبرس میں بیس سال تک درس حدیث دیا، کچھ زمانہ منصب قضاء پر بھی فائز رہے آخر مستعفی ہو کر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے، آپ کی مفید ترین تصانیف میں سے بخاری شریف کی جامع اور مستند شرح ''فتح الباری، تہذیب، تقریب التہذیب الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، طبقات الحفاظ اور درر کامنہ'' وغیرہا مشہور اور مقبول تصانیف ہیں، آپ متقی اور پرہیزگار عالم باعمل تھے قرآن عزیز کی تفسیر ایک تو ''تجرید التفسیر من صحیح البخاری'' ہے جو کہ مشہور ہے مگر ایک تفسیر آپ نے بہ نام ''تفسیر الاحکام لبیان ما ابہم فی القرآن'' بھی لکھی ہے جو ''برلن'' کے قلمی کتب خانہ میں موجود ہے۔ ۱۸/ذی الحجہ ۸۵۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۶) محمد بن احمد بن محمد بن سعیدؒ

آپ کے آباؤ اجداد تو ''صاغان'' کے تھے مگر آپ کی ولادت ۹/محرم ۷۹۷ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی اس لئے الصاغانی المکی کہلائے ابتدائی علوم تو مکہ مکرمہ ہی میں حاصل کئے مگر پھر قاہرہ آ گئے اور اس وقت کے جلیل القدر علماء کرام سے اکتساب فیض کیا، حنفی فقہ کے مقلد تھے، اپنے دور کے ممتاز علماء میں شمار تھا، تقویٰ کا یہ حال تھا کہ بلوغت کے بعد ہر سال حج بیت اللہ کیا کرتے تھے، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ''المتدارک علیٰ المدارک'' مشہور ہے ۸۵۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۷) احمد بن محمد بن عبداللہ الرومی الحنفیؒ

دمشق میں ۷۹۱ھ کو پیدا ہوئے، طلب علم کے لئے ''سمرقند'' اور ''خوارزم'' کا سفر کیا چونکہ تحصیل علم کے بعد سلطان روم سے منسلک ہو گئے تھے اس لئے رومی

کہلائے، سلطان نے آپ کو عزت و احترام سے نوازا۔ "فقیہہ ابو اللیث سمرقندی" کی تفسیر کا ترجمہ ترکی نظم میں کیا، رجب المرجب ۸۵۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۸) الامام بدر الدین عینی محمود بن احمد قاہری حنفیؒ

بدر الدین قاہرہ میں ۷۶۲ھ کو پیدا ہوئے، اس دور کے جلیل القدر علماء سے اکتساب علم کے لئے دور دراز کے سفر کئے حافظ ریاض الدین عراقی، حافظ سراج الدین البلقینی جیسے جلیل القدر اساتذہ سے علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے بعد "ملک موید" کے مدرسہ "جامعہ مویدیہ" قاہرہ میں چالیس سال تک درس دیا، اس دور کے جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانیؒ آپ سے عمر میں ۱۲ سال چھوٹے تھے اور امام عینیؒ سے استفادہ کیا ہے، آپ کے شاگردوں میں علامہ ابن الہمام حنفی، حافظ سخاوی شافعی، قاضی القضاۃ عزیز الدین حنبلیؒ شیخ کمال الدین مالکی جیسے علماء یگانہ تھے۔ منقولات اور معقولات میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، زود نویسی کا یہ حال تھا کہ ابتدائی دور میں پوری قدوری ایک رات میں لکھ لی تھی، آپ کو حکومت وقت نے عہدۂ قضاء پر مقرر کیا تھا، آخر عمر میں تمام مناصب سے سبکدوش ہو کر ہمہ تن تدریس اور تصنیف میں مشغول ہو گئے، آپ کی تصانیف میں عظیم القدر تصانیف یہ ہیں "بخاری کی شرح، ہدایہ کی شرح" وغیرھا۔ تقریباً ۳۲ کتب آپ کی تصنیف شدہ ہیں، تفاسیر میں مندرجہ ذیل تفاسیر آپ کا تفسیری شاہکار ہیں:۔ "تفسیر کشاف کا حاشیہ معالم التنزیل بغوی کا حاشیہ، تفسیر ابی اللیث سمرقندی کا حاشیہ"۔

۸۵۵ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔

(۲۹) ابراہیم بن فائد بن موسیٰ الزواوی النجارؒ

۷۹۶ھ کو جرجر کے پہاڑی علاقے میں ولادت ہوئی، فقہ مالکی کے مقلد تھے، فقہ تو ابو الحسن علی بن عثمان سے پڑھا لیکن تفسیر قرآن حکیم قاضی ابو عبداللہ القلشانی

تونسی سے پڑھی۔ فقہ مالکی، علم نحو اور تفسیر میں ممتاز عالم تھے چنانچہ ''الفیہ ابن مالک'' کی شرح لکھی اور فقہ مالکی کی مشہور کتاب ''مختصر خلیل'' کی شرح آٹھ جلدوں میں لکھی، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی، کئی مرتبہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے، ۸۵۷ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۰) خضر بیک بن جلال الدین

روم کے شہر ''سفری'' میں پیدا ہوئے، دینی علوم اور معارف میں کافی دسترس حاصل تھی، اپنے زمانہ کے مشہور محقق مدرس تھے، آپ کے شاگردوں میں شمس الدین خیالی جیسے علماء کرام ہیں، آپ صاحب قلم بھی تھے، علامہ تفتازانی نے جو تفسیر کشاف کا حاشیہ لکھا ہے اس پر آپ نے حواشی لکھے ہیں ۸۶۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۱) الشیخ الفاضل السید علاؤ الدین علی بن یحییٰ سمرقندیؒ

علاؤ الدین بخاری کے شاگرد رشید تھے، تفسیر قرآن حکیم میں کافی رسوخ حاصل تھا چنانچہ اپنے زمانہ تک لکھی گئی اکثر تفاسیر کا انتخاب کر کے ایک تفسیر بنام ''بحر العلوم'' لکھی اور اس میں کچھ اپنی طرف سے بھی اضافہ کیا یہ تفسیر سورۃ المجادلہ تک ہے اور چار جلدوں میں ہے، ڈیڑھ سو سال کی عمر پائی اور ۸۶۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۲) علی بن احمد بن محمد العلاءؒ

بغداد میں ۷۸۷ھ کو ولادت ہوئی، ابتدائی عمر میں علم کی طرف توجہ نہ تھی، کافی معمر ہو جانے کے بعد ادھر توجہ کی اور پھر دور دراز کے سفر بھی کئے۔ فقہ، اصول فقہ، نحو، منطق اور تصوف میں کمال حاصل کر لیا، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کے متعلق علامہ سخاویؒ نے فرمایا ہے کہ:۔

''میں نے ینبوع کے مقام پر اس تفسیر کا کچھ حصہ سنا ہے''

شوال ۸۶۱ھ کو مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا اور اسی ارض حرم میں دفن کئے گئے۔

(۴۳) امام علاؤ الدین احمد بن محمد ابن اقیرسؒ

قاہرہ کے مشہور عالم اور مفسر قرآن عزیز تھے، مسلکاً شافعی تھے قرآن مجید کی ایک تفسیر بہ نام "کنز الرحمن فی احکام القرآن" دس جلدوں میں لکھی، ۸۶۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۴) جلال الدین محلی ابن احمد محلی الشافعیؒ

۷۹۱ھ کو مصر کے ایک شہر "محلّہ" نامی میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے محلی کہلائے، اپنے زمانہ کے جلیل القدر مشائخ بدر محمود اور علاء البخاری وغیرہ سے اکتساب فیض کیا، مدرس اور مصنف بھی تھے، تفسیر جلالین کی سورۃ فاتحہ اور سورۃ الکہف تا آخران ہی کی تفسیر ہے، اس تفسیر کی تکمیل جلال الدین سیوطیؒ نے کی، ۸۶۴ھ میں انتقال ہوا۔

(۴۵) قاضی القضاۃ علم الدین صالح بن شیخ الاسلام سراج الدین البلقینیؒ

۷۹۱ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے، علوم دینیہ میں یکتائے روزگار مدرس تھے، آپ کے شاگردوں میں سے جلال الدین سیوطیؒ جیسے مفسر بھی ہیں۔ امام سیوطیؒ نے اپنے اس استاذ کے حالات پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے، بلقینی نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۸۶۸ھ میں انتقال ہوا۔

(۴۶) محمد بن حسن بن محمد بن علی شمنی

قسطنطنیہ کے باہر ایک قطعہ اراضی کا نام شمنی ہے اس جگہ کی پیدائش کی وجہ سے شمنی کہلائے، ابتدائی کتابیں اپنے وطن کے علماء کرام سے پڑھیں اور پھر قاہرہ آ کر تحصیل علوم اسلامیہ کی، ابتداءً مالکی مسلک کے پیروکار تھے بعد میں حنفی مسلک اختیار کر لیا اسی وجہ سے "المالکی ثم الحنفی" مشہور ہوئے، اپنے زمانہ کے محقق مفسر تھے۔

کئی کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں سے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی ہے جس کے متعلق علامہ سخاویؒ نے کہا ہے۔

"اما التفسير فهوبحرة المحيط وكشاف دقائقه بلفظة الوجيز الفائق على الوسيط والبسيط"

علامہ سخاویؒ کی اس رائے پر غور کے بعد اس تفسیر کا عظیم المرتبت ہونا سمجھ میں آسکتا ہے ۸۷۲ھ میں انتقال ہوا۔

(ف) بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر آپ کے والد ماجد نے مرتب کی تھی۔ (واللہ اعلم)

(۳۷) محمد بن قاسم بن محمد بن احمد مالکیؒ

اشبیلہ کے قریب قور نامی ایک بستی میں ولادت کی وجہ سے قوری کہلائے، اپنے دور کے ممتاز عالم تھے، فقہ مالکی میں رئیس العلماء سمجھے جاتے تھے، "امام سخاویؒ" نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ "كان متقدما فى حفظ القرآن" فقہ مالکی کی کتاب "مختصر خلیل" کی شرح آٹھ جلدوں میں لکھی اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ۸۷۲ھ کو "فاس" میں فوت ہوئے۔

(۳۸) شیخ علاؤالدین علی بن محمد الشاہروری البسطامی العمری البکری مولی مصنفک

سلطان روم محمد خان کے زمانہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، چونکہ چھوٹی عمر میں لکھنا پڑھنا اور تصنیف کرنا شروع کر دیا تھا اس لئے مصنفک (چھوٹا مصنف) کے نام سے مشہور ہوئے، کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے علامہ بغوی کی مرتبہ "مصابیح" کی شرح لکھی جس کا نام "شرح المصابیح" ہے جس کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ:۔

"میں نے یہ شرح سید دو عالم ﷺ کے حکم سے لکھی ہے"

زمخشری کی تفسیر کشاف کی شرح بھی لکھی اور سلطان روم محمد خان کی درخواست پر فارسی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر بہ نام "تفسیر محمدیہ" لکھی اس کے مقدمہ میں معذرت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اگرچہ میں عربی زبان کے سوا کسی دوسری زبان میں تفسیر کرنا بہتر نہ سمجھتا تھا مگر سلطان روم کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں، والماموُر معذور"

"خلیفہ چلپیؒ" نے لکھا ہے کہ میں نے اس تفسیر کی ایک جلد دیکھی ہے جو کہ صرف "پارہ عم" کی تفسیر ہے، مفسر کی وفات ۸۷۵ھ میں ہوئی اور قسطنطنیہ میں "حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ" کے احاطہ مزار میں دفن کر دیئے گئے۔

(۳۹) عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف ثعالبیؒ

الجزائر کے عالم باعمل نہایت ہی متقی تھے، علامہ سخاویؒ نے فرمایا:۔

"کان اما ما علامۃ مصنفا"

آپ کے تقویٰ اور تزکیہ باطن کی برکت سے کئی مرتبہ سید دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف عطا ہوا، چنانچہ ایک مرتبہ کی زیارت کا حال یوں بیان فرمایا ہے:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ سید دو عالم ﷺ ایک بلند جگہ پر رونق افروز ہیں اور حاضرین میں کھانا تقسیم فرما رہے ہیں، میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس قدر ہجوم میں شاید میری باری نہ آئے، یہ خیال آنا تھا کہ فوراً سید دو عالم ﷺ نے میرے پاس تشریف لا کر اپنے دست اقدس سے مجھے کھانا عطا فرمایا جو میں نے کھا لیا"

چنانچہ اس خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قرآن عزیز

کی خدمت لی میں نے دو کتابیں لکھیں ایک کا نام تو "کتاب الذھب الابریز فی غرائب القرآن العزیز" ہے اور دوسری کا نام "تفسیر الجواھر" ہے جو پورے قرآن عزیز کی جامع تفسیر ہے گویا اس میں تفسیر ابن عطیہ تفسیر ابی حیان، اور دیگر تفاسیر کا انتخاب ہے، خلیفہ چلپیؒ نے لکھا ہے کہ اس تفسیر کا نسخہ اس کے پاس ہے، ثعالبی کی وفات ۸۷۵ھ کو ہوئی۔

(۴۰) شیخ ابوالعدل زین الدین قاسم ابن قطلو بغا

یہ نویں صدی ہجری کے احناف میں سے متبحر عالم دین تھے، جملہ علوم وفنون میں کافی مہارت تھی، احناف کے تراجم پر ایک مستقل کتاب بہ نام "تاج التراجم" لکھی "تفسیر ابوالليث سمرقندی" کی احادیث کی تخریج لکھی ہے ۸۷۹ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۱) محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود الرومیؒ

روم کے حنفی علماء میں سے جلیل القدر عالم تھے اور "مولوی محی الدین کافیجی" کے نام سے مشہور تھے کہ ابن حاجب کی کتاب "کافیہ" کا مطالعہ زیادہ کرتے تھے، ۷۸۸ھ کو ولادت ہوئی، طلب علم کے لئے تستر اور دوسرے علاقوں کا سفر کیا، علامہ انصاری اور برہان حیدر سے کافی استفادہ کے بعد قاہرہ میں مسند نشین درس و تصنیف ہو گئے، اگرچہ آپ کا مسلک حنفی تھا مگر ہر مکتب فکر کے علماء آپ کا احترام کرتے تھے اور آپ سے استفادہ کرتے تھے، آپ کے تبحر علمی کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ درج ہے:۔

> "ایک دن آپ نے اپنے شاگرد رشید "جلال الدین سیوطی شافعی" سے پوچھا کہ "زَیْدٌ قَائِمٌ" کی ترکیب کریں، اس پر سیوطیؒ نے عرض کیا اس میں کیا اشکال ہے ترکیب ظاہر ہے (جملہ اسمیہ ہے) اس کے جواب میں "کافیجی" نے فرمایا کہ اس جملہ میں ایک سو تیرہ ابحاث ہیں"

آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے "مختصر فی علوم التفسیر" بھی ہے، آپ کو ۴ر جمادی الاولیٰ ۸۷۹ھ شب جمعہ میں شہید کر دیا گیا تھا۔

(۴۲) سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن عادلؒ

حنابلہ میں مشہور عالم تھے، فقہی علوم کے علاوہ تفسیر قرآن میں بھی کافی معلومات سے مشرف تھے چنانچہ قرآن کریم کی تفسیر چھ جلدوں میں لکھی جس کا نام تو "اللباب فی علوم الکتاب" ہے مگر مشہور تفسیر "عادل" ہے، امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے یہ تفسیر سات مرتبہ مطالعہ کی ہے اور دوسری تفاسیر میں بھی اس کے حوالے کثرت سے پائے جاتے ہیں، ابن عادلؒ کی وفات دمشق میں ۸۸۰ھ کو ہوئی۔

(ف) اس تفسیر کے قلمی نسخے مندرجہ ذیل مقامات پر پائے جاتے ہیں:۔

(۱) ایک کامل نسخہ کتب خانہ سلطانیہ مصر میں ہے۔

(۲) ایک کامل نسخہ اسپین میں اسکوریال میں ہے۔

نوٹ: اسکوریال اسپین میں ایک قلعہ کا نام ہے جس میں اسپین کے بادشاہوں کی قبریں ہیں اور ایک قدیمی کتب خانہ بھی ہے۔

(۳) ایک نسخہ الجزائر میں بھی ہے۔

(۴) ایک کامل نسخہ چھ جلدوں میں دمشق کے کتب خانہ ظاہریہ میں ہے جو کہ ۱۱۶۵ھ کا مخطوطہ ہے۔

(۴۳) ناصر الدین محمد بن عبداللہ قرماسؒ

تفسیر قرآن کریم پر عبور کامل رکھنے کے علاوہ شاعر بھی تھے، چنانچہ قرآن کریم کی ایک منظوم تفسیر بہ نام "فتح الرحمٰن فی تفسیر القرآن" لکھی اور پھر اس کا خلاصہ نثر میں لکھا جس کا نام "نثر الجمان من فتح الرحمٰن" ہے، ۸۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۴) محمد بن محمد بن عیسیٰ العقوی رحمہ اللہ

آپ تونس میں پیدا ہوئے ''ابن عرفہ'' کے شاگرد رشید تھے، تونس میں اپنے وقت کے شیخ تھے، حکومت کی طرف سے نکاح خوانوں کے قاضی مقرر ہوئے تھے، کئی تصانیف کی ہیں جن میں سے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی ہے، سو سال سے زیادہ عمر پاکر ۸۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۵) ملا خسرو محمد بن فراموز رحمہ اللہ

یہ روم کے بلند پایہ حنفی علماء میں سے تھے، اس کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ آپ کو اپنے زمانہ کا ابو حنیفہ کہا کرتا تھا، فقہ حنفی میں آپ کی کتاب ''الغرر اور اس کی شرح الدرر، اور اصول فقہ میں مرقاۃ الوصول'' قابل قدر کتابیں ہیں، آپ نے تفسیر بیضاوی کا کامیاب حاشیہ لکھا جس کا قلمی نسخہ کتب خانہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکھڈ ضلع اٹک میں موجود ہے۔ خسرو کی وفات ۸۸۳ھ کو ہوئی۔

(۴۶) الشیخ الامام برہان الدین ابن عمر البقاعی رحمہ اللہ

اسلام کے وسطانی دور کے محقق مفسر تھے، آپ نے علامہ ابن حجر عسقلانی سے جی بھر کر اکتساب فیض کیا آپ ان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، قرآنیات میں سب سے زیادہ مشکل ربط آیات اور ربط السور ہے، محمد بن ابی القاسم (م ۸۶۴ھ) نے آپ سے اس موضوع پر تفسیر لکھنے کی درخواست کی، بقاعی نے اس پر قلم اٹھایا اور حق ادا کر دیا اس تفسیر کا نام ''نظم الدرر فی تناسب السور'' ہے، بقاعی کی وفات ۸۸۵ھ کو ہوئی، اس تفسیر کے قلمی نسخے مندرجہ ذیل مقامات میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) مکتبہ شیخ الاسلام مکہ مکرمہ (۲) مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ (۳) خزانہ مصریہ میں ۶ مجلدات، (۴) جرمنی کے سرکاری کتب خانہ میں چار مجلدات، اور (۵) مکتبہ آغا بشیر میں کامل نسخہ موجود ہے جس کا نمبر ۶۷ ہے۔

(۴۷) حسن بن محمد شاہ چلپی المعروف اخی زادہ

آپ کا لقب شمس الدین تھا، سلطان روم بایزید خان کے دور حکومت میں ایڈریانوپل (ادرنہ) کے مدرسہ جلیہ میں مدرس تھے تفسیر بیضاوی کا ایک مفصل حاشیہ لکھا جس کا ایک ناقص نسخہ (از سورہ ہود تا آخر) اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے، آپ کی وفات ۸۸۶ھ کو ہوئی۔

(۴۸) قاضی برہان الدین ابراہیم بن محمد الکنانی

"ابن جماعۃ" کے نام سے شہرت پائی، اسماء الرجال اور طبقات کے محقق عالم ابن شہبہؒ نے لکھا ہے کہ "ابن جماعۃ" نے قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی ہے جو دس جلدوں میں ہے اور اس میں بہت ہی عجیب وغریب مسائل ذکر کئے ہیں، ابن جماعۃ کی وفات ۸۹۰ھ کو ہوئی۔

(۴۹) مولی احمد بن اسمٰعیل المعروف شمس الدین کورانیؒ

آپ ۸۱۳ھ کو اسفرائن کے قصبہ "کوران" میں پیدا ہوئے، علوم اسلامیہ میں نادر روزگار تھے، اوائل عمر ہی سے ان کا احترام کیا جاتا تھا چنانچہ "مولی یکان" نے جب سلطان روم مراد خان سے ان کا تعارف کرایا تو سلطان نے آپ کو "بروسا" کے اس مدرسہ میں جو اس کے جد امجد نے بنایا تھا مدرس مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے محمد خان کو ان کی شاگردی میں دے دیا، باپ کی وفات پر جب "محمد خان" تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے گرامی قدر استاذ کو مملکت روم کا مفتی اعظم مقرر کر دیا، علامہ کورانی نے اس عظیم اور نہایت ہی مصروف منصب پر رہتے ہوئے بھی تصنیف کا کام کیا، چنانچہ صحیح بخاری کی ایک شرح بہ نام "الکوثر الجاری علیٰ ریاض البخاری" لکھی اور قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام "غایۃ الامانی فی تفسیر الکلام الربانی" ہے، یہ تفسیر اگرچہ ایک جلد میں ہے مگر اس میں کشاف کے دلائل اعتزالی کا رد کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کی

تائید میں دلائل پیش کیے ہیں، اسی طرح علامہ بیضاوی نے اپنی تفسیر میں جن آیات سے شافعی مسلک کے لئے استدلال کیا ہے اس کتاب میں ان کا بھی رد کر کے فقہ حنفی کی تائید کی ہے کورانی علم وعمل وتقویٰ کا مجسمہ تھے، شب بیدار تھے اور ہر رات کو قرآن عزیز ایک بار ختم کرتے تھے، آپ کا انتقال ۸۹۳ھ کو ہوا آپ کے شاگرد رشید سلطان روم محمد خان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور قسطنطنیہ میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

(۵۰) شیخ نور الدین السید معین الدین بن سید صفی الدین

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور تحصیل علوم کے بعد مکہ مکرمہ ہی میں خدمت علوم اسلامیہ کی، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام "جامع البیان فی تفسیر القرآن" ہے، ۸۹۴ھ کو مکہ مکرمہ ہی میں وفات پائی۔

(ف) اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں ہے، برصغیر میں یہ تفسیر "جامع البیان فی تفسیر القرآن" کے نام سے ۱۲۹۵ھ میں مطبع فاروقی دہلی سے طبع ہو چکی ہے، اس کے مقدمہ میں یہ تحریر فرمایا:۔

"وکان ابتدائه وانتهائه سنتان وثلثة اشهر حين بلغ سني اربعين"

اور اس تفسیر کے اختتام پر فرمایا:۔

"وقدتم والحمدلله علی جسيم انعامه في عام سبعين و ثمانماية (۸۷۰ھ)"

(۵۱) عبدالرحمٰن بن احمد المعروف بہ مولانا جامیؒ

خراسان کے ایک قصبہ "جام" میں ولادت کی نسبت سے "جامی" مشہور ہوئے۔ علوم اسلامیہ صرف، نحو، معانی اور تفسیر میں اپنے وقت کے امام مانے گئے، شاہ روم نے آپ کو روم بلایا اور کچھ زمانہ اپنے پاس رکھ کر آپ کی برکات سے مستفیض ہوتا

رہا، فارسی نظم میں آپ کی مرتبہ کتاب "یوسف زلیخا" بے نظیر کتاب ہے، کافیہ کی مشہور اور بے مثل شرح "ملا جامی" آپ کی لافانی یادگار ہے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کے متعلق "شقائق النعمانیہ" میں ہے:۔

"وقد کتب علیٰ اوائل القرآن العزیز تفسیرا ابرز فیه بعضا من بطون آیات القرآن العظیم"

ملا جامی کی وفات ۸۹۸ھ کو ہوئی۔

(ف) بعض علماء تاریخ کا بیان ہے کہ جب فرقہ اردبیلیہ نے خراسان پر حملہ کیا تو آپ کے بیٹے نے آپ کی لاش کی بےحرمتی کے خوف سے جسد مبارک کو قبر سے نکال کر کسی نامعلوم جگہ میں دفن کر دیا (واللہ اعلم)

(ف) تفسیر کا ایک نسخہ بایزید لائبریری استنبول میں موجود ہے مخطوطہ نمبر ۳۴۱ فولیو ۱/۵ ے۔ اور ایک ناقص نسخہ پارہ اول کی آیت "فارھبون" تک آپ کے شاگرد رشید ملا عبدالغفور کے ہاتھ سے لکھا ہوا مصر کے کتب خانہ تیموریہ میں موجود ہے جلد اول نمبر ۲۴۳ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

دسویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) محی الدین محمد

جوکہ "ابن خطیب" کے نام سے مشہور تھے آپ مولی تاج الدین کے فرزند ارجمند تھے، علم وتقویٰ میں اپنے زمانہ میں امتیازی حیثیت حاصل تھی، اس کے ساتھ ساتھ دولت عثمانیہ میں ان کو کافی رسوخ حاصل تھا کئی مفید کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے تفسیر کشاف پر میر سید شریف کے حاشیہ کا حاشیہ بھی ہے جو نہایت ہی جامع اور مفید مسائل علوم معانی، ادب اور تفسیر پر مشتمل ہے، ۹۰۱ھ کو وفات ہوئی۔

(۲) محمد بن ابراہیم بن حسین محی الدین النکساریؒ

اپنے علاقہ کے ممتاز علماء سے استفادہ کیا اور پھر علم تفسیر میں اچھا نام پیدا کیا، قصبہ قسطونی کے "مدرسہ اسمٰعیل" میں کافی زمانہ مدرس رہے، صاحب قلم بھی تھے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے شرح وقایہ کا حاشیہ اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بھی ہے جو کہ اپنی جامعیت کے لحاظ سے مستقل تفسیر سمجھی جاتی ہے مگر صرف سورہ دخان تک ہے ایک مستقل تفسیر بھی مرتب کر کے سلطان بایزید خان کے پیش کی...... ۹۰۱ھ کو انتقال ہوا۔

(۳) خواجہ حسین بن خالد ناگوریؒ

برصغیر کے نامور عالم تھے، طریقت میں خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ العزیز کے معتقد تھے چنانچہ کافی زمانہ آپ کی خانقاہ میں معتکف رہے اور آپ کے مزار پر سب سے پہلے گنبد ناگوری ہی نے بنوایا، امام المرسلین سید دوعالم ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت اور عشق تھا اسی نسبت سے قرآن حکیم کی ایک تفسیر تیس جلدوں میں لکھی جس کا نام "تفسیر نور النبی" رکھا، اس تفسیر میں ہر آیت کی صرفی اور نحوی تحقیق اس طریقے پر کی کہ اس سے امام الانبیاء سید دوعالم ﷺ کی رفعت شان ثابت ہو سکے، ۹۰۱ھ کو وفات پائی۔

(۴) سید فاضل معین الدین محمد بن عبدالرحمٰن الایجوی الصفویؒ

معین الدین کے والد ماجد عبدالرحمٰن نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھنی شروع کی مگر جب "سورۃ الانعام" تک پہنچے تو اپنے بیٹے سے فرمایا کہ باقی تفسیر کی تکمیل تو نے کرنی ہے اس لئے کہ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔" (فانک مامور بذلک)" چنانچہ محمد نے باقی تفسیر مدینہ منورہ میں "روضۃ من ریاض الجنۃ" میں بیٹھ کر مکمل کی جو کہ جمادی الآخر ۹۰۰ھ کو شروع کی اور رمضان المبارک ۹۰۵ھ کو مکمل ہوگئی یہ تفسیر تفسیر بالماثور ہے جس کا ماٰخذ مفسر نے خود یوں بیان کیا ہے:۔

"ماخذ کتابی المعالم، والوسیط وابن کثیر والنفی والکشاف مع شروحہ الطیبی و الکشف و شرح المحقق التفتازانی وتفسیر البیضاوی"

بعض آیات کی تفسیر کو براہ راست صحاح ستہ سے استفادہ کیا ہے۔ تفسیر کا نام جوامع البیان ہے۔ مفسر کی وفات ۹۰۵ھ کے بعد ہوئی۔

(۵) شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی

قدس میں ۸۲۲ھ کو ولادت ہوئی ابن حجر عسقلانی اور دیگر جلیل القدر علماء سے استفادہ کیا۔ قادری سلسلہ کے عظیم روحانی پیشوا سمجھے جاتے تھے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کافی وقت تبلیغ دین اور اشاعت دین میں گزارا۔ امام بقاعی نے آپ کو "ذہن ثاقب" اور "سخن فہم" کا خطاب دیا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے "جمع الجوامع" اور "تفسیر بیضاوی" کا مفید حاشیہ بھی ہے۔ ۱۵ جمادی الاول ۹۰۶ھ کو وفات پائی۔

(۶) مولانا حسین بن علی کاشفی

علاقہ سبزوار کے قصبہ "کاشفا" میں ولادت کی نسبت سے کاشفی کہلائے، امیر شیر علی کے لئے قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی زبان میں لکھی جس کا نام "جواہر

التفسیر تحفۃ الامیر'' رکھا اس کے علاوہ ایک اور تفسیر بھی بہ نام تفسیر حسینی لکھی آپ کی وفات ۹۰۶ھ کو ہوئی۔

(ف ۱) بعض علماء نے جواہر التفسیر ''تفسیر حسینی'' کا دوسرا نام لکھا ہے مگر درحقیقت یہ دونوں مستقل تفاسیر ہیں جیسا کہ جواہر التفسیر کا قلمی نسخہ جو کہ ۹۸۰ھ کا مخطوطہ ہے اور تفسیر حسینی کا قلمی نسخہ مخطوطہ ۹۶۷ھ دونوں اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہیں۔

(۲) تفسیر حسینی کا ترجمہ ترکی زبان میں محمد بن ادریس (متوفی ۹۸۲ھ) نے کیا اور اسی تفسیر کا ترجمہ پشتو زبان میں کوٹ وارث کے مولانا عبداللہ اور ان کے ایک شاگرد عبدالعزیز عادل گڑھی نے کیا چونکہ اس تفسیر کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے پشاور کے ایک رئیس قاضی محمد حسن جان نے مترجم کی مالی امداد فرمائی تھی اس لئے پشتو کے اس ترجمہ کا نام تفسیر حسینی رکھا جو کہ ۱۹۳۰ء میں بمبئی سے طبع ہو چکی ہے۔

(۳) تفسیر حسینی کا اردو زبان میں ترجمہ مولوی فخر الدین حنفی رزانی قادری نے کیا جو کہ ۱۳۰۰ھ میں پہلی بار مطبع فرنگی محل لکھنؤ سے شائع ہوا جس کا نام تفسیر قادری مشہور ہے اور دوسرا ترجمہ اور اردو زبان میں مولوی سید عبدالرحمٰن بخاری نے کیا جو بہ نام تفسیر سعیدی دو جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔

(۴) المواہب العلیہ کا قلمی نسخہ مخطوطہ ۹۲۶ھ اعظم گڑھ کے قلمی کتب خانہ میں موجود ہے اور کتب خانہ دیال سنگھ کالج لاہور میں اس کے کئی قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۵) جہانگیر جب صوبہ گجرات پہنچا تو وہاں کے علماء و مشائخ کو اپنی طرف سے ''تفسیر حسینی'' کاشفی اور ''روضۃ الاحباب'' نذر کیں۔

(۷) جلال الدین سیوطیؒ

اصلی نام عبدالرحمٰن تھا مصر کے قصبہ اسیوط کے محلہ خضیر یہ میں رجب ۸۴۹ھ کو پیدا ہوئے آپ کے والد کمال ابوبکر آپ کو شیخ محمد مجذوب کی خدمت میں دعاء سعادت کے لئے لے گئے، آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا پھر علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے شام، حجاز، یمن تشریف لے گئے بعض تذکروں میں آپ کا برصغیر ہندوستان میں بھی طلب علم کے لئے آنا مذکور ہے، آپ نے تمام علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کی معقولات سے آپ کو رغبت نہ تھی، علوم دینیہ میں سے بھی تفسیر قرآن عزیز سے زیادہ عشق اور لگاؤ تھا اس لئے آپ کے تفسیر کے اساتذہ کی تعداد ڈیڑھ سو ہے، اپنے گرامی قدر استاذ محی الدین کا فیجی کی خدمت میں چودہ سال گذارے، ''بیضاوی'' شیخ الاسلام شرف الدین مناوی سے اور ''کشاف شیخ سیف الدین حنفی سے پڑھی، سترہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ کی تحصیل سے نہ صرف فارغ ہوئے تھے بلکہ تصنیف وتالیف کا کام بھی شروع کر دیا تھا، اگرچہ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک بتائی گئی ہے جن میں سے صرف تفسیری مؤلفات مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) الاتقان فی علوم القرآن (۲) الدر المنثور (۳) ترجمان القرآن فی التفسیر المسند (۴) اسرار التنزیل (۵) لباب النقول فی اسباب النزول (۶) مفحمات القرآن فی مبہمات القرآن (۷) المہذب بما وقع فی القرآن من المعرب (۸) الاکلیل فی استنباط التنزیل (۹) تکملہ تفسیر شیخ جلال الدین محلی (۱۰) التحبیر فی علم التفسیر (۱۱) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۱۲) تناسق الدرر فی تناسب السور (۱۳) مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع (۱۴) مجمع البحرین ومطلع البدرین

(۱۵) مفاتح الغیب (۱۶) الازہار الفائحہ فی شرح الاستعاذہ والبسملہ (۱۷) الکلام علیٰ اول الفتح (۱۸) شرح الشاطبیہ (۱۹) شمائل الزہر فی فضائل السور (۲۰) فتح الجلیل (۲۱) القول الفصیح فی تعیین الذبیح۔ (۲۲) السبطی فی الصلوٰۃ الوسطی (۲۳) معترک الاقران فی مشترک القرآن (۲۴) الجواہر فی علم التفسیر (نظم) (کشف جلد نمبر ا ص ۲۱۸)

اگرچہ مندرجہ بالا تمام تصانیف کا تعلق قرآنیات سے ہے مگر مستقل تفاسیر جو آپ نے مرتب فرمائی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(ا) ''تفسیر ترجمان القرآن'': یہ تفسیر تفسیر بالماثور تھی اور بہت زیادہ مفصل اور مطول تھی آپ نے پھر خود ہی اس کا خلاصہ بہ نام درمنثور کر دیا جیسا کہ درمنثور کے مقدمہ میں فرمایا:۔

"فلما الفت کتاب ترجمان القرآن وہو التفسیر المسند من رسول اللہ ﷺ واصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نجابحمد اللہ فی مجلدات ...... فلما رایت قصور الھمم عن تحصیلہ ورغبتہم فی الاختصار علیٰ متون الاحادیث وعن الاسنا دوتطویلہ فلخصت منہ ھذا المختصر مقتصرا فیہ علی متن الاثر"

(ف) درمنثور کا قلمی نسخہ پانچ جلدوں میں کتب خانہ احمدیہ حلب میں موجود ہے جو کہ ۹۵۷ھ کا مخطوطہ ہے اور پانچ جلدوں میں ہے درمنثور چھ جلدوں میں پہلی بار ۱۳۱۴ھ کو مصر کے مطبع میمنہ سے شائع ہو چکی ہے اور اس کا اختصار ایک ترکی عالم نے صرف ایک جلد میں کر دیا۔ جس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیموریہ میں ہے اسی کتب

خانہ میں سیوطی کی مرتبہ تفسیر الاکلیل کا مخطوطہ جو کہ مفسر کی زندگی میں ۸۸۴ھ میں لکھا گیا ہے۔ موجود ہے۔

(ف) ''اکلیل'' شیخ معین الدین کی تفسیر جامع البیان کے ہامش پر دہلی کے مطبع فاروقی سے طبع ہو چکی ہے۔

(۲) ''مجمع البحرین و مطلع البدرین'' جس کے متعلق امام سیوطی نے فرمایا کہ:۔

''تفسیرا جامعا لجمیع مایحتاج الیه من التفاسیر بحیث لایحتاج الی غیرہ اصلا''

مگر تا حال اس تفسیر کا علم نہ ہو سکا۔

(۳) ''تفسیر جلالین'' آپ کا یہ علمی اور تفسیری لافانی شاہ کار ہے جلال الدین محلی مصری م ۸۶۴ھ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر سورہ الکہف سے تا آخر مرتب فرمائی تھی اس کی تکمیل جلال الدین سیوطی نے فرمائی آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تفسیر مدۃ قدر میعاد الکلیم میں مرتب کر لی یعنی موسیٰ علیہ السلام چالیس دن تک کوہ طور پر رہے یہ تفسیر بھی یکم رمضان ۸۷۰ھ سے گیارہ شوال تک مکمل کر لی۔ چونکہ تفسیر جلالین کے مرتب دو جلال الدین ہیں اس لئے یہ تفسیر ''جلالین'' کے نام مشہور ہوئی۔ ان دونوں علماء و اتقیاء کے اخلاص کا یہ اثر ہے کہ کتاب از اول تا آخر یوں معلوم ہوتی ہے کہ ایک ہی مفسر اور مصنف کے قلم سے ہے اس قدر جامع اور مختصر ہے کہ ''سورۃ مزمل'' تک قرآن عزیز کے کلمات اور تفسیر جلالین کے کلمات برابر ہیں۔

(۴) جلال الدین سیوطی نے علوم القرآن پر ایک جامع کتاب بہ نام ''الاتقان فی علوم القرآن'' لکھی جس سے آج تک استفادہ ہو رہا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے ۹۱۱ھ کو قاہرہ میں وصال فرمایا۔

ف، تفسیر جلالین کا قلمی نسخہ جو کہ مولانا عبدالرحمٰن جامی م ۸۹۸ھ کے زیر مطالعہ

رہا ہے ٹونک میں موجود ہے یعنی یہ نسخہ مصنف کی زندگی میں لکھا گیا اور پڑھا گیا۔ایک نسخہ قلمی مکتوبہ ۹۹۱ھ رضا لائبریری رامپور بھارت میں موجود ہے۔

(ف) اس تفسیر کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ قبولیت سے نوازا کہ علماء اور صلحاء نے اس کا مطالعہ کیا چنانچہ علامہ عبدالوہاب شعرانی نے اس کا مطالعہ تیس مرتبہ فرمایا۔اسی طرح اگرچہ علامہ سیوطی مسلکاً شافعی تھے مگر مذاہب اربعہ کے علماء کرام نے اس کو نہ صرف قبول فرمایا بلکہ اس کی شروح وحواشی بھی لکھے جیسا کہ:۔

شیخ احمد صادی مالکی نے اس کی شرح چار جلدوں میں لکھی اور

ملا علی قاری حنفی نے اس کا حاشیہ بہ نام جمالین لکھا۔

یہ تفسیر دینی مدارس میں داخل نصاب ہے علامہ مفتی محمد عبدہ نے اس پر اعتماد کیا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اسارت مالٹا کے زمانے میں ترجمہ قرآن عزیز کرتے وقت اس تفسیر کو پیش نظر رکھا۔

(ف) اگرچہ تفسیر جلالین کے شروح اور حواشی بہت زیادہ ہیں مگر یہاں چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) مجمع البحرین ....چار جلد از بدرالدین محمد بن محمد کرخی م ۱۰۰۶ھ

(۲) جمالین .... از ملا علی قاری م ۱۰۱۰ھ

(۳) الکوکب المنیرین ......تین جلد از عطیہ بن عطیہ اجھوری م ۱۱۹۰ھ

(۴) الفتوحات الالہیہ مشہور بہ حاشیہ جمل ۴ جلد از شیخ سلیمان بن عمر م ۱۲۰۴ھ

(۵) حاشیہ از شیخ احمد بن محمد صادی مالکی ۴ جلد .... م ۱۲۴۱ھ

(۶) قرۃ العین ونزہۃ الفواد ......از شیخ عبداللہ بن محمد بزازی شافعی م ۱۲۶۲ھ

(۷) فتوح الرحمٰن بتوضیح القرآن ۴ جلد ......از مصطفیٰ بن شعبان۔

(۸) کشف المحجوبین عن خدی الجلالین۔از سعد اللہ قندھاری مطبوعہ ۱۳۰۷ھ

(۹) کمالین علی تفسیر الجلالین......از شیخ الاسلام محمد دہلوی م ۱۲۳۹ھ

(۱۰) حاشیہ جلالین......از مولانا فیض الحسن سہارنپوری م ۱۳۰۲ھ

(۱۱) زلالین حاشیہ جلالین......از محمد ریاست علی حنفی م ۱۳۳۲ھ

(۱۲) ترویح الارواح......از روح اللہ حنفی نقشبندی افغانی م ۱۳۳۲ھ

(۱۳) اردو ترجمہ جلالین......از واصف غلام مہدی صاحب مرتبہ ۱۲۷۸ھ

(ف) علامہ جلال الدین سیوطی بھی دیگر علماء متقدمین کی طرح متقی اور قرب دربار نبوت سے مشرف تھے۔ چنانچہ آپ کے پاس ایک دفعہ ایک سائل نے سلطان قائتبائی جان کے نام سفارشی خط لکھنے کی درخواست کی جس کے جواب میں جلال الدین سیوطی نے یہ لکھا کہ:۔

"اعلم یا اخی انی قدا جتمعت برسول اللہ ﷺ الی رأس ہذا خمسین مرۃ یقظۃ و مشافہۃ ولو لا خوفی من احتجابہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب دخولی علی الولاۃ لطلعت القلعۃ وشفعت فیک السلطان".

ترجمہ: میرے بھائی تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ مجھے آج تک پچاس مرتبہ سید دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو رہا ہے کبھی خواب میں اور کبھی بیداری میں اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میرے بادشاہوں اور اُمراء کے پاس جانے سے اس شرف عظیم سے محروم ہو جاؤں گا۔ تو میں دربار سلطان میں حاضر ہو کر تیری سفارش خود کرتا"۔

علامہ عبد الوہاب شعرانی نے فرمایا کہ وہ خط انہو[illegible]

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۸) شیخ بہاء الدین الملقب بہ باجن بن حاجی معزالدین

برصغیر کے مشہور شہر برہان پور کے تھے آپ کا شمار اپنے عہد کے اکابر علماء کاملین ومشاہیر اولیاء متصرفین میں ہوتا تھا ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد مخدوم شیخ رحمت مندوی کی خدمت میں فیض ونعمت چشتیہ حاصل کی پھر اکیس سال حرمین شریفین میں گذارے آپ نے قرآن عزیز کی ایک منظوم تفسیر لکھی جو موجودہ تحقیق کے بموجب قدیم ترین جزئی ترجمہ گجراتی اردو یا گجری زبان میں ہے شیخ کی وفات ۱۴ ذی قعدہ ۹۱۲ھ کو برہان پور ہی میں ہوئی۔

(ف) آپ کی تفسیر کا نمونہ سورہ اخلاص کی منظوم تفسیر درج ہے۔

نہ انہ جنیا نہ وہ جایا
نہ اُنا مائی باپ کلایا!
نہ اُنہ کوئی گود چڑھایا
باجن سب انہ آپ بنایا (بخشا)
پرگٹ[۱] ہوا پر کہیں ویٹھا[۲] آپ لکایا[۳]

(۹) شیخ الاسلام قاضی القضاۃ زین الدین زکریا بن محمد بن احمد الانصاری

مصر کی ایک بستی سنیکہ میں ۸۲۶ھ میں پیدا ہوئے اس وقت کے جلیل القدر علماء علامہ ابن ہمام، زین زرکش، ابن الفرات سے علوم اسلامیہ حاصل کئے فراغت کے بعد آپ کو حکومت مصر کی طرف سے "مقام شافعی" پر مسند تدریس عطا کی گئی جو اس وقت کا سب سے بڑا علمی اعزاز تھا سلطان قائتبائی جان کے زمانہ میں مصر کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے آخر عمر میں بینائی سے محروم ہوگئے تھے قرآنیات پر کئی کتابیں لکھیں جن میں سے "فتح الرحمن بکشف مایلتبس من القرآن" بھی ہے اس میں

۱ظاہر۔ ۲دیکھا ۳چھپایا

آیات متشابہات پر وارد شدہ اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے ہیں۔اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ کیمبرج کی لائبریری میں ہے۔تفسیر بیضاوی کا کامیاب حاشیہ بہ نام ''فتح الجلیل بہ بیان ماخفی انوار التنزیل'' لکھا جس کا ایک ناقص نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں ہے۔قاضی صاحب کا انتقال ۹۲۶ھ کو ہوا۔

(۱۰) حمزہ بن عبداللہ بن محمد الناشری

قصبہ زبید میں ۸۳۸ھ کو پیدا ہوئے ابن حجر عسقلانی، علامہ سخاوی قاضی شیرازی سے علوم حاصل کئے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ''الفیہ فی غریب القرآن'' بھی ہے ۱۹/ ذی قعدہ ۹۲۶ھ کو وفات پائی۔

(۱۱) مولانا الہ داد جونپوری

برصغیر کے مشہور علمی شہر جون پور میں پیدا ہوئے بحر مواج کے مولف علامہ شہاب الدین کے ایک واسطہ سے شاگرد تھے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے تفسیر ''مدارک'' کا کامیاب حاشیہ بھی ہے آپ کی وفات ۹۳۶ھ کو ہوئی۔

(۱۲) سید عبدالوہاب بخاری

آپ سید جلال بخاری دہلوی کی اولاد میں سے تھے ایک دن اپنے پیرومرشد صدرالدین بخاری سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو عظیم نعمتیں عطا فرمائیں مگر مسلمانوں کے ہاں ان کی قدر ومنزلت نہیں ایک تو اپنا کلام (قرآن مجید) اور دوسرا سید دوعالم ﷺ کا روضہ اطہر جس میں آپ ؐ اپنے جسد مبارک کے ساتھ تشریف فرما ہیں''۔ یہ سنتے ہی پیدل حج اور زیارت کے لئے روانہ ہو گئے جب واپس آئے تو ''سکندر لودھی'' نے آپ کا شاندار استقبال کیا اس کے بعد بھی کئی دفعہ اس شرف سے مشرف ہوئے، ''سورۃ الملک'' کی تفسیر لکھی اور قرآن عزیز کی ایک مستقل تفسیر بھی لکھی

جس کے متعلق مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے فرمایا ہے کہ:۔

"اکملها فی ستة اشهر و بضعة ایام"

اس تفسیر میں سید دو عالم محبوب رب العالمین ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت اور محبت کا اظہار فرمایا ہے...... شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب "اخبار الاخیار" میں اس تفسیر کے کئی اقتباسات نقل فرمائے ہیں، ۹۳۲ھ کو دہلی میں وفات پائی، یہ وہ دن تھا جس دن بابر بادشاہ فاتحانہ انداز میں دہلی میں داخل ہوا، آپ کو مقبرہ شاہ عبداللہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

(۱۳) محی الدین محمد بن عمر بن حمزہؒ

ان کے دادا حضرت حمزہ علامہ سعد الدین تفتازانی کے شاگرد رشید تھے اور یہ خود بھی اپنے دور کے محقق عالم باعمل تھے، فقہ حنفی میں مہارت کاملہ کی بناء پر سلطان قاتبائی جان کی درخواست پر فقہ حنفی میں ایک کتاب بہ نام "نہایۃ" لکھی اگرچہ تفسیر تو کوئی نہیں لکھی مگر ان کے دور کے علماء کا اس امر پر اتفاق تھا کہ "له قدرة تامة علی تفسیر القرآن بلامطالعة" ۹۳۸ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۴) شمس الدین احمد بن سلیمان

جو کہ ابن کمال کے نام سے مشہور تھے، سیواس کے قصبہ "توقات" میں پیدا ہوئے، اوائل عمر میں فوج میں بھرتی ہو گئے تھے بعد میں تحصیل علوم اسلامیہ کی طرف رجوع کیا اور اس دور کے جلیل القدر علماء مولیٰ لطفی، خلیب زادہ، قسطلانی وغیرہم سے اکتساب فیض کیا، پہلے تو "ادرنہ" کے دینی مدرسہ میں مدرس ہو کر تدریس فرماتے رہے، اس سے ترقی کر کے سلطنت عثمانیہ کے مفتی اعظم مقرر ہوئے، پچاس سے زیادہ تصانیف بھی کیں جن میں سے قرآن عزیز کی ایک مکمل تفسیر بہ نام "تفسیر ابن کمال" کے نام سے ہے، اور "تفسیر کشاف" کا حاشیہ بھی لکھا ہے۔ ۲۸ شوال

۹۴۰ھ کو وفات ہوئی۔

(ف ۱) تفسیر ابن کمال کا ایک قلمی نسخہ حرم شریف مکہ مکرمہ کے کتب خانہ میں موجود ہے جس کا نمبر ۱۹۸ ہے۔

(۲) علامہ شامی نے ابن کمال کو تحقیقی امور میں علامہ سیوطیؒ سے فائق قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ ابن کمال کی تصانیف تین سو سے زیادہ تھیں جن میں سے تاریخ آل عثمان بزبان ترکی بھی ہے۔(شامی جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۰)

(۳) ابن کمال یا احدنجنا مما نخاف کا ورد بہت زیادہ کیا کرتے تھے اور اپنا کفن تیار رکھا تھا جس پر یہ عبارت لکھی تھی "ھی اخر اللباس" اور یہ عجیب بات ہے کہ اس عبارت کے اعداد ابجد کے حساب سے ۹۴۰ بنتے ہیں جو کہ آپ کا سال وفات ہے۔

(۱۵) محی الدین محمد قراباغیؒ

علماء عجم سے ابتدائی علوم حاصل کیے پھر بلاد روم میں چلے گئے اور مملکت عثمانیہ کے جلیل القدر علماء سے اکتساب فیض کیا اور تمام دینی علوم میں مہارت حاصل کر لی، بلند پایہ دینی کتب پر حواشی اور تعلیقات لکھیں، تلویح اور ہدایہ کا حاشیہ لکھا اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا جبکہ تفسیر کشاف پر جامع تعلیقات مرتب کیں۔ ۹۴۳ھ میں وفات پائی۔

(۱۶) مولانا اسلام الدین خلف عرب شاہ

ہرات کے بلند پایہ عالم تھے، اس وقت کے شاہ بخارا کے ساتھ گہرے تعلقات تھے، تفسیر قرآنی کے پورے طور پر واقف تھے، چنانچہ تفسیر بیضاوی اور تفسیر مولانا جامی کا حاشیہ لکھا۔ ۹۴۳ھ میں وفات پائی۔

(ف) ملا عصام کے نام کے ساتھ مشہور تھے۔

(۱۷) سعد اللہ بن عیسیٰ

جو کہ سعدی حلبی کے نام سے مشہور تھے، قسطنطنیہ کے شیخ وقت محمد بن حسن کے جلیل القدر شاگرد تھے کچھ زمانہ قسطنطنیہ اور بروسا میں مدرس رہے مگر پھر مملکت کے مفتی مقرر ہو گئے، ہدایہ کی شرح آپ نے تصنیف کی اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بھی لکھا، ۹۴۵ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۸) خیر الدین خضر المعروف بالعطوفی

سلطان روم بایزید خان کے غلاموں کے آپ اتالیق تھے، ہر جمعہ کو قسطنطنیہ کی مختلف جامع مساجد میں درس تفسیر دیا کرتے تھے، حدیث کی مشہور کتاب مشارق الانوار کی شرح لکھی اور تفسیر کشاف کا حاشیہ بھی لکھا، ۹۴۸ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۹) الشیخ الامام ابو الحسن محمد بن عبد الرحمٰن البکری صدیقی شافعیؒ

آپ ان خوش بخت علماء میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے علوم اسلامیہ پڑھنے اور پڑھانے کا شرف بخشا تھا خصوصاً تفسیر قرآن عزیز پر کامل عبور تھا، آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام تفسیر الواضح الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز لکھی، ۹۵۰ھ کو وفات ہوئی۔

(۲۰) محمد بن مصلح الدین الحنفی معروف بہ شیخ زادہ

اپنے وطن کے مدارس ہی میں تحصیل علوم کے لئے اساتذہ کی طرف رجوع کیا اور بہترین مدرس اور مبلغ قرار دیئے گئے چنانچہ روم میں تدریس اور تبلیغ کے سلسلے میں آپ کو امتیازی مقام حاصل تھا حکومت کی طرف سے قاضی مقرر کئے گئے اپنے محلہ کی مسجد میں باقاعدہ درس تفسیر دیا کرتے تھے، تفسیر بیضاوی کا کامیاب اور مفصل حاشیہ لکھا، ۹۵۱ھ کو وفات ہوئی۔

(ف ۱) جب حکومت نے آپ کو قاضی مقرر کیا تو آپ نے جلد ہی اس وجہ سے استعفاء دے دیا کہ آپ کو ہر ہفتہ سید دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا تھا، کہیں اس عہدۂ قضاء کی وجہ سے اس شرف سے محروم نہ ہو جائیں مگر استعفاء کے ساتھ ہی زیارت کا شرف ختم ہو گیا اور سید دو عالم ﷺ نے خواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ:۔

"عہدۂ قضاء کے وقت تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت زیادہ کرتا تھا (صحیح فیصلے کیا کرتا تھا) جس سے مجھے بہت خوشی ہوتی تھی"

اس ارشاد کے بعد دوبارہ عہدۂ قضاء قبول کر لیا۔

(۲) آپ کا حاشیہ مستقل چار جلدوں میں (کلاں تقطیع) اور چھ جلدوں میں چھوٹی تقطیع کے ساتھ مطبوعہ دستیاب ہے، اس گناہ گار نے اس سے کافی فائدہ حاصل کیا۔ الحمدللہ

(۲۱) عصام الدین ابراہیم بن محمد عرب شاہ اسفرائنی

آپ اسفرائن کے ان علماء کرام میں سے تھے جن کو علوم اسلامیہ، اصول فقہ، اور تفسیر پر عبور حاصل تھا، کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے تفسیر "بیضاوی" کا حاشیہ بھی بہ نام عصام ہے۔ مفسر کی وفات کے متعلق خلیفہ چلپی نے ۹۴۳ھ اور "الخزائن" کے مرتب نے ۹۴۵ھ لکھا ہے مگر صحیح قول ۹۵۱ھ معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

عصام کے قلمی نسخے مندرجہ ذیل مقامات میں موجود ہیں:۔

بانکی پور (بھارت) اور برلن میں اس کے کامل نسخے موجود ہیں، اور پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں اس کا ایک ناقص مخطوطہ از الفاتحہ تا الانعام...... النباء تا الناس موجود ہے۔ اور ایک نسخہ از سورۃ اعراف تا آخر دار الکتب الظاہریہ دمشق میں بھی ہے۔ اور ایک قلمی نسخہ مولانا عبدالغفار صاحب ڈاکخانہ پیر بخش براستہ شاہنواز بھٹو ضلع لاڑکانہ سندھ کے پاس بھی ہے۔

(۲۲) مولانا معین المعروف بہ معین المسکینؒ

آپ ہرات کے جلیل القدر عالم تھے کئی کتابیں بھی لکھیں جن میں سے "حدائق الحقائق فی کشف الحقائق" بھی ہے جو کہ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ اس تفسیر کا کچھ حصہ جو کہ تفسیر سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ اور سورۃ یوسف پر مشتمل ہے، گڑھی افغاناں کے کتب خانہ فاضلیہ کے قلمی حصہ میں موجود ہے۔ مسکین کی وفات ۹۵۴ھ کو ہوئی۔

(ف) یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔ (کشف الظنون در ضمن ذکر کنز الدقائق و شروحہ)

(۲۳) سید رفیع الدین صفویؒ

آپ کا اصلی وطن شیراز تھا مگر آپ کے بعض بزرگ حجاز تشریف لائے، صفویؒ نے حجاز سے آ کر گجرات میں قیام کر لیا پھر "سکندر لودھی" کے زمانہ میں "دلی" آ گئے تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "تفسیر معینی" لکھی ہے جس کے متعلق شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ:-

"یہ تفسیر نہایت مختصر مؤثر اور جامع تفسیر ہے"

مفسر کی وفات ۹۵۴ھ کو ہوئی۔

(۲۴) محمد بن یحییٰ بن محمد بن احمد الصعدیؒ

یمن کے قصبہ "صعدہ" میں ولادت ہوئی، عوام میں ہران کی نام سے مشہور تھے، فرقہ زیدیہ کے علماء میں سے تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس میں "تفسیر ابن کثیر" اور "تفسیر کشاف" سے استخراج کیا اور کچھ حاشیہ علوی سے بھی نقل کیا، اپنے قصبہ ہی میں ۹۵۷ھ کو انتقال فرمایا۔

(۲۵) شیخ بدرالدین محمد بن رضی اللہ محمد العامری

فقہ شافعی کے ان علماء میں سے تھے جن کو تفسیر قرآن عزیز سے حصہ وافر ملا تھا، قرآن کریم کی تین تفسیریں لکھیں "ایک نظم" میں اور "دو نثر" میں تفسیر منظوم ایک

لاکھ اسی ہزار (۱۸۰۰۰۰) اشعار پر مشتمل ہے، خلیفہ چلپی نے لکھا ہے کہ اس منظوم تفسیر کی تین جلدیں جو مفسر کے اپنے قلم سے تھیں میں نے دیکھی ہیں، عامری کا انتقال ۹۶۰ھ کو ہوا۔

(۲۶) عبدالمعطی بن احمد بن محمد السخاویؒ

فقہ مالکی کے بڑے عالم تھے، تراجم مالکیہ کے مرتب ابن فرحون نے ان کے متعلق لکھا ہے "ھوبیت العلم" کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک قرآن کریم کی تفسیر بھی ہے جس کا نام "فتح الحمید" ہے اور یہ "چھ اسفار" میں ہے، ۹۶۰ھ تک زندہ تھے، تاریخ وفات کا تا حال علم نہیں ہو سکا۔

(۲۷) مصلح الدین شعبانؒ

"قصبہ کلیوب" میں ولادت ہوئی، علوم ظاہریہ کے علاوہ روحانی علوم اور منازل طریقت طے کرنے والوں میں سے تھے آپ کو خرقہ خلافت شیخ وقت محمود نقشبندی سے عطا ہوا، قرآن کریم کی تفسیر سے پورے باخبر تھے چنانچہ تفسیر بیضاوی پر دو حاشیے لکھے ایک حاشیہ صغریٰ اور ایک حاشیہ کبریٰ، ۹۶۹ھ کو قصبہ قاسم پاشا میں فوت ہوئے۔

(۲۸) شمس الدین محمد

سمرقند کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، قرآن کریم کی ایک جامع تفسیر بہ نام "صحائف فی التفسیر" لکھنی شروع کی مگر تکمیل سے پہلے ہی فوت ہو گئے، اس کی تکمیل "شیخ احمد بن محمود قرامانی" نے کی جن کا لقب اصم تھا، قرامانی کی وفات ۹۷۱ھ کو ہوئی۔

(۲۹) الامام شمس الدین محمد بن محمد الشربینی

قاہرہ کے مشہور علماء میں سے تھے، اپنے دور کے جلیل القدر علماء شہاب رملی وغیرہ سے اکتساب فیض کیا، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام "السراج المنیر" لکھی جو

مصر سے چار جلدوں میں طبع ہو چکی ہے اور برصغیر کے مشہور مطبع نولکشور لکھنؤ سے بھی طبع ہو چکی ہے، شربینیؒ کی وفات ۹۷۷ھ کو ہوئی۔

(۳۰) محمد مصلح الدین بن صلاح الدین لاریؒ

شافعی مذہب کے جلیل القدر عالم تھے، ہمایوں کے زمانہ میں ہندوستان آئے مگر ہمایوں کی وفات پر حج کو چلے گئے، فراغت حج کے بعد آمد ''قصبۃ'' میں سکونت اختیار کر لی، تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا جو کہ ''حاشیہ لاری'' کے نام سے مشہور ہے..... ۹۷۹ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۱) ابوالسعود محمد بن محمد بن مصطفیٰؒ

آپ کی ولادت ''قسطنطنیہ'' کے قریب قصبہ ''آمد'' میں ہوئی، فقہ حنفی اور تفسیر قرآن عزیز میں یکتائے روزگار تھے، علماء زمانہ نے آپ کو خطیب المفسرین کا لقب دیا تھا، عثمانی حکومت میں تیس سال تک شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز رہے، سلطان سلیم نے تخت نشینی پر اپنی دستار خلافت کو آپ کے ہاتھ سے مشرف کرایا تھا، دوسری کتابوں کے علاوہ آپ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''ارشاد العقل السلیم الیٰ مزایا القرآن الکریم'' ہے۔ (اس نام میں بھی سلطان سلیم کی طرف تلمیح ہے) یہ تفسیر تفسیر کشاف اور بیضاوی کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے اور سند اور تفسیر کے باب میں معتمد سمجھی جاتی ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے فرمایا ہے:۔

''من المعلوم ان تفسیر احد سواہ بعدالکشاف والقاضی
لم یبلغ الیٰ مابلغ من رتبۃ الاعتبار والا ستشھاد''

تفسیر کی تکمیل پر اپنے بیٹے کو دے کر دربار سلطانی میں بھیجا تو اس کے استقبال اور احترام کے لئے سلطان اپنے وزراء اور اعیان مملکت کو ساتھ لے کر دیوان خاص کے دروازہ تک آیا اور مفسر کا روزانہ اکرامیہ ۷۰۰ آقچہ (ترکی سکہ) مقرر کیا۔ ابوالسعود کا انتقال جمادی الاول ۹۸۲ھ میں ہوا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر

دیئے گئے۔ آپ کی وفات سے سلطان کو بہت زیادہ صدمہ ہوا آپ کی یادگار کے لئے قسطنطنیہ کی ایک سڑک کا نام "شارع ابی السعود" رکھا گیا، تفسیر عام طور پر ملتی ہے۔

(۳۲) شیخ حسن بن محمد گجراتیؒ

صوبہ گجرات کے شہر احمد آباد میں ۹۴۳ھ کو ولادت ہوئی۔ آپ کے والد ماجد گجرات کے بلند پایہ عالم تھے، آپ کو بھی تفسیر قرآن کریم میں مہارت تامہ حاصل تھی چنانچہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "تفسیر محمدی" لکھی اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بھی لکھا۔ احمد آباد میں ۹۸۲ھ کو وفات پائی۔

(۳۳) شیخ بدرالدین محمد بن رضی الدین المقریؒ

دمشق کے مشہور علماء میں سے تھے، صاحب علم ہونے کے علاوہ شاعرانہ ذوق بھی رکھتے تھے چنانچہ قرآن عزیز کی ایک "منظوم تفسیر" لکھی اور اس کی تکمیل پر جامعہ اموبہ دمشق میں تنقیدی مجلس کا اہتمام کیا پھر خود ہی اس تفسیر کا خلاصہ لکھ کر سلطان سلیمان بن سلطان سلیم کے پیش کیا سلطان نے ملک کے نامور علماء کے سامنے تفسیر کو پیش کیا سب نے تصدیق اور تصویب فرمائی، سلطان نے مفسر کو خلعت اور اعزاز و کرام کے ساتھ رخصت کیا مفسر کی وفات ۹۸۵ھ کو ہوئی۔

(۳۴) امیر فتح اللہ شیرازیؒ

ولادت تو شیراز میں ہوئی مگر پھر سلطان علی عادل شاہ بیجاپوری کی دعوت پر ہندوستان آنا ہوا پھر دربار اکبری تک رسائی ہوگئی اکبر نے امین الملک، عضد الملک، عضد الدولہ کا خطاب دیا، قرآن کریم کی فارسی زبان میں ایک تفسیر لکھی جس کا نام "منہج الصادقین" رکھا، پھر خود ہی اس کا خلاصہ بہ نام "خلاصۃ منہج" لکھا، ۹۹۷ھ کو کشمیر سے واپسی پر وفات ہوئی اور کوہ سلیمان پر دفن کر دیئے گئے۔

(ف) شیرازی عقیدۃً شیعہ تھا۔

(۳۵) محمد بن الشیخ ابی الحسن محمد بن عمر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اور اپنے دور کے عالم باعمل تھے یہ شرف آپ ہی کو حاصل تھا کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس جیسے متبرک اور باعظمت مقام پر درس تفسیر اور درس حدیث دیا آپ کا طرز تدریس یہ تھا کہ پہلے تقریر لکھوایا کرتے تھے اور پھر اس پر درس دیا کرتے تھے، آپ کی تصانیف کی تعداد چار سو سے زیادہ ہے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "تسہیل السبیل فی فہم معانی التنزیل" لکھی اور ۹۹۴ھ کو وفات پائی۔ (ذیل کشف)

(۳۶) مولانا وجیہہ الدین گجراتیؒ

صوبہ گجرات کے قصبہ "جانپانیر میں" ۹۱۱ھ کو پیدا ہوئے تحصیل علوم اسلامیہ کے بعد غوث محمد گوالیاری سے شرف بیعت حاصل کیا اور پھر احمد آباد میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا جس میں لاہور تک کے طالبعلم آ کر فیضیاب ہوتے تھے، آپ کی تصانیف کی تعداد چودہ تک بتائی گئی ہے جن میں سے حاشیہ تلویح، حاشیہ شرح تجرید، حاشیہ مطول اور "تفسیر بیضاوی" کا حاشیہ بھی ہے اور مہائمی کی تفسیر پر حاشیہ لکھا، ۹۹۷ھ کو احمد آباد ہی میں فوت ہوئے اور اپنے مدرسہ کے صحن میں دفن کر دیئے گئے۔

(ف ۱) نزھۃ الخواطر میں سال وفات ۹۹۶ھ اور "یاد ایام" میں سال وفات ۹۹۸ھ درج ہے۔ (واللہ اعلم)

(ف ۲) حاشیہ بیضاوی کے دو قلمی نسخوں کا پتہ چلا ہے، ایک تو آصفیہ لائبریری حیدر آباد دکن میں ہے اور ایک نواب صدر یار جنگ کی ذاتی لائبریری میں ہے۔

(۳۷) مولانا محمد بن بدر الدین صاروخانیؒ

ترکی کے باذوق علماء میں سے تھے قرآن کریم کی ایک مختصر تفسیر جلالین کی طرز پر لکھ کر سلطان روم مراد خان کے پیش کی جس کی سلطان نے قدر افزائی کی، تفسیر کا نام "تفسیر منشی" رکھا، آپ کی وفات ۱۰۰۱ھ کو ہوئی۔ واللہ اعلم

گیارہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری

۹۱۱ھ کو ناگورہ میں پیدا ہوئے اس وقت کے علمی مرکز صوبہ گجرات کا سفر طلب علم کے لئے کیا فراغت علوم مروجہ کے بعد بھی دینی کتب کا مطالعہ جاری رکھا آخر عمر میں نظر کمزور ہوگئی تھی۔ محض اپنی یادداشت پر قرآن عزیز کی ایک تفسیر مرتب کروائی جس کا نام **منبع نفائس العیون** ہے اور یہ چار جلدوں میں ہے۔ ۱۰۰۱ھ کو آگرہ میں وفات پائی۔

(۲) محمد بن بدر الدین

''اقحصار'' کے تھے حنفی مسلک کے محقق علماء میں سے تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر جلالین کے طرز پر لکھی جس کا نام ''تنزیل التنزیل'' ہے۔ مدینہ منورہ میں ۱۰۰۱ھ کو وفات پائی۔

(۳) بہاء الدین آملی

آپ کا نام محمد حسین بن عبدالصمد المارثی تھا اور لقب بہاء الدین تھا شام کے پہاڑی علاقہ آمل میں ۹۳۵ھ کو ولادت کی نسبت سے ''آملی'' کہلائے۔ تحصیل علم کے لئے دور دراز کا سفر کیا شاہ عباس نے ''اصفہان'' کا آپ کو ''قاضی'' مقرر کیا۔ ایک سال بعد ''القدس، دمشق'' اور ''حلب'' سے ہوتے ہوئے ''اصفہان'' آگئے۔ معقولات اور منقولات میں کئی کتابیں لکھی۔ ''کشکول، خلاصۃ الحساب، تشریح الافلاک'' کے علاوہ ''العروۃ الوثقی'' نامی تفسیر بھی لکھی صرف کی ابتدائی داخل نصاب صرف بہائی اسی ہی کی مرتبہ ہے ۱۰۰۳ھ میں طوس میں فوت ہوئے۔

(ف) آملی اعتقاداً شیعہ تھا۔

(۴) ابوالفضل فیضی بن مبارک ناگوری

۹۵۴ھ کو آگرہ میں ولادت ہوئی۔ کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا چنانچہ اس کے ذاتی کتب خانے میں ۴۳۰۰ کتابیں تھیں۔ آخر عمر میں ۱۰۰۲ھ میں ایک تفسیر حروف بے نقاط میں لکھی جس کا نام ''سواطع الالہام'' رکھا۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بھی قابل قدر ہے کہ بے نقاط حروف میں سارے قرآن عزیز کی تفسیر کرنے کا شرف برصغیر کو ہی سب سے پہلے حاصل ہوا اس تفسیر کی ترتیب اور تالیف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے بھی اصلاح کرائی جبکہ آگرہ میں تعلیم کے لئے قیام پذیر تھے۔ آگرہ ہی میں ۱۰۰۴ھ کو وفات پائی۔ یہ تفسیر عام ملتی ہے۔

(**ف ۱**) مفسر پر جب یہ اعتراض کیا گیا کہ بے نقاط حروف میں تفسیر لکھنا بدعت ہے تو اس نے جواب دیا کہ کلمہ طیبہ کے بھی سب حروف بے نقاط ہیں ابوالفضل نے ایک رباعی میں کہا ہے۔

صد شکر کہ تفسیر من از علم بہ عین
بخو و جمال و نجمش شدہ زین
در دوشنبہ عاشر ربیع الثانی
از سال عرب شمار الف واثنین

(**ف ۲**) بعض تذکروں میں فیضی کا لاہور سے کشمیر جاتے ہوئے ضلع ہزارہ کے قصبہ دھموڑ میں وفات پانا مذکور ہے اور یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ آج بھی ایک مقبرہ شکستہ وہاں موجود ہے جس کے بارہ میں یہی کہا جاتا ہے کہ یہ فیضی کا مقبرہ ہے۔

(۵) طاہر بن یوسف سندھی

سندھ کے قصبہ پاتری میں ولادت ہوئی اس وقت کے علمی مرکز گجرات میں تحصیل علم کے لئے گئے اس وقت کے عظیم القدر ولی غوث محمد گوالیاری سے بیعت

ہوئے پھر دکن سے ہوتے ہوئے ''برہان پور'' تشریف لائے اور یہیں اقامت اختیار فرمائی تفسیر مدارک کا اختصار لکھا اور تصوف کے رنگ میں ایک مستقل تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''مجمع البحرین'' ہے۔ ۱۰۰۴ھ کو ''برہان پور'' میں ہی وفات پائی۔

(۶) مولانا عثمان سندھی

آپ کی ولادت علاقہ سیوستان کے قصبہ ''بوبکان'' میں ہوئی طلب علم کے لئے گجرات اور پھر برہان پور گئے تکمیل کے بعد زیادہ وقت مطالعہ اور مجاہدہ نفس میں گزارا چنانچہ متواتر ۴۱ سال بہت کم غذا پر گزارہ کیا۔ بخاری شریف کی شرح لکھی اور بیضاوی کا کامیاب حاشیہ لکھا برہان پور کے قریب ایک بستی میں اقامت گزین ہو گئے ۱۰۰۸ھ کو چوروں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

(۷) شیخ منور الدین بن عبدالحمید

برصغیر کے مشہور شہر ''لاہور'' کے ان علماء میں سے تھے جن کو تجوید وقرأت میں کمال حاصل تھا قرأت سبعہ میں تلاوت فرمایا کرتے تھے ''اکبر'' نے جب ''دین الٰہی'' کا اختراع کیا تو آپ نے اس کی شدید مخالفت کی چنانچہ اسی پاداش حق گوئی میں گوالیار کے قلعہ میں پانچ سال تک نظر بند رہے آپ نے قرآن مجید کی ایک مستقل تفسیر لکھی جس کا نام **تفسیر الدر التنظیم فی ترتیب الای وسور القرآن الکریم** ہے اور علامہ دولت آبادی کی تفسیر فارسی ''بحر مواج'' کا عربی زبان میں ترجمہ فرمایا۔ ۱۲ ذی قعدہ ۱۰۱۱ھ کو ''لاہور'' وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

(۸) نور الدین علی بن سلطان محمد المعروف ملا علی قاریؒ

آپ ہرات میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد اور دوسرے علماء عصر سے تحصیل علوم کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور پھر وہیں اقامت اختیار کر لی۔ صوفی کامل

عظیم محدث اور مفسر تھے فقہ حنفی کے ممتاز علماء میں سے تھے ''مشکوٰۃ'' کی شرح ''مرقاۃ'' جو گیارہ جلدوں میں ہے آپ کی علمی یادگار ہے ''جلالین'' کا حاشیہ بہ نام ''جمالین'' لکھا اور ایک مستقل تفسیر بھی بہ نام انوار القرآن لکھی جس کا مخطوطہ کتب خانہ حرم مکہ مکرمہ میں موجود ہے اس کا نمبر ۲۵۲ ہے۔ ۱۰۱۴ھ کو مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔

(ف) جمالین کا ایک مخطوطہ ۱۲۳۴ھ از قلم ملا لطف اللہ بن عبداللہ سکھری کتب خانہ عرفانیہ ٹونک میں موجود ہے۔

(۹) مولانا صبغۃ اللہ بن روح اللہ الحسینی

گجرات کے قصبہ ''بھڑوچ'' کے تھے تحصیل علم کے لئے مکہ مکرمہ اور پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے ساری زندگی احد پہاڑ پر مقیم رہے ہزارہا علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔ تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا جو بلاد روم تک مقبول ہوا۔ ۱۰۱۵ھ کو وفات ہوئی اور جنت البقیع میں خلد آشیان ہو گئے۔

(۱۰) قاضی نور اللہ بن شریف الدین شوستری

شوستر میں ۹۵۶ھ کو ولادت ہوئی دور اکبری میں ''لاہور'' چلا آیا اور لاہور قاضی مقرر ہوا عقیدۃ شیعہ تھا مگر تقیہ سے کام لیا۔ دور جہانگیری میں جب لوگوں کو اس کے عقیدے کی اطلاع ہوئی تو حسب روایت ''ادبیات ایران'' اس کو پکڑ کر گلسرخ کی چھڑیوں سے اس قدر پیٹا کہ ۱۰۱۹ھ میں اس کی موت واقع ہو گئی اور اکبر آباد کے قندھاری باغ کے قریب دفن کر دیا گیا۔ تفسیر بیضاوی کے دو حاشیے لکھے۔ ایک حاشیہ جو کہ ۱۰۳۱ھ کو محمد حیات کاتب نے کتابت کیا تھا اور یہ حاشیہ سلطان محمد صفوی شہزادہ ایران کی ملکیت میں رہا اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔ جس کا نمبر ۳۷ ہے۔

(۱۱) الشیخ فقیہ نظام الدین بن عبدالشکور

تھانیسر میں ولادت ہوئی اپنے چچا مولانا جلال الدین تھانیسری سے علوم دینیہ حاصل کئے پھر ۱۰۰۷ھ کو حجاز چلے گئے تیرہ سالہ قیام کے بعد ۱۰۲۰ھ کو وطن واپس لوٹے اس وقت جہانگیر کی حکومت تھی جس کو اس سے عقیدت تھی مگر جب خسرو جہانگیر سے باغی ہو کر تھانیسر گیا اور از راہ عقیدت حضرت نظام الدین کی خدمت میں حاضر ہوا تو جہانگیر نے اس بات سے ناراض ہو کر آپ کو ملک بدر کر دیا۔ آپ بلخ جا پہنچے اور اس وقت کے ''سلطان بلخ امام قلی ازبک'' کو آپ سے عقیدت ہو گئی چنانچہ یہ ہفتہ میں ایک بار ملاقات کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ''عراقی'' کی ''لمعات'' کی شرح بھی ہے قرآن کریم کی ایک جامع تفسیر بہ نام ''تفسیر نظامی'' لکھی ۱۰۲۴ھ کو بلخ میں انتقال ہوا۔

(ف) بعض علماء نے سال وفات ۱۰۳۶ھ بھی لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۲) نواب مرتضیٰ احمد بخاری

اکبر کے زمانہ میں بخارا سے ہندوستان آ گئے تھے اکبر اور جہانگیر دونوں آپ کے علم و فضل کے معترف تھے چنانچہ آپ کو ''صاحب السیف والقلم'' کا خطاب دیا چار سال تک صوبہ گجرات کے گورنر رہے پھر تا وفات ''لاہور'' ہی کے گورنر رہے علماء کے قدردان اور سخی تھے ''احمد آباد'' (بھارت) میں آج بھی ایک محلہ آپ کے نام پر ''محلہ بخارا'' موجود ہے اس زمانہ کے عالم شیخ زین الدین شیرازی سے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھوائی جو فارسی زبان میں ہے اور جس کا نام تفسیر مرتضوی ہے۔ نواب مرتضیٰ کی وفات ۱۰۲۵ھ کو ہوئی۔

(۱۳) شیخ عیسیٰ بن قاسم سندی

آپ قصبہ یات تعلقہ سیہون (سندھ) میں ۵/ذی الحج ۹۶۲ھ کو پیدا ہوئے چونکہ آپ کے والد ماجد وطن سے ہجرت کر کے صوبہ گجرات کے مرکز "احمد آباد" میں مقیم ہو گئے اس لئے آپ نے بھی اس علاقہ کے علماء سے اکتساب فیض کیا اور اس وقت کے ولی کامل حضرت خواجہ غوث محمد گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت بھی حاصل کیا۔ کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے قواعد تفسیر کے متعلق "الفتح المحمدی" بھی ہے جو اپنے بیٹے "فتح محمد" کے لئے تحریر کرائی اور ایک مبسوط تفسیر بھی بہ نام "انوار الاسرار فی حقائق القرآن" لکھی ۴/یا ۱۴/شوال ۱۰۳۱ھ کو برہان پور میں فوت ہوئے اور محلہ سندھی میں دفن ہوئے۔

(۱۴) شیخ علی بن محمد

یمن کے مشہور علماء میں سے تھے ۹۵۰ھ کو پیدا ہوئے شیخ یمن "الشیخ الامین" سے استفادہ علوم کیا۔ ان کے دادا ابراہیم ابی القاسم نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھنی شروع کی تھی مگر تکمیل سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ شیخ علی نے اس تفسیر کی تکمیل فرمائی۔ ذی قعدہ ۱۰۴۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۵) قاضی مظہر بن النعمان

آپ یمن کے قصبہ "ضمد" میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے "ضمدی" کہلائے شافعی المسلک تھے علوم اسلامیہ میں اچھی مہارت تھی قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام "القرات النمیر فی تفسیر القرآن المنیر" ہے۔ مفسر کی وفات ۱۰۴۹ھ کو ہوئی۔

(۱۶) شاہ عبدالحق محدث دہلوی ابن مولانا سیف الدین دہلوی

ماہ محرم ۹۸۵ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی۔ اور پھر تکمیل کے لئے علماء ماوراء

النہر سے استفادہ کیا برصغیر میں اس وقت اکبر اپنے دین اکبری کی اشاعت کر رہا تھا۔ آپ اڑتیس سال کی عمر میں حجاز تشریف لے گئے اور وہاں ''کنز العمال'' کے مولف مولانا عبدالوہاب متقی اور دوسرے علماء حجاز سے اکتساب فیض کے بعد ۱۰۰۰ھ کو وطن واپس تشریف لائے شیخ وقت حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر علم حدیث کی تدریس میں مصروف ہو گئے اور ''محدث دہلوی'' کا لقب پایا آپ نے بخاری شریف اور دوسری کتب حدیث کے حواشی اور شروح مرتب فرمائے سیرت النبی ﷺ کے پاکیزہ موضوع پر آپ کی کتاب ''مدارج النبوۃ'' آپ کے علمی اور روحانی کمالات کا مظہر ہے آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے جن میں سے ''تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی'' بھی ہے اس میں حضرت شیخ نے بیضاوی کی تفسیری خامیوں پر عالمانہ تبصرہ فرمایا ہے اور قرآن عزیز کا اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا یہ ترجمہ مطبع احمدی ہوگلی کلکتہ سے ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۸۳ء کو دو جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔ حضرت شیخ کا انتقال ۱۰۵۲ھ کو ہوا اور دہلی میں دفن کر دیئے گئے۔

(ف) منشی بنی نرائن لاہوری نے حضرت سید احمد شہید بریلوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا تھا اور پھر ہوگلی کلکتہ کے قریب حجرہ نامی قصبہ میں زر کثیر خرچ کر کے ایک مطبع قائم کیا جس کا نام اپنے مرشد کی نسبت سے مطبع احمدی رکھا اس میں سب سے پہلے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا یہ ترجمہ اور تفسیر موضح قرآن طبع فرمائی۔

(۱۷) مولانا سید محمد رضوی

شاہ عالم بخاری کی اولاد میں سے تھے اور فضل و کمال میں اپنے اسلاف کی اچھی یادگار سمجھے جاتے تھے باوجودیکہ بادشاہوں کو آپ سے کمال عقیدت رہی مگر آپ نے کبھی شاہی ملازمت حاصل نہ کی جہانگیر جب گجرات آیا تو آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور آپ سے درخواست کی کہ قرآن عزیز کا ترجمہ فارسی زبان میں کریں چنانچہ انہوں نے قرآن عزیز کا فارسی زبان میں نہایت ہی عمدہ ترجمہ فرمایا

آپ کی وفات ۱۰۵۴ھ کو ہوئی۔

(ف) سید محمد رضوی کے خلف الرشید سید جلال تھے جو کہ ۱۰۵۷ھ کو فوت ہوئے سید جلال کے دو بیٹے تھے سید جعفر اور سید علی، سید علی ۱۰۶۲ھ میں شاہی کتب خانہ کے داروغہ مقرر ہوئے عالمگیر نے آپ کی آٹھ سالہ اس خدمت کے بعد آپ کی بارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی سید علی نے ۱۰۹۱ھ کو وفات پائی۔ گڑھی افغانان متصل واہ آرڈیننس فیکٹریز میں کتب خانہ سید محمد فاضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں تقطیع کلاں میں قرآن عزیز کے فارسی ترجمہ کا ایک حصہ موجود ہے جس کے آخر میں دو مہریں ثبت ہیں۔ ۱۰۸۶ھ میر سید علی، ۱۰۹۲ھ میر عالمگیر، اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ترجمہ مولانا سید محمد رضوی کا ہے۔ واللہ اعلم

(۱۸) شیخ محمد علی بن محمد علوان البکری الصدیق الشافعیؒ

آپ کی ولادت ۲۰ رصفر ۹۹۶ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی اور مکہ مکرمہ ہی کے علماء کرام سے استفادہ علوم کیا تفسیر اور حدیث میں آپ کو امام سیوطی کا ہم پلہ سمجھا جاتا تھا آپ کے زمانہ میں جب ۱۰۳۹ھ میں بیت اللہ کی تعمیر کو نقصان پہنچا اور اس کی دوبارہ تعمیر شروع ہوئی تو آپ نے دوران تعمیر بیت اللہ کے اندر بخاری شریف کا ختم فرمایا اور اسی زمانہ میں سید دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ نے ''ریاض الصالحین'' کی بہترین شرح ''دلیل الفالحین'' کے نام سے لکھی جو چار جلدوں میں طبع ہو چکی ہے اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی بہ نام ''ضیاء السبیل الی معالم التنزیل'' لکھی ۲۱ ر ذی الحجہ ۱۰۵۷ھ کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور ابن حجر مکی کے پہلو میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۱۹) شیخ محب اللہ الہ آبادی

آپ صوبہ اودھ کے قصبہ ''خیر آباد'' کے قریب ''صید پور'' میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب شیخ فرید الدین گنج شکر تک پہنچتا ہے علوم دینیہ سے فراغت کے بعد خرقہ خلافت

سلسلہ چشتیہ قادریہ شیخ ابوسعید گنگوہی سے حاصل کرنے کے بعد مستقل طور پر ''الہ آباد'' میں آباد ہو گئے آپ علوم سلوک کے بھی بلند پایہ عالم تھے چنانچہ ابن عربی کی ''فصوص الحکم'' کی شرح عربی اور فارسی زبان میں لکھی قرآن مجید کی تفسیر بھی بہ نام ''ترجمۃ الکتاب'' لکھی اور پھر خود ہی اس کا حاشیہ بھی بہ نام ترجمۃ القرآن لکھا ۱۰۵۸ھ میں الہ آباد میں انتقال ہوا۔

(۲۰) میر محمد ہاشم بن محمد قاسم گیلانی

آپ کی ولادت تو اسفرائین میں ہوئی مگر شاہ جہان کے زمانہ میں ہندوستان آ کر ''احمد آباد'' میں مقیم ہو گئے شاہ جہان نے آپ کی علمیت سے متاثر ہو کر آپ کو اورنگ زیب کا استاد مقرر کر دیا آپ نے بیضاوی کا حاشیہ لکھا اور اسے شاہ جہان کے نام سے معنون کیا ۱۰۶۱ھ اورنگ آباد میں انتقال ہوا اور وہیں دفن کر دیئے گئے۔

(۲۱) عبدالحکیم بن مولانا شمس الدین سیال کوٹی

آپ کی ولادت سیالکوٹ میں ہوئی زیادہ علوم مولانا کمال الدین کاشمیری سے حاصل کئے اور اپنے وقت کے بہترین عالم قرار دیے گئے اگرچہ آپ نے جہانگیر کا زمانہ بھی پایا مگر شاہ جہان کے دربار میں آپ کو غیر معمولی قدر و منزلت حاصل ہوئی شاہ جہان نے آپ کو دو دفعہ چاندی میں تولا اور وہ چاندی اور کئی قصبات آپ کے نام بطور جاگیر کر دیئے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے آپ کو ''آفتاب پنجاب'' کا خطاب دیا تھا۔ آپ کی کئی تصانیف علوم وفنون میں مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں آپ کے علوم کی قدر و منزلت دیار عرب میں بھی کی جاتی ہے۔ تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا جو مطبوع اور دستیاب ہے اس کا ایک قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۰۹۴ھ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں موجود ہے آپ کی وفات جمادی الآخری ۱۰۶۷ھ کو سیالکوٹ میں ہوئی اور وہیں پیوند خاک کر دیئے گئے آپ کے نام پر آج بھی سیالکوٹ میں ایک محلہ بہ نام محلہ عبدالحکیم موجود ہے۔

(۴۲) سید محمد بن الحسین

یمنی علماء میں سے تھے آپ کے دادا سید محمد بن ابراہیم وزیر نے قرآن کریم کی تفسیر ''آیات الاحکام'' لکھی تھی سید محمد نے اس کی شرح بہ نام ''منتہی المرام فی شرح آیات الاحکام'' لکھی جس میں احادیث کی تخریج اور آیات قرآنیہ سے استنباط کیا ہے۔ آپ کی وفات صنعاء یمن میں ۸ر شوال ۱۰۶۷ھ کو ہوئی۔

(۴۳) شہاب الدین احمد خفاجی

قاہرہ کے قریب ایک بستی میں پیدا ہوئے ابتدائی علوم قاہرہ کے مدارس سے حاصل کیئے پھر اس وقت کے علمی مرکز ''قسطنطنیہ'' کے علماء کرام سے اکتساب فیض کر کے مصر آ گئے حکومت نے آپ کو لشکر کا قاضی مقرر کیا مگر کچھ عرصے بعد ترکی چلے گئے وہاں سے واپسی پر مصر کے قاضی مقرر کر دیئے گئے آپ جملہ علوم وفنون اسلامیہ میں یکتائے روزگار تھے جس کا ثبوت آپ کی مختلف علمی مجالس کی ناقص روداد ''طراز المجالس'' سے ملتا ہے۔ بیضاوی کا مفصل حاشیہ بیضاوی کی پینتیس شروح کو پیش نظر رکھ کر کیا جو آٹھ جلدوں میں مصر سے ۱۲۸۳ھ میں طبع ہوا تھا اور اب بھی دستیاب ہے۔ علامہ خفاجی کی وفات ۱۰۶۷ھ کو قاہرہ میں ہوئی۔

(۴۴) شیخ نعمت اللہ فیروز پوری

آپ کے والد کا نام عطاء اللہ تھا ولادت ''نارنول'' نامی قصبہ میں ہوئی اور پھر فیروز پور چلے آئے جہانگیر کا زمانہ پایا چھ ماہ کی مدت میں قرآن عزیز کی ایک تفسیر جلالین کی طرز پر لکھی اور قرآن عزیز کا فارسی زبان میں ترجمہ بھی لکھا جس کا نام تفسیر جہانگیری رکھا اورنگ زیب بھی آپ کا قدردان تھا ۱۰۷۲ھ میں فیروز پور میں وفات ہوئی۔

(۲۵) خواجہ معین الدین کشمیری

آپ کے والد ماجد عارف کبیر خاوند محمود نے (جو کہ مشائخ نقشبندیہ میں سے تھے) بخارا سے ہندوستان آ کر کشمیر میں سکونت اختیار کر لی تھی پھر شاہ جہان کی درخواست پر ''لاہور'' میں اقامت اختیار کر لی تھی اور یہیں ۱۰۵۲ھ کو وفات پائی۔ آپ کے فرزند ارجمند خواجہ ''معین الدین'' کی ولادت کشمیر میں ہوئی ابتدائی علوم تو اپنے والد ماجد سے پڑھے مگر تکمیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے کی اور وطن واپس آ کر علوم دین کی اشاعت اور تدریس میں مشغول ہو گئے آپ علمی اور دینی مسائل میں مرجع خلائق تھے آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ بہ نام ''فتاویٰ نقشبند'' ہے، آپ نے قرآن مجید کی دو تفاسیر مرتب فرمائیں ایک کا نام تو زبدۃ التفاسیر ہے جس کا ایک قلمی نسخہ سعیدی لائبریری ٹونک (بھارت) میں ہے اور ایک قلمی نسخہ جو کہ ۱۰۶۹ھ کا محررہ ہے کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی میں ہے۔ اور ایک فارسی زبان میں ہے جس کے کل صفحات ۱۲۵۶ ہیں اور یہ ۱۰۷۵ھ کا مکتوبہ ہے خواجہ معین الدین کی وفات کشمیر میں محرم الحرام ۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔

(۲۶) شیخ جعفر بن جلال گجراتی

آپ شعبان ۱۰۲۳ھ میں پیدا ہوئے علم تفسیر میں چند رسائل مرتب کیے اگرچہ آپ نے کوئی مستقل تفسیر تو مرتب نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کمال عطا فرمایا کہ پورا قرآن مجید صرف ۵۴ ساعات میں لکھ لیا کرتے تھے ۹/ ذی الحج ۱۰۸۵ھ کو وفات ہوئی۔

(۲۷) شیخ یعقوب صرفی

آپ کشمیری علماء میں سے تھے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں سے قرآن حکیم کی تفسیر عربی میں ہے جس کا ایک مخطوطہ از قلم نذیر بیگ ۱۰۷۱ھ مخطوطات شیرانی میں موجود ہے، ۱۰۸۵ھ میں وفات ہوئی۔

(۲۸) مولانا یعقوب بنانی

شاہ جہانی دور میں لاہور میں پیدا ہوئے علوم منقولات ومعقولات میں ممتاز عالم تھے شاہ جہان نے آپ کو لشکر میں ''میر عدل'' کے عہدہ پر متعین کیا آپ نے بخاری شریف کی شرح بہ نام ''خیر جاری'' لکھی اور تفسیر بیضاوی کا مفصل حاشیہ لکھا جس کا کامل نسخہ دو جلدوں میں محررہ ۱۲۷۵ھ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں موجود ہے بنانی کی وفات ۱۰۹۰ھ کو ہوئی۔

(۲۹) حافظ عصام الدین اسمٰعیل بن محمد بن مصطفیٰ

ترکی کے مشہور شہر ''قونیہ'' میں ولادت ہوئی علماء عصر سے علوم وفنون حاصل کیئے غازی سلطان محمد کی جامع میں تفسیر بیضاوی کا درس دیا کرتے تھے اسی زمانہ میں تفسیر بیضاوی کا عظیم حاشیہ لکھا جو سات جلدوں میں مطبع عامرہ سے شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کا ایک قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۱۹۴ھ کتب خانہ فاضلیہ میں موجود ہے علامہ قنوی کی وفات ۱۱۹۵ھ میں ہوئی۔

(۳۰) شیخ عبدالواجد بن کمال الدین

بھارت کے شہر سنبھل میں ولادت ہوئی دہلی کے علماء کرام سے علوم حاصل کرنے کے بعد حجاز مقدس چلے گئے اور علوم اسلامیہ کی خدمت کافی زمانہ کرنے کے بعد واپس سنبھل آ گئے قرآن عزیز کی فارسی زبان میں ایک تفسیر لکھی سنبھل ہی میں وفات پائی۔

(۳۱) سید عبداللہ بن احمد بن ابراہیم اشرفی

یمن کے ان علماء میں سے تھے جن کو علم وعمل کی دولت عطاء ہوئی تھی قرآن مجید کی ایک تفسیر بہ نام ''المصابیح الساطعۃ الانوار المجموعۃ من تفسیر الائمۃ الکبار'' لکھی اس تفسیر میں یہ جدت کی کہ اس کی ابتداء آخری پارہ سے کی۔ اگرچہ آپ کا سال وفات تا حال معلوم نہ ہو سکا مگر اتنا ضرور ہے کہ گیارہویں صدی ہجری میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

بارہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) خضر بن عطاء

''موصل'' میں ولادت ہوئی اپنے علاقہ کے علماء کرام سے اکتساب فیض کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں آ کر تدریس علوم اسلامیہ شروع کر دی علم نحو، معانی، بیان، اصول و تفسیر میں مہارت رکھتے تھے مورخ معصومی نے لکھا ہے کہ اس وقت کے شریف مکہ نے آپ کو ایک ہزار پونڈ کا عطیہ دیا تھا۔ تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی میں ذکر شدہ علمی اور لغوی مسائل کے شواہد کی شرح لکھی ۱۰۷۰ھ کو فوت ہوئے۔

(۲) شیخ محمد بن جعفر

گجرات (بھارت) میں ۱۰۴۷ھ کو پیدا ہوئے اس دور کے علمی مرکز احمد آباد میں اقامت اختیار کر لی اور علوم دین کی خدمت میں مصروف ہو گئے قرآن مجید کی ایک تفسیر فارسی زبان میں بروایت اہل بیت لکھی اور ایک مختصر تفسیر بزبان عربی جلالین کی طرز پر لکھی احمد آباد ہی میں ۱۱۱۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۳) نعمت خان

دور عالمگیری کے محقق عالم تھے قرآن عزیز کے ساتھ عشق تھا چنانچہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی زبان میں لکھی جس کا نام نعمت عظمیٰ رکھا............نعمت خان کی وفات ۱۱۲۱ھ کو ہوئی۔

(ف) نعمت خان نے مشکوٰۃ شریف کی ایک شرح بنام ''زینۃ المشکوٰۃ'' بھی لکھی ہے۔

(۴) شیخ جمال الدین ولد رکن الدین

احمد آباد میں ۱۰۸۸ھ کو پیدا ہوئے علوم دینیہ میں یکتائے روزگار سمجھے جاتے تھے تصنیف اور تدریس دونوں طریقوں سے علوم اسلامیہ کی خدمت کی چنانچہ آپ کی تصانیف

کی تعداد''۱۴۲'' بتائی جاتی ہیں جن میں سے تفسیر کے متعلق مندرجہ ذیل کتب ہیں۔

''حاشیہ تفسیر مدارک''۔''حاشیہ بیضاوی''۔''حاشیہ تفسیر محمد''۔''حاشیہ تفسیر حسینی'' اور دو تفاسیر بھی لکھی ہیں ایک تو مختصر ہے اور ایک مفصل ہے جس کا نام تفسیر نصیری ہے۔ربیع الثانی ۱۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

(۵) علامہ غلام نقشبندی عطاء اللہ

ذوالحج ۱۰۵۱ھ کو''گھوسی'' نامی قصبہ میں ولادت ہوئی اپنے وطن کے علماء سے علوم اسلامیہ حاصل کیے قرآن کریم کے ربع اول کی تفسیر بہ نام تفسیر الانوار لکھی اور ''سورہ الاعراف'' کی مستقل تفسیر بھی لکھی اور پھر ان دونوں پر حواشی بھی خود ہی لکھے رجب ۱۱۲۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۶) ملا جیون

اصلی نام شیخ احمد تھا سلسلہ نسب حضرت صالح علیہ السلام سے جاملا ہے اس لئے ان کو''صالحی'' بھی کہا گیا۔لکھنو میں ۲۵/شعبان میں ولادت ہوئی حفظ قرآن مجید کے بعد لطف اللہ کوڑہ جہاں آبادی سے علوم دینیہ حاصل کیے آپ بڑے ہی قوی حافظہ والے تھے چنانچہ سولہ سال کی عمر میں''تفسیر احمدی'' تصنیف فرمائی جو آیات احکام کی مستند تفسیر ہے اور عرب وعجم میں متداول اور مقبول ہے مدینہ منورہ میں حاضری کے وقت منار کی شرح نور الانوار لکھی جو ربیع الاول ۱۱۰۵ھ کو شروع کی اور ۷/جمادی الاول ۱۱۰۵ھ کو مکمل کر ڈالی اورنگ زیب عالمگیر نے آپ سے کئی دینی کتابیں پڑھیں اور آپ کا بڑا احترام کرتا تھا ۱۱۳۰ھ میں دہلی میں وفات ہوئی مگر میت''امیٹھی'' میں لا کر دفن کیا گیا۔

(**ف**) ''تفسیر احمدی کا اردو زبان میں ترجمہ حافظ عبدالعلی بلگرامی نے کیا تھا جو کتب خانہ سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے جو کہ ۱۲۷۰ھ کا مخطوطہ ہے اس کا نمبر کتب خانہ ۱۵۸ ہے اور اب طبع بھی ہو گیا ہے۔

(۷) امان اللہ بن نور اللہ حنفی

آپ کی ولادت تو بنارس میں ہوئی مگر علوم دینیہ میں ممتاز مقام کی وجہ سے اورنگ زیب نے آپ کو حلقہ لکھنو کا صدر مقرر کر دیا تھا۔ آپ کے کئی منافشات "مسلم الثبوت" کے گرامی قدر مصنف ملا محب اللہ بہاری کے ساتھ ہوتے رہے۔ تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا ۱۱۳۳ھ میں بنارس ہی میں انتقال فرمایا۔

(۸) مفتی شرف الدین

لکھنو میں پیدا ہوئے زمانہ عالمگیر میں دربار سلطانی کے مقرب تھے تفسیر بیضاوی کا کامیاب حاشیہ لکھا صوبہ بہار کے قصبہ "منیر" میں ۱۱۳۳ھ کو وفات ہوئی۔

(۹) شیخ عارف اسمٰعیل حنفی آفندی بروسی

بلغاریہ کی بستی آیدوس میں پیدا ہوئے ابتدائی علوم وطن میں حاصل کئے اور پھر "استنبول" کے شیخ عثمان فضلی اور مصر کے شیخ اسمٰعیل برحاوی اور دمشق کے شیخ محمد بن عبدالباقی حنبلی سے اکتساب فیض کیا بعض شہروں میں تھوڑی مدت قیام کیا اور پھر مستقل طور پر "بروسا" بستی میں مقیم ہو گئے ایک علمی خانقاہ بنا کر تدریس علوم اور اشاعت اسلام میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے جن میں سے تفسیر بیضاوی کی سورۃ "فاتحہ" اور سورۃ "النساء" پر تعلیقات بھی ہیں اور پھر اپنے مرشد حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر قرآن عزیز کی مستقل مفصل تفسیر بھی بہ نام "روح البیان" لکھی جو دس جلدوں میں کئی بار طبع ہو چکی ہے تفسیر میں واعظانہ اور ناصحانہ طرز اختیار فرمایا ہے آپ کا انتقال ۱۱۲۷ھ کو ہوا۔

(۱۰) شیخ فتح محمد

الہ اباد کے قریب ایک بستی "سیدانہ" میں پیدا ہوئے عالم باعمل تھے قرآن

عزیز کی تفسیر کے ساتھ خاص قلبی لگاؤ تھا قرآن مجید کی تفسیر بہ نام ''تفسیر محمدی'' لکھی اور ایک تفسیر تصوف کے مسائل پر بھی لکھی سیدانہ ہی میں ۱۱۴۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۱) شیخ کلیم اللہ بن نور اللہ جہاں آبادی

۱۰۶۰ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی آپ کا دادا ان معماروں میں تھا جنہوں نے شاہی مسجد دہلی کی تعمیر کی ہے طلب علم کے لئے حجاز مقدس میں کافی زمانہ قیام رہا پھر دہلی آ کر دین اور علم دین کی خدمت میں مصروف ہو گئے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''تفسیر القرآن بالقرآن'' لکھی جو ۱۱۲۵ھ کو تکمیل پذیر ہوئی اس کے آخر میں یہ تحریر فرمایا:۔

''کنت استمد من البیضاوی والمدارک والجلالین والحسینی''

اس تفسیر کا ایک قلمی کامل نسخہ محررہ ۱۲۶۸ھ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں موجود ہے مفسر کی وفات دہلی ہی میں ۱۱۴۳ھ کو ہوئی۔

(۱۲) سید عبدالغنی نابلسی دمشقی حنفی

۵/ذی الحجہ ۱۰۵۰ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد نابلس سے یہاں آ گئے تھے جو آپ کی ولادت سے چند ماہ قبل فوت ہو گئے تھے عراق اور مصر کے علماء کرام سے استفادہ کے بعد دمشق آ گئے اور تادم آخرین دین اور علوم دین کی خدمت کرتے رہے آپ کا درس تفسیر بیضاوی کے لئے مشہور تھا آپ نے اس تفسیر کی ایک شرح لکھی جس کا نام ''التحریر الحاوی شرح تفسیر البیضاوی'' ہے دمشق ہی میں ۱۱۴۳ھ کو انتقال فرمایا۔

(ف) حدیث کے متعلق آپ کی ایک مفید ترین معلوماتی کتاب بہ نام ذخائر المواریث فی الدلالة علیٰ مواضع الحدیث چار جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

(۱۳) شیخ محمد طاہر

آپ شیخ خوب اللہ الہ آبادی کے بیٹے تھے سید جار اللہ الہ آبادی سے علوم حاصل کیے آپ کا حافظہ بے نظیر تھا فصوص الحکم کی مفصل شرح لکھی اور تفسیر بیضاوی کا کامیاب حاشیہ لکھا ۱۱۴۳ھ میں وفات پائی۔

(۱۴) علی اصغر قنوجی

آپ کے والد ماجد کا نام عبدالصمد تھا آپ مدرس اور مصنف تھے ساٹھ سال تک ''قنوج'' میں تدریس اور تعلیم کی خدمات انجام دیں قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''ثواقب التنزیل'' لکھی جو حجم اور طرز تفسیر میں جلالین کی طرح ہے۔ آپ کی وفات ۱۱۴۶ھ کو ہوئی۔

(۱۵) مولانا محمد حکیم بریلوی

آپ کی ولادت رائے بریلی میں ہوئی اپنے زمانہ کے محقق عالم باعمل اور مدرس تھے ساری عمر اسی کار خیر میں بسر کردی قرآن عزیز کی دو تفسیریں لکھیں ایک عربی زبان میں ہے جس کا نام ''محکم التنزیل'' ہے اور ایک فارسی زبان میں ہے جس کا نام ''الحسنیٰ'' ہے آپ کی وفات ۲۲ر شوال ۱۱۵۰ھ کو ہوئی۔

(۱۶) شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری

آپ کی ولادت تو پشاور میں ہوئی مگر پھر آپ نے سکونت لاہور میں اختیار کرلی آپ جامع شریعت وطریقت عالم تھے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ اور حاشیہ بھی ہے آپ کی وفات محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں ۱۱۵۲ھ کو لاہور میں ہوئی آپ کا مزار مرجع خواص وعام ہے۔

(ف) یہ قلمی ترجمہ اور حاشیہ مولوی نور محمد سرحدی کے کتب خانہ پشاور میں موجود ہے۔

(۱۷) مولانا نورالدین ابن محمد صالح احمد آبادی

آپ برصغیر کے ان نامور علماء کرام میں سے تھے جنھوں نے اپنی ساری زندگی دینی علوم کی تدریس اور اشاعت میں گزاردی صوبہ گجرات کے صدر اکرم الدین خان نے ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ کی لاگت سے آپ کے لئے ایک عالی شان مدرسہ تعمیر کرایا تھا۔ آپ صاحب قلم بھی تھے چنانچہ آپ کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو بیان کی جاتی ہے۔ جن میں سے ''قرآن مجید کی ایک تفسیر'' بھی ہے ۱۱۵۵ھ کو احمد آباد میں فوت ہوئے اور اپنے مدرسہ کے احاطہ میں دفن کر دیئے گئے۔

(۱۸) مولانا عابد لاہوری

آپ محمد شاہ کے دور حکومت کے عالم باعمل زاہد اور متقی تھے اور مدرس بھی تھے قرآن عزیز کی تفسیر کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں سے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ ہے اور ایک مستقل تفسیر بھی لکھی ۱۱/رمضان ۱۱۶۰ھ کو فوت ہوگئے۔

(۱۹) شیخ محمد ناصر الہ آبادی

آپ کی ولادت ۱۱۲۲ھ کو ہوئی آپ کو اپنے جدا اعلیٰ کی طرف نسبت کی بناء پر افضلی بھی کہا جاتا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ''تفسیر احکام القرآن'' بھی ہے آپ کی وفات ۱۱۶۳ھ کو ہوئی۔

(۲۰) شیخ ولی اللہ مجددی

آپ حضرت محمد سعید مجددی سرہندی کے پوتے تھے اور کوٹلہ فیروز شاہ میں مقیم تھے تصوف میں راسخ قدم کے علاوہ صاحب علم بھی تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے کوٹلہ ہی میں ۱۱۶۶ھ کو وفات پائی۔

(۲۱) سید محمد وارث بنارسی

آپ ۱۰۸۷ھ میں قاضی عنایت کے ہاں پیدا ہوئے جو کہ عالمگیر کے زمانہ میں ''بنارس'' کے قاضی تھے آپ کی داہنی ہتھیلی پر جھلی کے نیچے سبز کلمات میں سید دو عالم ﷺ کا اس گرامی لکھا ہوا تھا جس کو ہر شخص بہ آسانی پڑھ سکتا تھا اور آپ کے بدن سے ہر وقت خوشبو آتی تھی آپ کا لقب ''رسول نما'' تھا آپ کو سید دو عالم ﷺ کے ساتھ بے پناہ عشق و محبت تھا کمال تقویٰ و طہارت کے ساتھ ساتھ معقولات اور منقولات میں بھی باکمال تھے شارح سلم قاضی مبارک کے ساتھ اکثر علمی مسائل میں مباحثات رہتی تھیں آپ نے شرح وقایہ کا حاشیہ اور قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی ۱۱ ربیع الآخر ۱۱۶۶ھ کو بنارس میں ہی وفات پائی۔

(۲۲) مخدوم عبداللہ

آپ سندھ کے علمی اور روحانی خاندان کے ایک فرد تھے آپ کی ولادت ۱۱۰۴ھ کو ہوئی علم و فضل میں اپنے دور کے مرجع خلائق تھے وعظ و بیان بھی فرماتے تھے اور صاحب قلم بھی تھے آپ کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو تک ہے۔ جن میں سے قرآن مجید کی تفسیر بھی ہے جو کہ ''سندھی زبان'' میں ہے۔ اس کا نام تفسیر ہاشمی ہے جو کہ مطبع کریمی بمبئی سے ۱۳۳۰ھ کو طبع ہو چکی ہے اور اس کے صفحات کی تعداد ۵۰۴ ہے مخدوم صاحب کی وفات ۱۱۷۴ھ کو ہوئی اور مزار کوچہ مکلی پر ہے۔

(۲۳) شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم بن شاہ وجیہہ الدین دہلوی

امت محمدیہ پر جن ارباب علم و فن کا قرون اولیٰ کے بعد احسان عظیم ہے ان میں سے گوہر یکتا حجۃ اللہ فی الارض شاہ ولی اللہ بھی ہیں شاہ صاحب کی ولادت سے قبل آپ کے ظہور کی بشارت اس وقت کے ولی کامل قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی۔ چنانچہ ولادت پر آپ کا اسم گرامی ''قطب الدین'' رکھا گیا۔ آپ ۱۴ ر شوال بروز

بدھ وار ۱۱۱۴ھ کو عالم ناسوت میں تشریف لائے علوم اسلامیہ کچھ تو اپنے گرامی قدر والد ماجد سے حاصل کیے اور تحقیق و تدقیق اور اہم مسائل شیخ محمد افضل سیالکوٹی سے حاصل کیے پھر ۱۱۴۳ھ کو حجاز مقدس تشریف لے گئے اور وہاں دو سال قیام رہا جس میں شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکروی المدنی سے سند حدیث حاصل کی اور دیگر اکابر علماء سے بھی استفادہ کیا ۱۱۴۵ھ میں وطن تشریف لا کر تدریس اور ارشاد علوم اسلامیہ کی خدمت میں کمر بستہ ہو گئے آپ کے ہم زمان حضرت مظہر جانجانان دہلوی نے ارشاد فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام کرۂ ارض کی سیر مثل کف دست کرائی میں نے اپنے زمانہ میں شاہ ولی اللہ جیسا کوئی نہیں پایا"

آپ کے فضائل کو بیان کرنے کے لئے دفاتر درکار ہیں آپ کو سید دو عالم ﷺ کے دربار پرانوار میں حضوری کا شرف حاصل تھا جس کا ذکر آپ کی کتاب "فیوض الحرمین اور الدر الثمین" میں موجود ہے۔ برصغیر میں سب سے پہلے جامع اور فائدہ عام کے لئے آپ نے قرآنیات پر لکھا "الفوز الکبیر" فتح الخبیر، تفہیمات الٰہیہ وغیرہا کتب اس سفر کے لئے مشعل راہ ہیں آپ نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ لکھا اور حاشیہ پر تفسیری نوٹ بھی فارسی میں لکھے "سورہ بقرہ" اور سورہ آل عمران" کی مستقل تفاسیر بھی لکھیں آپ کا وصال ۱۱۷۶ھ کو ہوا مزار پرانوار دہلی میں ہے۔

(۲۴) مولانا رستم علی قنوجی

آپ علی اصغر قنوجی کے فرزند ارجمند تھے ۱۱۱۵ھ کو قنوج میں ولادت ہوئی مرہٹوں کی شورش کے زمانہ میں قنوج سے بریلی حافظ رحمت خان صاحب کے ہاں جا کر علوم دینیہ کی اشاعت میں مصروف ہو گئے اپنے والد ماجد کی طرح علوم قرآن سے خاص شغف تھا چنانچہ "جلالین" کی طرز پر قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "تفسیر صغیر" لکھی بریلی میں ۱۱۷۸ھ کو انتقال ہوا پھر چھ ماہ بعد آپ کا تابوت قنوج لایا گیا۔

(۲۵) شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی

آپ سنبھل کے جلیل القدر علماء کرام میں سے تھے آپ نے اگرچہ صرف پارہ ''عم'' کی تفسیر لکھی ہے مگر اس لحاظ سے آپ پہلے مفسر ہیں کہ آپ نے اردو زبان میں قرآن عزیز کی تفسیر لکھی جس کو بہت زیادہ قبولیت حاصل ہوئی بابائے اردو مولوی عبدالحق نے فرمایا ہے کہ:۔

''اب تک اردو زبان میں قرآن مجید کے جتنے بھی ترجموں کا پتہ چل سکا ہے ان میں سے یہ ترجمہ سب سے زیادہ قدیم ہے''

مگر یہ بات قابل غور ہے کیونکہ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس سے پہلے اردو ترجمہ فرمادیا تھا۔(۱۲ از احقر)

اس کا ایک قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری کے شیرانی سیکشن میں موجود ہے۔ یہ کئی بار طبع ہوا مثلاً:۔

مطبع عالم افروز کلکتہ میں طبع ہوا جس کا ایک نسخہ ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔

پہلی بار ۱۲۴۷ھ میں ہوگلی میں طبع ہوا دوسری بار ۱۲۶۰ھ میں کلکتہ سے طبع ہوا اور تیسری بار بھی ۱۲۹۸ھ میں کلکتہ ہی میں نستعلیق ٹائپ میں طبع ہوا۔ مفسر کی وفات ۱۱۸۴ھ کو ہوئی۔

(۲۶) الشیخ الکبیر اہل اللہ بن شاہ عبدالرحیم

آپ حضرت شاہ ولی اللہ کے چھوٹے بھائی تھے علوم اسلامی اپنے برادر بزرگ شاہ ولی اللہ سے پڑھے خاندانی شرف کی بناء پر قرآنی علوم کے ساتھ خاص لگاؤ تھا آپ نے طب میں مہارت حاصل کی تھی آپ نے چند کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں سے ''قرآن عزیز'' کی ایک مختصر مگر جامع تفسیر بھی ہے ۱۱۸۷ھ کو انتقال فرمایا آپ کی قبر موضع ''پھلت ضلع مظفر نگر'' میں ہے۔

(۲۷) قاضی احمد بن صالح بن معروف صنعانی

آپ کی ولادت یمن کے شہر صنعاء میں ہوئی علم صرف، نحو، معانی، بیان اور اصول وتفسیر قرآن عزیز میں مہارت حاصل تھی تفسیر ''کشاف'' کا کامیاب حاشیہ لکھا ۱۱۹۱ھ کو وفات پائی۔

(۲۸) سید علی بن صلاح الدین الحسینی

آپ کی ولادت ۱۱۲۰ھ کو ہوئی جلیل القدر علماء کرام سے اکتساب فیض کیا علم تفسیر اور متعلقات تفسیر میں کافی رسوخ تھا کئی تصانیف فرمائیں جن میں سے درر الاصداف المنتقاۃ من سلک جواھرا لاسعاف بھی ہے۔ جو کہ بیضاوی اور کشاف میں ذکر شدہ عربی محاورات اور استدلالی اشعار کی شرح ہے مفسر کی وفات صنعاء یمن میں ۱۱۹۱ھ کو ہوئی۔

(۲۹) شاہ غلام مرتضی بن شاہ محمد تیمور الہ آبادی

سہسام میں ولادت ہوئی مگر بعد میں ''الہ آباد'' میں اقامت اختیار کر لی تھی قرآن عزیز کے ساتھ خاص لگاؤ تھا چنانچہ حسب تصریح ڈاکٹر زدر مرحوم:۔

''غلام مرتضی نے پورے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کیا جو ایک بہت بڑا کام ہے''

اس کا ایک مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں موجود ہے اور ایک نسخہ قلمی کتب خانہ سالار جنگ حیدر آباد دکن میں موجود ہے اگر چہ مفسر کا سال وفات تا حال معلوم نہ ہو سکا مگر اتنا ثابت ہے کہ اس کی تالیف ۱۱۹۴ھ میں ہوئی اور یہ دور شاہ عالم کا ہے جیسا کہ تفسیر کے افتتاحیہ میں مؤلف نے فرمایا

زینت شاہی زینت تاج و تخت
شاہ عالم بادشاہ نیک بخت

کیوں کہ تو ہے گا غلام مرتضی
حکم سے مولیٰ کے ہے اس کو لکھا
دل لگا کہنے بوقت اختتام
اس کا رکھ تفسیر مرتضوی تو نام

(۳۰) علی بن محمد

آپ دمشق کے شافعی عالم تھے اور عوام میں ''سلیمی'' کے نام سے مشہور تھے شیخ عمر رومی نے تفسیر بیضاوی کی شرح لکھنی شروع کی تھی جو کہ ''سورہ اسراء'' تک پہنچی اور مفسر کا انتقال ہو گیا اس تفسیر کی تکمیل سلیمی نے کی ۱۲۰۰ھ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہم۔

(ف) بارہویں صدی ہجری کا تحریر کردہ ترجمۃ القرآن المجید قابل ذکر ہے یہ ترجمہ فارسی زبان میں ہے اور اس کا بہترین حاشیہ ہے جو کہ ہر صفحہ کا الگ الگ حاشیہ ہے یہ ترجمہ جمادی الاول ۱۱۹۰ھ (جولائی ۱۷۷۶ھ) مطابق سال جلوس ۱۸ھ تیار کیا۔ اس کے متعلق تاریخ ہزارہ مرتبہ ڈاکٹر شیر بہادر پنی میں ہے کہ:۔

''عذر دہلی کے موقع پر یہ نسخہ ایک گورے کو ملا جس سے جسٹس شاہ دین مرحوم کے والد نے خرید لیا۔ جن سے راجہ جہاں داد خان نے جب وہ لاہور میں ڈسٹرکٹ جج تھے ۳۴ ہزار روپیہ کے عوض میں خرید لیا تھا'' ص ۴۴۴

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ترجمہ کس نے کیا ہے البتہ اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے:۔

''کاتب محمد عصمت اللہ خان صورت تسطیر وسمت تحریر یافت ۱۱۹۰ھ برائے نواب بہرام جنگ''

احقر نے ۶۷/۸/۱۲ کو خان پور (متصل ہری پور ہزارہ) جا کر اس کی

زیارت کی ہے اور بعض مقامات سے ترجمہ بھی دیکھا ہے جو منفرد معلوم ہوا مثلاً سورہ اسراء کی آیت نمبر ۸۰ کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے:۔

''وبگوائے پروردگار من درآور مرادقبر درآوردن راست وستودہ و بردن آر از ومرا بیرون آوردن ستودہ''

اس ترجمہ میں اس آیت کا تعلق قبر سے ظاہر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

(ف) شاہ معین الدین احمد ندوی نے قاضی عصمت اللہ خاں کا مختصر سا تعارف یوں کرایا ہے:۔

''قاضی عصمت اللہ خاں، شاہ عالم ثانی کے دور کے خوشنویس تھے اور خط نسخ میں تمام خطاطوں پر گوئے سبقت لے گئے تھے اور اس میں بڑی خوبصورت ایجادیں کی تھیں انہوں نے کلام اللہ، حمائل اور قطعات وغیرہ بکثرت لکھے ۱۱۸۶ھ میں انتقال کیا'' (''معارف'' اگست ۱۹۶۳ء)

ازمرتب:۔ شاہ صاحب نے جو سال وفات ذکر فرمایا ہے یہ اس لئے محل نظر ہے کہ قاضی عصمت اللہ کے قلم سے مکتوبہ مصحف شریف متذکرہ بالا کے آخر میں قاضی صاحب نے جو تاریخ کتابت تحریر فرمائی ہے وہ ۱۱۹۰ھ ہے اس لئے لازماً ان کی وفات بعد میں ہوئی ہے''۔ واللہ اعلم

(قاضی) محمد زاھد الحسینی غفرلہ

تیرہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) منعم خان

آپ مراد آباد کے عالم دین تھے قرآن عزیز کی تفسیر سے خاص لگاؤ تھا چنانچہ فارسی زبان میں قرآن عزیز کی تفسیر لکھی ۱۲۰۱ھ کو وفات ہوئی۔

(۲) مولانا وحید الحق پھلواری

آپ ان علماء حق میں سے تھے جن کو انگریزوں سے پوری نفرت تھی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے بیضاوی شریف کی تعلیقات بھی ہیں ۱۲۰۱ھ کو وفات پائی۔

(۳) سلیمان بن عمر بن منصور الشافعی الازہری

جو کہ جمل کے لقب سے مشہور تھے اور مصر کے ان جلیل القدر علماء میں سے تھے جن کو تفسیر کے ساتھ خاص لگاؤ تھا تفسیر جلالین کا جامع اور پر از معلومات حاشیہ لکھا جو ''جمل'' ہی کے نام سے کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے آپ کی وفات ۱۲۰۴ھ کو ہوئی۔

(۴) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن علی

آپ کی ولادت ۱۱۱۵ھ کو علاقہ نجد کے شہر ''عینیہ'' میں ہوئی، شیخ عبدالوہاب حنبلی مذہب کے مشہور عالم تھے، ''محمد'' نے اپنے خاندان ہی میں علوم اسلامیہ حاصل کئے اور اپنے مسلک کے بہترین عالم قرار دیئے گئے، چونکہ یہ دور بدعات کا دور تھا جو اس علاقہ میں پورے شباب پر تھیں، آپ نے ان کے خلاف وعظ و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بصرہ کا بھی سفر کیا، چونکہ آپ کی طرز تبلیغ میں بہت زیادہ سختی، بلکہ حدود تبلیغ و ارشاد سے متجاوز تھی اس لئے آپ کی شدید مخالفت کی گئی، مگر ''درعیہ'' کا والی محمد بن سعود آپ کا معتقد ہو گیا جس سے حکومت بھی ہمنوا ہو گئی اور آج تک آل سعود اور آل شیخ کا اقتدار موجود ہے، آخر میں محمد بن عبدالوہاب ایک خوفناک

مرض کے ہاتھوں مجبور ہو کر گھر کے ایک کونہ میں پابند ہو گئے اور وہیں ۳۰/ذی قعدہ ۱۲۰۶ھ کو وفات پائی، اٹھارہ کتابیں تصنیف کیں جن میں سے قرآنیات کے موضوع پر "استنباط القرآن" اور "تفسیر القرآن" بھی ہے۔

(۵) شاہ حقانی

آپ مارہرہ کے ان علماء میں سے تھے جن کو اشاعت علوم قرآن کا خاص شوق تھا قرآن کی ایک تفسیر بہ نام تفسیر حقانی ۱۲۰۶ھ میں لکھی آپ کی وفات۔

(۶) ملا محمد سعید گند سود و یم

آپ کشمیر کے مشہور علماء میں سے تھے حدیث اور تفسیر کے ساتھ گہرا تعلق تھا آپ کو صحیح بخاری پوری یاد تھی اس لئے "بخاری" کے نام سے مشہور تھے قرآن عزیز کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا جس کا نام "مفاتیح البرکات" ہے ۱۲۰۸ھ میں وفات پائی۔

(۷) عبدالصمد بن عبدالوہاب

ارکاٹ کے شاہی خاندان سے ہونے کے باوجود قرآن کے ساتھ تعلق تھا چنانچہ دکھنی زبان میں قرآن عزیز کی تفسیر چار جلدوں میں لکھی اور اس کا نام اپنے باپ کی نسبت سے تفسیر "وہابی" رکھا وجہ تالیف کتاب کے مقدمہ میں یوں بیان فرمائی:۔

"عربی اور فارسی میں بہت ساری تفسیریں ہیں لیکن دکھنی میں کم ہیں بلکہ نہیں ہیں اس لئے یہ تفسیر قلمبند کی ہے"

اس تفسیر کا طریقہ یہ ہے کہ "ہر آیت کا لفظی معنی لکھ کر اس کی توضیح کی ہے"

اس تفسیر کا اختتام ۲۰/رجب/ ۱۱۸۷ھ کو ہوا مفسر کا سال وفات تا حال معلوم نہ ہو سکا البتہ ان کے چچا نواب محمد علی خان ۱۲۱۰ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

(۸) شیخ اسلم بن یحییٰ بن معین کشمیری

۲۲؍ذی الحج ۱۱۳۹ھ کو پیدا ہوئے اپنے والد ماجد اور پھر جد امجد سے علوم حاصل کئے فراغت کے بعد اپنے علاقہ کے مفتی مقرر کئے گئے ساتھ ہی تدریس اور تصنیف کا کام بھی جاری رکھا ملا محب اللہ اور شیخ عبدالغنی جیسے جلیل القدر علماء آپ کے حلقہ درس سے پیدا ہوئے فقہ کی مشہور کتاب ''جامع صغیر'' اور ''الاشباہ والنظائر'' پر تعلیقات لکھیں تفسیر جلالین پر جامع تعلیقات مرتب کیں ۲۷؍محرم ۱۲۱۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۹) السید علی بن ابراہیم بن محمد

آپ کی ولادت ذی قعدہ ۱۱۷۱ھ کو ہوئی علوم عربیہ، حدیث اور تفسیر میں خاص ملکہ حاصل تھا کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں ''مفاتیح الرضوان فی تفسیر القرآن بالقرآن'' بھی ہے جو خاص انداز سے مرتب کی گئی ہے اور ایک ضخیم جلد میں ہے مفسر کی وفات ۱۲؍شوال ۱۲۱۳ھ کو ہوئی۔

(۱۰) مرزا محمد تقی بن محمد کاظم کرمانی

لقب ''مظفر علی شاہ'' تھا قرآن کریم کی ایک تفسیر فارسی زبان میں بہ نام ''بحر الاسرار'' لکھی کرمانی کی وفات ۱۲۱۵ھ کو کرمان میں ہوئی۔

(۱۱) حکیم محمد شریف خان دہلوی

محمد شاہ کے دور حکومت میں دہلی میں ۱۱۳۸ھ کو پیدا ہوئے حکمت وطب کے علاوہ علوم عقلیہ اور نقلیہ میں بھی ممتاز مقام رکھتے تھے چنانچہ منطق کی بلند پایہ کتاب حمد اللہ کا حاشیہ لکھا اور بھی کئی کتب تصنیف کیں جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی اردو اور فارسی زبان میں لکھی دہلی میں ۷؍محرم ۱۲۲۲ھ کو وفات پائی اور احاطہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں دفن ہوئے۔

(۱۲) قاضی ثناء اللہ پانی پتی

آپ شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی کی اولاد میں سے تھے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور سولہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ سے فارغ ہو چکے تھے پہلے تو شیخ ''محمد عابد سنامی'' سے روحانی تعلق قائم فرمایا مگر ان کی رحلت کے بعد حضرت مرزا مظہر جانجانان دہلوی قدس سرہ العزیز سے تعلق قائم کرلیا اور پھر ان ہی سے مجاز طریقت ہوئی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے آپ کو ''بیہقی وقت'' کا خطاب دیا تھا تیس سے زیادہ رسائل اور کتابیں تصنیف فرمائیں قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر عربی زبان میں لکھی جس کا نام اپنے شیخ کی نسبت سے تفسیر مظہری رکھا جو سات جلدوں میں کئی بار طبع ہو چکی ہے ندوۃ المصنفین دہلی نے اس تفسیر کا اردو زبان میں ترجمہ کر دیا ہے حضرت قاضی صاحب کی وفات ۱۲۲۵ھ کو ہوئی مزار پر انوار پانی پت ہی میں ہے۔

(۱۳) مولانا سلام الدین فخر الدین دہلوی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اولاد میں سے تھے نواب فیض اللہ خان کے زمانہ میں دہلی سے رامپور چلے گئے تھے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے جلالین کا حاشیہ ''کمالین'' بھی ہے ۱۲۲۹ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۴) شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہما

آپ شاہ ولی اللہ کے تیسرے صاحبزادے تھے آپ کے بچپن ہی میں حضرت شاہ صاحب کا وصال ہو گیا تھا تو آپ کی تربیت آپ کے برادر بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز نے فرمائی آپ کی علمی اور روحانی عظمت سب علماء کے ہاں مسلم ہے آپ نے بچپن میں خواب دیکھا کہ آپ پر قرآن عزیز کا نزول ہو رہا ہے

جب اپنے برادر بزرگ سے اس کی تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ سید دوعالم ﷺ کے بعد وحی کا نزول تو بند ہو چکا ہے البتہ اللہ تعالیٰ آپ سے قرآن عزیز کی بے نظیر خدمت لے گا چنانچہ آپ نے تفسیر ''موضح قرآن'' لکھی جس کے متعلق جلیل القدر علماء کرام کی آراء میں سے چند درج کی جاتی ہیں۔

(۱) - مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارن پور کے بانی مولانا محمد مظہر صاحب تفسیر جلالین وغیرہ پڑھانے کے بعد تفسیر موضح قرآن پڑھایا کرتے تھے۔

(۲) حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی نے فرمایا کہ:۔

حضرت محدث کبیر علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری ہر رمضان مبارک میں خصوصیت کے ساتھ اس تفسیر کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے اور حضرت شاہ صاحب ہی کا ارشاد ہے کہ تمام تفاسیر کی موجودگی میں بھی ہم تفسیر موضح قرآن سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔

(۳) یہ الفاظ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند حضرت شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے بانی دارالعلوم دیو بند مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز کا یہ مقولہ نقل فرمایا کہ:۔

''اگر قرآن عزیز اردو میں نازل ہوتا تو اس کی عبارت یہی یا اس کے قریب قریب ہوتی''

(۴) حضرت علامہ ڈاکٹر سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

یہ ترجمہ اور تفسیر آج تک اپنی گوناگوں خصوصیات کی بناء پر بے مثل ہے۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کی حیات مبارکہ ہی میں اس کی طباعت ہو چکی تھی چنانچہ اس کا قدیم ترین نسخہ مطبوعہ ۱۲۱۳ھ بعض کتب خانوں میں موجود ہے حضرت شاہ صاحب کی وفات ۱۹ رجب ۱۲۳۰ھ کو دہلی میں ہوئی۔

ف ۱ اس بے نظیر تفسیر کے قلمی نسخے مندرجہ ذیل کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں:۔

(۱) ایک قلمی نسخہ جو کہ ۱۲۰۵ھ کا مکتوبہ ہے کتب خانہ ادبیات اردو حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔

(۲) ایک قلمی نسخہ مکتوبہ از قلم حافظ عبداللہ مصطفیٰ آبادی ۱۲۵۲ھ سنٹرل لائبریری بہاول پور میں موجود ہے۔

(۳) ایک قلمی نسخہ مکتوبہ از قلم خواجہ حافظ خدا بخش پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری کے شیرانی سیکشن میں موجود ہے۔ جو کہ ۱۲۴۹ھ کا مخطوطہ ہے اور جس کا نمبر ۱۰۹۱ ہے۔

(۴) انڈیا آفس لندن کی لائبریری میں بھی اس کے چند نسخے قدیمی مکتوبہ پائے جاتے ہیں۔

(۵) تفسیر موضح قرآن کا نصف اول تا سورہ الکہف مکتوبہ ۱۲۲۴ھ درزمانہ محمد اکبر شاہ سال جلوس ۱۴ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن کی لائبریری میں ہے جو کہ محمد شرف الدین چشتی کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔

ف ۲ ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء موضح قرآن رومن رسم الخط میں قرآن عزیز کے متن کے بغیر ''لدھیانہ'' سے شائع ہوا تھا۔

ف ۳ تفسیر موضح قرآن میں بعض مقامات پر ردو بدل کیا گیا ہے جس کی ایک مثال لکھی جاتی ہے۔

سورہ ص میں داؤد علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں آجکل مطبوعہ نسخوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ:۔

> ''حضرت داؤد علیہ السلام نے اس ایک مرد کو جنگ میں اس لئے بھیجا کہ وہ مارا جائے اور آپ خود اس کی بیوہ سے نکاح کر لیں''

حالانکہ موضح القرآن مطبوعہ ۱۲۱۳ھ یوں مذکور ہے کہ:۔

"داؤد علیہ السلام کے وقت میں "اوریا" نام ایک شخص تھا ایک عورت سے نکاح کا پیغام تھا قریب تھا کہ نکاح ہو جائے اس عورت کے وارثوں کو "اوریا" سے کچھ خلش ہوئی اس واسطے اس عورت کو نکاح میں نہ دیا تب حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت سے نکاح کا پیغام دیا اور ان کے ننانوے بی بی موجود تھیں اگرچہ اس میں کچھ خلاف شرع نہ ہو مگر اتنا بھی پیغمبروں کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی شبہ کرے اس پر یہ جانچ ہوئی یہ تفسیر حسینی سے لکھا"

(ف ٤) موضح القرآن تفسیر کا تاریخی نام ہے جس کے اعداد ۱۲۰۵ ہیں۔

(۱۵) سراج الہند حجۃ اللہ شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی

آپ بروز پنجشنبہ مورخہ ۲۵/رمضان ۱۱۹۵ھ کو پیدا ہوئے آپ کا تاریخی نام غلام حلیم تجویز ہوا آپ نے ابتدائی علوم تو اپنے گرامی قدر والد ماجد سے حاصل کئے سولہ سال کی عمر مبارکہ میں والد ماجد کا سایہ عاطفت اٹھ گیا اس کے بعد آپ نے شیخ نور اللہ اور شیخ محمد امین کاشمیری سے اکتساب فیض کیا جو حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے اشرف تلامذہ میں سے تھے آپ علوم حدیث، تفسیر، فقہ اور تصوف میں بے نظیر تھے آپ کے حالات حیات مبارکہ پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں تدریس وافتاء ذکر ومراقبہ اور وعظ وتلقین کے باوجود مفید ترین تصانیف فرمائیں جن میں سے تفسیر عزیزی بھی ہے جس کے متعلق مشہور تو یہ ہے کہ صرف سورہ بقرہ اور آخری دو پاروں کی تفسیر ہے مگر حسب بیان صاحب نزہۃ الخواطر آپ نے پورے قرآن مجید کی تفسیر کئی جلدوں میں مرتب فرمائی تھی جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں تلف ہو گئی۔ اسی طرح مولوی یار محمد

مرحوم نے فرمایا ہے کہ۔ ''مولوی حیدر علی مولف منتہی الکلام نے جو حضرت شاہ عبدالعزیز کے آخروقت کے مستفیضوں میں سے تھے والیہ بھوپال سکندر بیگم مرحومہ مغفورہ کی خواہش پر تفسیر مذکور کا تکملہ ستائیس جلدوں میں کرلیا ہے جسے راقم نے دیکھا ہے بہت خوب لکھا ہے۔ (معارف ستمبر ۲۵ء ص ۱۹۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز کو اپنے خاندان کی طرح سید دوعالم ﷺ سے بے پناہ عشق تھا آپ کے کلام کے چند اشعار عقیدت درج کیے جاتے ہیں۔

فمن لی بعد ماوھنت عظامی
اذا اشتد البلاء سواک حامی
وان اک ظالما عظمت ذنوبی
فحبک سیدی ماحی الاثام
فقد اعطیت مالم یعط احد
علیک صلوۃ ربک بالسلام

۷رشوال ۱۲۳۹ء کو وصال فرمایا مزار پرانوار دہلی میں ہے۔

(ف) شیخ فریدالدین مرادآبادی م ۱۲۲۳ھ نے شاہ صاحب کے تفسیری ارشادات کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے جس کا نام ''الافادات العزیزیہ'' ہے۔

(۱۶) احمد بن محمد صادی مالکی

آپ مصر کے قصبہ صادہ میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے صادی کہلائے دیگر علوم کی بہ نسبت آپ کو قرآن عزیز سے خصوصی لگاؤ تھا چنانچہ آپ نے ''تفسیر جلالین'' کا کامیاب حاشیہ لکھا جو چار جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

آپ نے اسی کتاب کے مقدمہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ:۔

''میں نے تفسیر جلالین اپنے شیخ محمد سلیمان جمل سے دو دفعہ

پڑھی تو ان ہی کی مرتبہ شرح جلالین سے انتخاب کر کے یہ
حاشیہ مرتب کرلیا''

آپ کا یہ حاشیہ چار جلدوں میں ۱۲۹۵ھ کو پہلی دفعہ مصر سے طبع ہوا۔ حضرت صادی مالکی کا انتقال ۱۲۴۱ھ کو ہوا۔

(۱۷) مولانا محمد اشرف بن نعمت اللہ کشمیری

آپ کی ولادت لکھنو میں ہوئی مقامی علما اور اعظم آباد کے علماء سے استفادہ کے بعد درس وتدریس وتصنیف میں مشغول ہو گئے حضرت سید احمد بریلوی کے مرید خاص تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ۱۲۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۱۸) شاہ عزیز الدین شاہ میر عالم الحسینی قادری نقشبندی

آپ کا وطن اورنگ آباد تھا عالم صوفی اور شاعر بھی تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام چراغ ابدی (چراغ ہدایت) لکھی جو صرف پارہ عم اور سورہ فاتحہ پر مشتمل ہے اس کے تین نسخے حیدر آباد دکن کے ''کتب خانہ آصفیہ'' میں موجود ہیں اگر چہ مفسر کا سال وفات معلوم نہ ہوسکا مگر تفسیر کی تکمیل کی تاریخ ۲۲ رشوال ۱۲۴۶ھ ہے۔

(۱۹) مولوی ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینی

فرخ آباد کے جامع معقولات والمنقولات عالم تھے شعر و شاعری بھی فرمایا کرتے تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی نظم میں لکھی ہے جس کا نام ''نظم الجواہر'' ہے اس کے آخر میں ''طبقات المفسرین'' کا ذکر بھی فرمایا ہے جو کہ تین جلدوں میں ہے آپ کی وفات ۱۲۴۹ھ کو ہوئی۔

(۲۰) حضرت شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ قدس سرہ

آپ بھی اپنے بھائیوں اور والد ماجد کی طرح تمام دینی علوم میں یکتائے روزگار تھے ''قرآن عزیز'' کا اردو زبان میں جامع اور مکمل ترجمہ سب سے پہلے آپ

ہی نے فرمایا جو ۱۲۰۰ھ کے آخر میں تکمیل پذیر ہوا یہ ترجمہ بھی بہت ہی مقبول اور مستند سمجھا جاتا ہے۔ اس ترجمہ کے علاوہ آپ نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے جو کہ تفسیر رفیعی کے نام سے مشہور ہے جناب شاہ صاحب کا انتقال ۱۲۴۹ھ کو ہوا۔

(ف) قرآن عزیز کا یہ ترجمہ پہلی بار کلکتہ کے اسلام پریس سے ۱۲۵۴ھ میں شائع ہوا اور تفسیر رفیعی مطبع نقشبندی سے ۱۸۵۵ء،۱۲۷۲ھ میں طبع ہوئی جس کا ایک نسخہ پشاور یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

(۲۱) ابو علی محمد ابن علی بن عبداللہ شوکانی

یمن کے مشہور قصبہ ''شوکان'' میں ۲۸ ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ میں پیدا ہوئے آپ نے اپنا سلسلہ سیدنا نوح علیہ السلام تک پہنچایا ہے۔ آپ کے والد ماجد یمن کے قاضی تھے اپنے والد کے علاوہ جلیل القدر علماء مثلاً علامہ ابن قاسم مدائنی یوسف بن محمد الزبیدی الحتفی سے استفادہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذہن ثاقب عطاء فرمایا تھا چنانچہ بیس سال کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہو کر فتویٰ نویسی شروع کر دی اور جلد ہی یمن کے ''قاضی القضاۃ'' مقرر ہو گئے ''امام منصور باللہ'' آپ کا بے حد احترام کرتا تھا آپ سلسلہ نقشبندیہ کے بلند پایہ سالک تھے اہل قلم بھی تھے چنانچہ آپ نے ۲۷ کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ''نیل الاوطار'' جیسی مفید کتاب بھی ہے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''فتح القدیر'' لکھی جو چار جلدوں میں مطبوعہ ہے امام شوکانی کی وفات جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ کو ہوئی۔

(۲۲) شاہ رؤف احمد نقشبندی بن احمد رامپوری

آپ برصغیر کے ان علماء کرام میں سے تھے جن کو ''علوم ظاہریہ اور علوم روحانیہ'' پر عبور حاصل تھا آپ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی کے خلیفہ مجاز تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر اردو زبان میں بہ نام ''تفسیر رؤفی'' لکھی ۱۲۵۳ھ میں سفر حج کے دوران وفات ہوئی۔

(۲۳) سید یاد علی

رائے بریلی کے قریب قصبہ نصیر آباد میں ولادت ہوئی آپ کا مسلک شیعہ تھا قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی زبان میں لکھی ۱۲۵۳ھ کو وفات ہوئی۔

(۲۴) قاضی عبدالسلام بن عطاء الحق

آپ بدایوں کے گرامی قدر عالم تھے اور شعر گوئی پر بھی قدرت تھی چنانچہ قرآن عزیز کی تفسیر اردو نظم میں لکھی جس میں دو لاکھ اشعار ہیں تفسیر کا نام ''زاد الآخرۃ'' ہے آپ کی وفات ۱۲۵۷ھ کو ہوئی۔

(ف) بعض نے تاریخ وفات ۱۲۵۵ھ اور بعض نے ۱۲۹۸ھ بھی لکھی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲۵) سید علی بن دلدار علی

شیعہ کے مقتدر علماء میں ان کا شمار تھا ابتدائی کتب اپنے والد سے پڑھیں اور کربلاء کا دو دفعہ سفر کیا قرآن عزیز کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جو امجد علی شاہ کے زمانہ میں طبع ہوا سید علی کی وفات کربلا میں ۱۲۵۹ھ کو ہوئی۔

(۲۶) مفتی محمد قلی کنتوری بن محمد حسین

۱۱۸۸ھ کو لکھنو میں ولادت ہوئی علماء شہر سے اکتساب فیض کیا میرٹھ میں مفتی مقرر ہوئے کئی رسائل اور کتابیں تصنیف کیں جن میں سے آیات احکام کی ایک تفسیر بھی بہ نام ''تقریب الافہام فی آیات الاحکام'' ہے۔ محرم ۱۲۶۰ھ میں انتقال ہوا۔

(۲۷) سید محمد عثمان میرغنی

مکہ مکرمہ کے علماء کرام میں سے تھے قرآنی علوم سے کافی واقفیت تھی چنانچہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''تاج التفاسیر'' لکھی جو کہ ۱۳۱۱ھ میں دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے مفسر کی وفات ۲۲ شوال ۱۲۶۸ھ کو ہوئی۔

(۲۸) مفتی محمد یوسف بن مفتی اصغر علی

ولادت لکھنو میں ۱۲۲۳ھ کو ہوئی اپنے والد ماجد اور مفتی نور اللہ صاحب سے علوم حاصل کئے اپنے والد ماجد کی وفات پر مسند افتاء پر فائز ہوئے اور پھر مدرسہ جون پور میں مدرس مقرر ہوئے تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کا سلسلہ بھی قائم رکھا کئی کتابوں کی تصنیف کے علاوہ تفسیر ''بیضاوی'' پر تعلیقات لکھیں شوال کے آخر ۱۲۳۸ھ میں انتقال ہوا۔

(۲۹) مولانا جان محمد لاہوری

۱۱۹۳ھ میں لاہور میں ولادت ہوئی اپنے زمانہ کے جلیل القدر علماء کرام سے اکتساب فیض کیا اور پھر لاہور ہی میں تدریس علوم کا مبارک کام شروع کر دیا اور ساتھ ہی وعظ وتذکیر بھی فرمایا کرتے تھے آپ کا وعظ پر تاثیر تھا کئی کتابیں لکھیں جن میں سے قرآن عزیز کی تفسیر ''زبدۃ التفاسیر والتذکیر'' بھی ہے۔ دس محرم ۱۲۶۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۰) مولانا ولی اللہ بن حبیب اللہ انصاری

آپ ''شارح مسلم ملا مبین'' کے برادرزادہ ہیں، لکھنو میں ولادت ہوئی اپنے عم محترم سے تکمیل علوم کی اور پھر مطالعہ کتب میں انہماک کی وجہ سے مرجع علماء بن گئے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے قرآن کریم کی تفسیر بنام ''معدن الجواہر'' بھی ہے۔ دس صفر ۱۲۷۰ھ کو انتقال ہوا۔

(۳۱) ابو الثناء شہاب الدین السید محمود آفندی بغدادی

بغداد کے قریب ''کرخ نامی'' مردم خیز قصبہ میں ۱۲۱۷ھ میں پیدا ہوئے مگر چونکہ آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن آلوس نامی قصبہ تھا اسی نسبت سے ''آلوسی'' کہلائے آپ بڑے محنتی اور ذہین تھے چنانچہ تیرہ سال کی عمر میں فراغت علوم کے بعد

مسند تدریس پر بیٹھ گئے ۱۲۴۸ھ میں احناف کے مفتی اعظم مقرر ہوئے، آپ نے کئی تصانیف کیں جن میں سے قرآن عزیز کی تفسیر بہ نام ''روح المعانی'' بھی ہے جو متداول اور مطبوعہ ہے، بروز جمعہ ۲۵/ذیقعدہ ۱۲۷۰ھ میں فوت ہوئے اور بغداد میں شیخ کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔

(ف ۱) اس تفسیر کی تصنیف کے دوران ماہ رجب کی کسی شب جمعہ کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں کے دروازے بند کر دینے اور پھر کھول دینے کا حکم فرمایا جس کی آپ نے تعمیل کر دی تو آپ کا ایک ہاتھ آسمان تک پہنچا دیا اور دوسرا پانی کے مستقر تک پہنچا دیا پھر خود ہی اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قرآن عزیز کی تفسیر میرے ہاتھ سے لکھائی جائے گی چنانچہ ۴۳ سال کی عمر میں ۱۲۶۷ھ کو اسے مکمل کر دیا اس دور کے ترکی کے وزیر اعظم علی رضا پاشا نے اس تفسیر کا نام ''روح المعانی'' رکھا۔

(ف ۲) دور حاضر کے عظیم محقق علامہ شیخ محمد زاہد کوثری مصری م ۱۳۷۱ھ نے فرمایا ہے کہ:۔

علامہ سید محمود آلوسی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نعمان آلوسی نے اس تفسیر میں کچھ ردوبدل کیا ہے جو کہ مفسر مرحوم کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخہ کے تقابل سے معلوم ہو سکتا ہے علامہ آلوسی کے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ استانبول میں راغب پاشا کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳۲) مولانا محمد سعید مدراسی

مدراس میں ۱۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے۔ اپنے وطن کے علماء سے اکتساب علم کے بعد حجاز تشریف لے گئے اور وہاں کافی زمانہ رہ کر علماء عرب سے اکتساب علم کیا اسی زمانہ میں شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کا عربی زبان میں ترجمہ کیا

پھر وطن آ کر علوم دین کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور قرآن کریم کی فارسی زبان میں "ایک تفسیر" لکھی جو چار جلدوں میں ہے ۸ر ربیع الاول ۱۲۷۲ھ کو وفات پائی اور مدراس کے قریب ہی سعید آباد میں دفن کر دیئے گئے۔

(۳۳) ظہور علی بن حیدر

لکھنو کے جلیل القدر علماء میں سے تھے آخر عمر میں حیدر آباد دکن چلے گئے تھے اور وہاں جا کر علوم اسلامیہ کی خدمت کرتے رہے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی حیدر آباد ہی میں ۱۲۷۵ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۴) مولانا تراب علی بن شجاعت علی

آپ لکھنو میں ۱۲۱۳ھ کو پیدا ہوئے مفتی ظہور اللہ انصاری اور دیگر علماء سے اکتساب علم کیا آپ کے اساتذہ کافی تعداد میں تھے کامیاب مدرس ہونے کے علاوہ مصنف بھی تھے چنانچہ آپ نے "ملاحسن، حمد اللہ، قاضی مبارک" کے حواشی لکھے اور مطول کے اشعار کی شرح بھی لکھی تفسیر جلالین کا حاشیہ بہ نام "ہلالین" لکھا ۱۲۸۱ھ میں محمد آباد میں فوت ہوئے۔

(۳۵) مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی

آپ ۱۲۳۹ھ کو لکھنو میں پیدا ہوئے اپنے چچا مفتی محمد یوسف سے اکتساب فیض کے بعد مکہ مکرمہ جا کر وہاں کے مشائخ سے علوم حدیث و تفسیر پڑھے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے "تعلیقات علی البیضاوی" بھی ہے ۱۲۸۶ھ کو انتقال ہوا۔

(۳۶) سید حافظ محمد شریف بن حافظ حاج عبداللہ "معروف بہ ابی زادہ

ترکی کے سلطان عبدالعزیز کے زمانہ میں شہرستان کے قاضی تھے۔ اور تفسیر قرآن میں کافی مہارت اور اس کے ساتھ کافی عشق تھا آپ نے ایک کتاب " بہ نام

الایات الجلیہ الفرقانیہ ومفتاح التفاسیر الجمیلہ الفرقانیہ'' لکھی جس میں ''بیضاوی، شیخ زادہ، روح البیان، تفسیر کبیر اور تفسیر ابی السعود'' کا انتخاب جمع کر دیا۔ آپ ۱۲۸۶ھ تک تو زندہ تھے تا حال سال وفات معلوم نہ ہو سکا۔

(۳۷) مولوی عبداللہ بن صبغۃ اللہ مدراسی

صوبہ مدراس کے شوافع علماء میں سے جلیل القدر عالم تھے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے ''احادیث بیضاوی'' کی تخریج بھی ہے ۱۲۸۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۸) مولانا قطب الدین خان بن محی الدین دہلوی

آپ زمرۂ علماء میں نواب ''قطب الدین'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ علوم دینیہ میں اپنے زمانہ کے ممتاز عالم تھے تقویٰ اور فتویٰ دونوں میں مشہور اور معروف تھے اپنے وقت کے مدرس، مفتی اور مصنف تھے مشکوٰۃ کی مشہور شرح ''مظاہر حق'' آپ نے لکھی، اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی بہ نام ''جامع التفاسیر'' اردو زبان میں لکھی جو مطبوعہ اور دستیاب ہے ۱۲۸۹ھ کو حج کے لئے گئے اور وہیں رحلت فرمائی۔

(۳۹) امیر راجہ امداد علی بن رحمٰن بخش

کنشور میں ۱۲۱۸ھ کو پیدا ہوئے ابتدائی کتابیں وطن میں پڑھیں اور پھر تکمیل کیلئے اس وقت کے شیعہ مجتہد شیخ اعظم کے ہاں پہنچے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے قرآن عزیز کی تفسیر ''منبع السداد'' بھی ہے ۱۲۹۲ھ کو انتقال ہوا۔

(ف) ان کا مسلک شیعہ تھا۔

(۴۰) مولانا نصیر الدین بن جلال الدین

برہان پوری پی (بھارت) میں ولادت ہوئی چونکہ سارا خاندان علمی تھا اس لئے اپنے خاندانی علماء ہی سے تمام علوم حاصل کئے کئی کتابیں بھی لکھیں جن میں سے

قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''التیسیر فی مبہمات التفسیر'' بھی ہے۔ آخر عمر میں حجاز چلے گئے اور ۱۵ محرم ۱۲۹۳ھ کو مدینہ منورہ میں وفات ہوئی جنت البقیع میں خلد آشیاں ہو گئے۔

(۴۱) مولانا عبدالعلی بن پیر علی نگرامی

آپ اپنے دور کے ''امام الاحناف'' کہلاتے تھے متقی اور متوکل عالم دین تھے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے ''تفسیر آیات القرآن'' بھی ہے سنہ ۱۲۹۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۲) شیخ محمد بن عبداللہ غزنوی

آپ غزنی کے قصبہ ''صاحبزادہ'' میں پیدا ہوئے اپنے گرامی قدر والد سے علوم قرآن و حدیث حاصل کرنے کے بعد برصغیر میں آ گئے اور مولانا نذیر حسین محدث دہلوی سے مزید علوم حدیث حاصل کرنے کے بعد امرتسر کو اپنا مستقر بنا لیا۔ اور خدمت قرآن و حدیث میں مصروف ہو گئے حق گوئی کے سلسلہ میں بے شمار تکالیف اٹھائیں تفسیر ''جامع البیان'' کا حاشیہ لکھا جو مقبول بین العلماء ہے۔ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی۔

(۴۳) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

آپ کی ولادت سنہ ۱۲۴۸ھ کو قصبہ نانوتہ متصل دیوبند میں شیخ اسد علی کے ہاں ہوئی، اکثر دینی کتابیں مولانا مملوک علی صاحبؒ سے پڑھیں اور دورۂ حدیث شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی سے پڑھا، وقت کے شیخ کامل حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی، آپ کو زمانہ طالبعلمی میں کئی مبارک خواب آئے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہیں اور آپ سے ہزاروں نہریں جاری ہیں، جس کی تعبیر آپ کے استاذ نے یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ سے علم دین کا فیض بکثرت جاری کرے گا...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دیوبند کے چھوٹے سے

قصبہ میں ایک ایسے دارالعلوم کا انعقاد کرایا جو آج عالم اسلام کی عظیم ترین درسگاہ ہے۔ آپ نے کئی رسائل تصنیف فرمائے جن میں سے ''اسرار قرآنی'' نامی ایک مختصر سا رسالہ بھی ہے جس میں استعاذہ اور معوذتین کی تفسیر ہے، یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے جس کا ترجمہ عربی زبان میں مولانا کیرانویؒ نے بہ نام ''تفسیر المعوذتین'' کیا ہے جو کہ ''مجلس معارف القرآن'' دیوبند سے شائع بھی ہو چکا ہے۔ (الرحیم مارچ ۱۹۶۸ء)

حضرت نانوتوی قدس سرہ کی وفات ۴ر جمادی الاول ۱۲۹۷ھ میں ہوئی، آپ کا مزار پرانوار دیوبند میں ہے۔

(**تنبیہ**) مولوی فقیر محمد جہلمی نے اپنی کتاب ''حدائق حنفیہ'' کے ص ۴۹۳ پر آپ کے مزار کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ قصبہ ''نانوتہ'' میں ہے جو کہ بالکل خلاف حقیقت ہے۔

(**ف**) آپ کے حالات اور سوانح پر مفصل اور مختصر کئی کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔

(۴۴) منشی جمال الدین بن وحید الدین

۱۲۱۷ھ میں دلی سے تیس میل دور قصبہ کوٹانہ میں پیدا ہوئے تحصیل علوم کے لئے دلی چلے آئے اور یہاں مولانا مملوک علی اور حضرت شیخ غلام علی نقشبندی سے اکتساب فیض کے ساتھ ساتھ شیخ محمد آفاق نقشبندی سے مجاز طریقت ہوئے۔ تیس سال کی عمر میں بھوپال چلے گئے نیرنگی تقدیر سے والیہ بھوپال سکندر بیگم کے ساتھ آپ کا نکاح ہو گیا مگر اس شاہنشانہ شوکت کے باوجود زندگی بھر صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا رہے اور علوم اسلامیہ کی اشاعت میں بھی حصہ لیا علامہ مہائمی کی تفسیر رحمانی اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہما کی اکثر تصانیف آپ ہی نے طبع کرائیں کافی رقم صرف کر کے قرآن عزیز کی تفسیر ''ترکی اور پشتو زبان'' میں طبع کرا کے ان علاقوں میں تقسیم کرائی۔ آپ کی وفات ۱۲۹۷ء کو ہوئی۔

(**ف ۱**) ترکی زبان کا ترجمہ اور تفسیر شیخ احمد داغستانی نزیل مکہ مکرمہ سے کرایا تھا جو کہ

بھوپال کے سرکاری کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۲) بعض علماء نے آپ کا سال وفات ۱۲۹۹ھ بھی لکھا ہے۔

(۴۵) سید حاجی محمد فوزی ترکی

آپ ترکی کے جلیل القدر عالم تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر اپنے وطن میں لکھنی شروع کی ۱۲۹۲ھ کو حج بیت اللہ کے مبارک سفر میں اس کو مکمل کیا اس تفسیر میں آپ نے یہ انوکھا انداز اختیار کیا ہے کہ ہر سورۃ کی ابتداء میں تین اشعار فارسی زبان کے ایسے لائے جن میں سورۃ کے مضمون کا خلاصہ ہے پھر نہایت ہی اختصار کے ساتھ شان نزول اور سورۃ کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے اس تفسیر کا نام ''الانس المعنوی'' ہے جو کہ ۱۲۹۹ھ کو طبع ہو چکی ہے۔ مفسر کا سال وفات تاحال نامعلوم ہے۔

(۴۶) فورٹ ولیم کالج کے میونسپل گل کرسٹ نے

تیرھویں صدی ہجری میں قرآن عزیز کا ترجمہ ہندی (اردو زبان) میں کرایا جس کی مختصری کیفیت درج ذیل ہے: ۱۲۱۷ھ مطابق ۱۸۰۲ء کے مولوی امانت اللہ اور مہدی بہادر علی میر منشی اور کاظم علی ''جوان'' کو قرآن عزیز کا ہندی میں ترجمہ کرنے پر مامور کیا تا کہ کلام اللہ کو ہند کے لوگ بخوبی سمجھ سکیں۔ اگر چہ لوگوں نے شروع میں اس کی مخالفت کی کہ قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان میں دین و آئین کے خلاف ہے مگر اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جب قرآن عزیز کا ترجمہ فارسی میں ہو چکا ہے تو ہندی میں کرنا کیوں ناجائز ہے آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ترجمہ مکمل ہو گیا اس ترجمہ میں تفسیر بیضاوی، تفسیر جلالین اور تفسیر مدارک عربی زبان کی تفاسیر سے اور بحر مواج اور تفسیر حسینی فارسی کی تفاسیر سے راہ نمائی حاصل کی گئی ہے۔ (گل کرسٹ اور اس کا عہد ص ۳۱۰)

(ف) فروری ۱۸۰۷ء تک اس ترجمہ کے ۵۶ صفحات چھپ چکے تھے کہ حکومت نے اس کی اشاعت کو قابل اعتراض سمجھ کر اس کی طباعت روک دی اور چھپے ہوئے

جسے خرید کر غالباً ضائع کر دیئے۔ مگر حسب روایت نصیر الدین ہاشمی اس ترجمے کا ایک مخطوطہ سالار جنگ میوزیم حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے۔ (کتاب مذکور ص ۱۹۵)

(۴۷) سید بابا قادری ابن شاہ محمد یوسف قادری بن شاہ محمد

حیدر آباد دکن کے بلند پایہ عالم اور پیر طریقت تھے آصف جاہ کی ہمشیرہ سید بابا قادری کی معتقدہ تھیں آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے قرآن کریم کی تفسیر بھی ہے جس کا نام "تفسیر التنزیل" اور "تفسیر فوائد بدیہیہ" بھی ہے، یہ تفسیر پورے قرآن پاک کی تفسیر ہے جو کہ پانچ جلدوں میں ہے لیکن تاحال طبع نہیں ہو سکی، کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں اس کا مخطوطہ موجود ہے جس کے آخر میں تاریخ کتابت ۲۵ ذیقعدہ ۱۲۴۷ھ درج ہے، بابا قادری کا سال وفات تاحال نامعلوم ہے۔

(۴۸) مراد علی ولد حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن السیلانی

ساکن کامہ جلال آباد (افغانستان)

آپ بہت بڑے عالم اور مشہور صوفی تھے آپ نے پشتو زبان میں تفسیر لکھی جو دو جلدوں میں ہے اور مطبوعہ ہے، مصنف نے پشتو میں تفسیر مرتب کرنے کی وجہ خود ہی یہ بیان فرمائی ہے

زیرا کہ درجہانست تفاسیر بے شمار
لیکن نہ بازبان سلیمانی اندآن
افراغ سال پنجم شوال شد شروع
تفسیر برزمرہ افغان (پشتو) بایں زبان

یعنی تفسیر کی تکمیل ۵ شوال ۱۲۸۲ھ ہے مگر مفسر کی تاریخ وفات تاحال معلوم نہ ہو سکی، اغلب یہی ہے کہ تیرہویں صدی کے آخر میں ہوئی ہوگی۔

چودھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

(۱) شاہ عبدالحی احقر بنگلوریؒ

آپ مرزا ابراہیم بنگلوری کے ہاں ۱۲۳۴ھ کو پیدا ہوئے، بنگلور کے علماء کرام سے اکتساب فیض کیا پھر ویلور کے ''دارالعلوم لطیفیہ'' کے علماء کرام سے استفادہ کے بعد وہیں تدریس کی خدمت میں مصروف ہو گئے سعادتمندی سے جب سید احمد شہید قدس سرہ العزیز کے خلیفہ سید محمد علی رامپوریؒ مدراس آئے تو ان سے بیعت کر لی اور یہیں تدریس، وعظ و تذکیر کا کام شروع کر دیا، تصنیف کا کام بھی کرتے تھے چنانچہ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے، بخاری کی فارسی شرح ''تیسیر القاری'' کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جو ''فیض الباری'' کے نام سے آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے، ''جنان السیر فی احوال سید البشر'' بھی لکھی جو تقریباً چوبیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے، ''حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب'' بھی آپ کی جامع کتاب ہے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام ''جواہر التفسیر فی السیر والتذکیر'' لکھی جو عجیب اور دلکش تفسیر ہے، ۱۳۰۰ھ کو حج کے لئے گئے اور مدینہ منورہ میں ۲۳ محرم ۱۳۰۱ھ میں وفات پائی۔

(۲) مولانا فیض الحسن سہارنپوری بن علی بخش بن خدا بخش سہارنپوری

اپنے والد ماجد سے ابتدائی کتب پڑھیں اور پھر مولانا فضل حق بن فضل امام خیر آبادی سے اکتساب فیض کیا اور اورینٹل کالج لاہور میں مدرس رہے، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ اور تفسیر جلالین کا حاشیہ بھی ہے، ۱۳۰۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۳) عمار علیؒ

آپ سونی پت کے رئیس تھے مگر علوم دینیہ کے ساتھ تعلق اور شغف تھا چنانچہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''عمدۃ البیان'' لکھی ۱۳۰۴ھ کو وفات ہوئی۔

(۴) محمود آفندیؒ

آپ دمشق کے مشہور علماء میں سے تھے، عربی ادب اور تفسیر کے ساتھ خاص لگاؤ تھا چنانچہ تقریباً تیس کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، اوائل عمر میں (۱۲۲۴ھ) میں ''درر الاسرار'' نامی ایک تفسیر لکھی جو فیضی کی ''سواطع الالہام'' کی طرح حروف بے نقاط میں ہے، کتاب مطبوعہ ہے آپ کی وفات ۱۳۰۵ھ کو ہوئی۔

(۵) مولانا نواب سید صدیق حسنؒ ابن سید آل حسن قنوجی

آپ ان خوش بخت علماء میں سے تھے جن کو صاحب العلم اور صاحب القلم سے یاد کیا جائے گا، علوم حدیث و تفسیر مفتی صدر الدین دہلوی سے حاصل کئے اور زیادہ استفادہ یمنی علماء سے کیا، والیہ بھوپال نے آپ سے نکاح کیا اور اس پر نواب کا خطاب دیا، سلطان عبدالحمید خان ثانی خلیفہ ترکی نے آپ کو ''تمغہ مجیدی'' سے نوازا، ہر فن اور علم میں کئی تصانیف آپ کے علم و فضل کا شاہکار ہیں، قرآن مجید کی تفسیر ''آیات الاحکام پر نیل المرام'' لکھی اور مکمل تفسیر قرآن مجید بزبان عربی لکھی جس کا نام ''فتح البیان'' ہے، یہ تفسیر بھوپال سے اور پھر ۱۳۰۰ھ کو مصر سے پہلی مرتبہ دس جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، آپ کی وفات شب پنجشنبہ جمادی الآخر ۱۳۰۷ھ کو ہوئی۔

فتح البیان کا اردو ترجمہ خود نواب صاحب ہی نے شروع کیا مگر اس کی تکمیل بھوپال کے صدر الصدور ذوالفقار احمد نے کی، یہ ترجمہ ۱۳۰۶ھ میں نواب صاحب کی زندگی ہی میں طبع ہو گیا تھا۔

(۶) حافظ مولوی محمد بن بارک اللہؒ

آپ ضلع فیروز پور کے قصبہ ''لکھوکے'' میں ۱۲۳۱ھ کو پیدا ہوئے مروجہ علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے بعد تصنیف اور تالیف میں مصروف ہو گئے، چنانچہ فقہ حنفی

میں مدلل اور مفصل ایک کتاب بہ نام ''انواع بارک اللہ'' نظم میں لکھی اور قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی ''پنجابی نظم'' میں لکھی جو ''تفسیر محمدی'' کے نام سے سات جلدوں میں مطبوعہ ہے آپ کی وفات ۱۳۱۱ھ کو ہوئی۔

(۷) قاضی احتشام الدین مراد آبادیؒ

مراد آباد کے جید علماء کرام میں سے تھے، سید نذیر حسین دہلویؒ سے حدیث پڑھی، قرآن کریم کی تفسیر اردو زبان میں لکھی جس کا نام "الاکسیر الاعظم" ہے، اور وہ ۹ جلدوں میں ہے ۱۳۱۳ھ کو وفات ہوئی۔

(۸) حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ

آپ برصغیر کے ان علماء اور صلحاء کرام میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے علوم شریعت اور طریقت سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، آپ کے حلقہ ارادت میں جلیل القدر علماء کرام ہیں، آپ کے حالات اور حیات طیبہ پر مولانا ابو الحسن علی ندوی جیسے محقق علماء کرام نے مفصل کتابیں لکھی ہیں، آپ کا یہ معمول تھا کہ اپنے متوسلین و مریدین کے لئے کبھی کبھی درس قرآن مجید کا بذات خود اہتمام فرمایا کرتے تھے، ان درسوں کا مولوی تجمل حسین بہاری نے ترجمہ کیا جسے ناگری رسم الخط میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے ۱۳۴۱ھ میں شائع کیا، حضرت نے بھی ہندی میں قرآن عزیز کی کچھ سورتوں کا ترجمہ فرمایا تھا جو کسی زمانہ میں شائع ہو چکا ہے، حضرت کی وفات ۱۳۱۳ھ کو ہوئی۔

(۹) سید محمد نواوی النجنیؒ

نجن نامی قصبہ میں ۱۲۳۰ھ کو پیدا ہوئے اور حصول علم کے لئے مکہ مکرمہ آ گئے یہاں دیگر علماء کرام کے علاوہ شیخ عبدالستار دہلویؒ سے بھی اکتساب فیض کیا پھر مدینہ منورہ، مصر، اور شام کا سفر بھی کیا واپس آ کر حرم مکہ مکرمہ میں تدریس کا کام شروع

کر دیا، صاحب قلم بھی تھے، آپ کی تصانیف کی تعداد متعدد علوم میں ایک سو تک پہنچتی ہے جس میں سے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "التفسیر المنیر لمعالم التنزیل " بھی ہے جو کہ آپ کی زندگی ہی میں ۱۳۰۵ھ میں طبع ہو گئی تھی مفسر کی وفات مکہ مکرمہ میں ۱۳۱۴ھ میں ہوئی۔

(۱۰) سر سید احمد خانؒ

سید متقی کے بیٹے تھے، دہلی میں ۱۸۱۷ کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مقامی درسگاہوں سے حاصل کی، بائیس برس کی عمر میں والد کی موت پر کچہری میں سر رشتہ کی نوکری قبول کر لی ترقی کرتے کرتے عدالت خفیفہ کے جج کے عہدہ پر پہنچ گئے ان کے زمانہ قیام بجنور میں مسلمانوں کی تعلیم جدید کے لیئے درسگاہ قائم کی، ۱۸۶۹ء میں انگلستان کا سفر کیا، ۱۸۷۵ء کو ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ کی بنیاد رکھ دی جو بعد میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نام سے مشہور ہوئی۔ سر سید کی وفات ۱۳۱۵ھ کو ہوئی، آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام "تفسیر القرآن وھوا الھدیٰ و الفرقان" لکھی جو ۱۸۸۲ء کو طبع ہوئی۔

(ف) اس تفسیر کے متعلق علماء کرام نے تو ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہی ہے ان علماء اور لکھے پڑھے حضرات نے بھی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے جو سر سید کے مداح اور دست راست تھے جیسا کہ:۔

> "مولانا حالی نے فرمایا ہے کہ جو معنی سر سید صاحب نے قرآن پاک کے بیان کئے ہیں اس میں شک نہیں کہ ان کے زمانہ میں جبکہ قرآن نازل ہوا مخاطبین پر ظاہر شارع کے مقصود کے خلاف تھا"۔ (مقالات حالی حصہ اول ۲۴۷)

سید مہدی علی خان صاحب آنریری سیکرٹری مدرستہ العلوم علی گڑھ نے فرمایا ہے کہ:۔

"میں اب تک آپ کی آرایوں سے اتفاق نہیں کرتا اور ہر بحث میں اسے قرآن کی وہ تفسیر جس کو کوئی قرآن کے مطالب کی تشریح تفصیل اور تفسیر نہیں سمجھتا بلکہ اکثر جگہ تفسیر کو "تفسیر القول بمالا یرضی به قائله تصور کرتا ہوں"۔

(۱۱) مولانا ناصر الدین ابوالمنصورؒ

آپ دلی میں پیدا ہوئے علوم اسلامیہ میں کافی مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مناظرہ میں بھی یکتا تھے چنانچہ زبانی مناظرہ کے علاوہ "نوید جاوید" وغیرہ کئی کتابیں اس موضوع پر لکھیں، عقائد اسلامیہ میں راسخ ہونے کی وجہ سے سرسید احمد علی گڑھی کے عقائد کے خلاف تھے اس لئے سرسید نے قرآن حکیم کی جو تفسیر؟ (تحریف معنوی) لکھی ہے اس کے رد میں ایک مستقل تفسیر بہ نام "تنقیح البیان فی الرد علیٰ تفسیر القران" لکھی، آپ کی وفات ۱۳۲۰ھ کو دلی میں ہوئی۔

(۱۲) شیخ محمد حسن بن کرامت علی بن رستم علی امروہیؒ

امروہہ میں ۱۲۴۹ھ کو پیدا ہوئے اپنے شہر میں علوم کا کچھ حصہ حاصل کرنے کے بعد "مولانا فضل حق خیر آبادی اور مولانا صدر الدین دہلوی" سے تکمیل کی پھر اجمیر میں مدرس ہو گئے، آخر عمر میں ملازمت چھوڑ کر خانقاہ اجمیری میں معتکف ہو گئے کئی کتابیں لکھیں، علماء ہند میں سے آپ کو کتب ساویہ تورات۔ انجیل۔ زبور وغیرہا پر بھی عبور حاصل تھا، فارسی میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی جس کا نام "معالم الاسرار" ہے اور تفسیر حضرت شاہی کے نام سے بھی مشہور ہے اور اردو زبان میں بھی ایک تفسیر جس کا نام "غایۃ البرہان" ہے لکھی، اجمیر ہی میں ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی۔

(۱۳) شیخ مفتی محمد عبدہ

مفتی محمد عبدہ بن حسن محلہ نصر ضلع بحیرہ (مصر) کے تھے جن کا پیشہ زراعت تھا، آپ کی ولادت ۱۲۶۵ھ یا ۱۲۶۶ھ کو ہوئی، بچپن میں قرآن مجید حفظ کر کے طنطا کی جامع احمدی میں داخل ہو گئے، کچھ زمانہ تحصیل علم ترک کر دی مگر پھر ۱۲۸۲ھ میں (جبکہ شادی کر چکے تھے) پڑھنا شروع کر دیا، طنطا میں ابتدائی علوم حاصل کرنے کے بعد "جامع ازہر" میں تحصیل علم کے لئے داخل ہو گئے، حسن اتفاق سے سید جمال الدین افغانی نور اللہ مرقدہ ۱۲۸۶ھ میں مصر تشریف لائے، ۱۲۸۷ھ سے حضرت جمال الدین افغانیؒ کے ساتھ باقاعدگی سے حاضر باش ہونا شروع کر دیا، ادھر ۱۲۹۴ھ کو جامعہ ازہر سے فراغت کی سند حاصل کر لی، مصر میں دینی کام سید جمال الدین افغانیؒ کی سکیم کے مطابق کرتے رہے عرابی پاشا کے فتنہ میں ان کو بھی ملک بدر کر دیا گیا، آپ بھی فرانس جا کر "العروۃ الوثقی" کی ایڈیٹری میں شریک ہو گئے۔ تین سال بعد خدیو مصر نے ان کو واپس بلا کر محکمہ قضا کا جج اور پھر جامع ازہر کا ٹرسٹی مقرر کر دیا ۱۳۱۷ھ میں مصر کے مفتی اعظم مقرر ہوئے اور اسی عہدہ پر ۵ ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ کو اسکندریہ میں وفات پائی، آپ نے کئی کتابیں لکھیں جن میں مشہور "تفسیر المنار" ہے جس کو آپ کے شاگرد جلیل علامہ رشید نے مصر سے شائع کیا یہ تفسیر صرف بارہ پاروں کی ہے۔

(۱۴) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

آپ کی ولادت ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ کو گنگوہ شریف ضلع سہارنپور میں ہوئی آپ کے والد ماجد کا نام مولانا ہدایت احمد ہے سلسلہ نسب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، ابتدائی کتب گنگوہ میں پڑھیں اور پھر دہلی حضرت مولانا مملوک علی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے علوم و فنون کی اونچی کتابیں ان سے پڑھنے کے بعد حدیث حضرت شاہ عبد الغنیؒ سے پڑھی آپ حضرت حاجی امداد اللہ قدس

سرہ سے بیعت ہوئے اوران ہی سے خلافت عطا ہوئی، آپ علوم ظاہریہ اورروحانیہ میں بلند ترین مقام رکھتے تھے۔ درس، تدریس، تبلیغ وارشاد کے علاوہ آپ مجاہد جلیل بھی تھے، تین بار حج بیت اللہ اور زیارت بیت الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شرف حاصل کیا۔

دارالعلوم دیو بند کے سرپرست تھے گنگوہ میں درس حدیث کا عظیم اہتمام آپ نے فرمایا برصغیر کے اکثر مشہور محدثین آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ ۹ رجمادی الثانی ۱۳۲۳ھ بعد از نماز جمعہ وصال فرمایا، قبر مبارک گنگوہ ہی میں ہے۔ علم حدیث میں بخاری اور ترمذی کی شرح، فقہ میں آپ کا مجموعہ فتاوی ''فتاویٰ رشیدیہ'' آپ کی علمی اور دینی یادگار ہیں، آپ نے قرآن عزیز کی کئی سورتوں کی تفسیر بھی فرمائی جو آپ کی حیات مبارکہ میں ۱۳۰۴ھ میں طبع ہوئی، اب دوسری بار بھی اس کو طبع کیا گیا ہے۔

(۱۵) سید ابو القاسم رضویؒ

آپ کشمیر کے نامور علماء میں سے گذرے ہیں، صاحب قلم بھی تھے آپ کی تصانیف کی تعداد ۶۲ تک پہنچتی ہے جن میں سے فارسی زبان میں قرآن عزیز کی تفسیر بھی بہ نام ''لوامع التنزیل سواطع التنزیل'' ہے جس پر حجاز، عراق، قسطنطنیہ، ایران اور ہندوستان کے شیعہ اور سنی علماء نے اچھی آراء تحریر فرمائی ہیں، آپ کی وفات ۱۳۲۴ھ کو لاہور میں ہوئی۔

(۱۶) ابو القاسم بن الحسین بن النقیؒ

فرخ آباد میں پیدا ہوئے پھر دلدار علی شیعہ مجتہد کے پاس پہنچے پھر حج کیا واپسی پر کچھ زمانہ نواب رضا خان لاہوری کے ہاں قیام رہا، کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں ''لوامع التنزیل وسواطع التاویل'' قرآن حکیم کی تفسیر بھی ہے یہ فارسی میں ہے اور ۱۲ جلدوں میں ہے مفسر کی وفات ۱۳۲۴ھ کو لاہور میں ہوئی۔

(۱۷) فتح محمد تائب لکھنویؒ

آپ لکھنؤ ہی کے تھے اسی شہر میں جید علماء سے اکتساب فیض کیا جن میں سے مولانا عبدالحی بھی تھے، ۱۲۹۵ھ میں ایک مدرسہ ''رفاہ المسلمین'' کھولا اور اسی زمانہ میں قرآن عزیز کی تفسیر لکھنے کا شوق پیدا ہوا یہ تفسیر کئی مستند تفاسیر کا خلاصہ ہے جیسا کہ اس کے نام خلاصۃ التفاسیر سے ظاہر ہے اس تفسیر میں علمی اور ادبی ابحاث کا ذکر نہیں، قرآن فہمی کے طور پر جن تفاسیر سے انتخاب کیا ہے ان کی فہرست جلد اول کے خاتمہ پر دے دی ہے اس کی پہلی جلد ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوئی یہ تفسیر چار جلدوں میں مطبوعہ ہے، مفسر کی وفات ۱۳۲۷ھ کو ہوئی۔

(۱۸) مولوی نذیر احمدؒ

ضلع بجنور (بھارت) میں ۱۸۳۴ء کو پیدا ہوئے، علی گڑھ کے قیام میں سرسید کے دست و بازو رہے اردو زبان میں کئی تصانیف ہیں، قرآن مجید کا ایک ترجمہ اور حاشیہ پر تفسیری فوائد بھی لکھے حکومت وقت نے آپ کو شمس العلماء وغیرہ کا خطاب دیا، آخر عمر میں حواس مختل ہو جانے کے باعث خانہ نشین ہو گئے تھے، مئی ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۲ء بروز جمعہ بہ عارضہ فالج فوت ہوئے۔ (قاموس المشاہیر از بدایونی)

(ف) حضرت تھانویؒ نے ان کے ترجمہ پر تنقیدی نوٹ لکھے ہیں جو ''اصلاح ترجمہ دہلویہ'' کے نام سے مطبوعہ ہیں۔

(۱۹) جمال الدین قاسمیؒ جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم الحلاق

آپ کی ولادت دمشق میں ۱۲۸۳ھ کو ہوئی اور دمشق ہی میں علماء عصر سے استفادہ علوم اسلامیہ کیا، شام کی حکومت نے آپ کو شہروں اور دیہاتوں میں تعلیم اور تدریس کے لئے مقرر فرمایا چار سال بعد مصر اور پھر مدینہ منورہ کی زیارت کی، چونکہ آپ کسی امام کی تقلید نہ کرتے تھے اس لئے آپ پر نئے مذہب کی اختراع کا حکم لگایا جس کا نام ''مذہب جمالی'' رکھا گیا مگر یہ سب الزامات بے بنیاد تھے، بالآخر تمام

مناصب اور مشاغل عامہ سے علیحدہ ہو کر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے ''احیاء العلوم'' امام غزالی کا اختصار لکھا، کئی مختصر کتب کے علاوہ قرآن عزیز کی تفسیر بہ نام ''محاسن التاویل'' لکھی جو ''تفسیر قاسمی'' کے نام سے مشہور ہے اور عام دستیاب ہے، قاسمی کی وفات دمشق ہی میں ۱۳۳۲ھ کو ہوئی۔

(۲۰) مولانا عبدالحق مہاجر مکیؒ

آپ کی ولادت الہ آباد کے قریب قصبہ ''نیواں'' میں ہوئی مولانا تراب علی اور شارح مشکوٰۃ شریف نواب قطب الدین خان صاحب سے تحصیل علوم کے بعد ۱۲۸۳ھ میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور شاہ عبدالغنی قدس سرہ العزیز کے حلقہ درس میں داخل ہو گئے ساتھ ہی منازل سلوک طے کرنے پر خلافت سے سرفراز ہوئے، آپ نہایت ہی متقی تھے پندرہ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، تراویح کی نماز حطیم کعبہ میں پڑھا کرتے تھے اور بیس رکعات میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے، علوم حدیث اور تفسیر میں بلند پایہ عالم تھے ۱۹ شوال ۱۳۳۳ھ کو مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا اور حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ کے پہلو میں دفن ہوئے، ''تفسیر مدارک'' کی شرح بہ نام ''اکلیل'' لکھی جو سات جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

(ف) چونکہ آپ ''دلائل الخیرات'' اور ''الحزب الاعظم'' وغیرہما وظائف کی اجازت دیا کرتے تھے اس لئے آپ شیخ الدلائل کے لقب سے معروف ہیں۔

(۲۱) سردار محمد عباس خانؒ

۱۲۵۲ھ میں کابل کے باغ علی مردان میں ولادت ہوئی، فن حرب و سپہ گری میں کافی واقفیت تھی، اس وقت کے امیر شیر علی خان کے داماد تھے، علوم دینیہ اور ادبیہ میں کافی دسترس حاصل تھی چنانچہ قرآن مجید کی تفسیر فارسی زبان میں بہ نام ''تفسیر عباسی'' لکھی جس کا قلمی نسخہ کابل میں موجود ہے، آپ کی وفات ۱۳۳۴ھ کو کابل ہی میں ہوئی۔

(۲۲) مولانا عبدالحقؒ

آپ خواجہ محمد امیر شیخ علوی کے ہاں ۱۲۶۵ھ میں گمتھلہ میں پیدا ہوئے آپ کے بزرگ عالمگیر کے عہد میں کابل سے ہندوستان آئے تھے، آپ نے مفتی محمد لطف اللہ، مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے اکتساب علوم کیا اور سلوک میں شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے بیعت کی، کلکتہ میں مدرسہ عالیہ کے پروفیسر بھی رہے، آپ نے چند شرفاء شہر کے تعاون سے دلی میں ایک سکول اور یتیم خانہ بھی قائم کیا آپ نے "عقائد اسلام" اور ایک کتاب "البیان" بھی لکھی جس کا ترجمہ انگریزی میں بھی ہو چکا ہے، قرآن حکیم کی ایک تفسیر بہ نام "فتح المنان به تفسير القرآن" مشہور بہ "تفسير حقاني" لکھی جو بزمانہ آصف جاہ میر محبوب علی خان بہادر لکھی گئی، وجہ تصنیف میں یہ لکھا کہ:۔

"جب تخمیناً سو برس سے بڑے دور دراز سے ایک قوم عیسائی دانشمند، آزادی پسند ہندوستان میں آئی تو اپنے ساتھ صدہا جہاز الحاد اور شراب خوری وغیرہ کے بھی بھر کر لائی اول تو یوں ہی مسلمانوں کی حالت خراب تھی اس پر آزادی اور الحاد کی برانڈی نے تو وہ آفت ڈھائی کہ ۔

ازاں افیون کہ ساقی درے افگند　　حریفاں را نہ سر ماند نہ دستار

جس سے غفلت اور باہمی نزاع اور بے دینی نے ہر طرف سے محیط ہو کر دینی و دنیوی برکات کا خاتمہ کر دیا یہاںتک کہ ان کا دل خوش کرنے کے لئے ایک قوم نے تو وہ طرز اختیار کیا کہ اہل یورپ کا پورا جامہ ہی پہن لیا جس طرح وہ لوگ برائے نام عیسائی اور درحقیقت سخت ملحد ہیں، نہ خدا کے قائل نہ ملائکہ و حشر و

نشر، ثواب وعقاب، حلال وحرام، طاہر ونجس کے مقر بنی کون؟
ایک رفارمر مُصلح، الہام اور کلام ملائکہ مجنونوں کی بڑ، اسی طرح یہ
لوگ بھی نبی اور ملائکہ اور الہام اور جبریل اور خرق عادات انبیاء
علیہم السلام اور نعمائے جنت اور جہنم کے وہ عقوبات کہ جو نصوص
قرآن سے ثابت ہے ان سب باتوں کے منکر اور حلال وحرام
اور طہارت ونجاست وغیرہ جملہ احکام اسلام سے نافرمان اس پر
نام کے مسلمان ہیں پھر ان کفریات اور پادریوں اور ملحدان
یورپ کے معتقدات کا نام تحقیق اور ترقی اسلام رکھ کر صدہا
دولتمندوں اور آزادی پسندوں کو تفسیر کے پیرایہ میں ملحد وگمراہ بلکہ
حقیقی اسلام کا بدخواہ بنادیا، حیف صدہا روحانی زہر کا پیالہ پلا دیا
لہٰذا حمیت اسلامی اور اہل اسلام کی نفع رسانی نے مجھ جیسے بے
لیاقت کو مجبور اردو میں ایسی تفسیر لکھنے پر مامور کیا''

یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے، ۴ر شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ کو تمام ہوئی، کئی دفعہ طبع ہو چکی ہے، عبدالحق حقانی کی وفات ۱۳۳۵ھ کو ہوئی۔

(۲۳) سید امیر علی بن معظم علی حسینی ملیح آبادیؒ

آپ کی ولادت ۱۲۷۴ھ کو ملیح آباد کے مردم خیز قصبہ میں ہوئی اس وقت کے مشہور اور جلیل القدر علماء علامہ فاروق چڑیاکوٹی اور مولانا نذیر حسین محدث دہلویؒ وغیرہا سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد لکھنو کے مطبع منشی نولکشور میں ملازم ہو گئے کچھ عرصہ بعد حج کو چلے گئے واپسی پر مدرسہ عالیہ کلکتہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے آپ نے فیضی کی تفسیر بے نقاط کا مقدمہ اور بخاری شریف، ہدایہ، فتاوی عالمگیری کا ترجمہ اردو زبان میں کیا، قرآن حکیم کی ایک تفسیر تیس جلدوں میں مرتب فرمائی جس کا نام ''مواہب الرحمن'' ہے اور کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے، ۱۳۳۷ھ کو وفات پائی۔

(۲۴) سید احمد حسن دہلویؒ

۱۲۵۸ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں آپ کے والد دہلی ترک کر کے ٹونک چلے گئے، دینی علوم جناب مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور دیگر علماء عصر سے حاصل کرنے کے بعد آپ نے مولانا سید نذیر حسینؒ کی خدمت میں دہلی پہنچ کر تفسیر و حدیث کی تکمیل کی، ساتھ ہی طب قدیم بھی پڑھ لی، پھر آپ ضلع راندیر (حیدر آباد دکن) میں ڈپٹی کلکٹر لگا دیئے گئے، سرکاری ملازمت کے باوجود علمی شغف نے آپ کے قلم سے کئی تصانیف مرتب کرالیں جن میں سے قرآنیات کے متعلق آپ کی محنت کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) آپ نے قرآن مجید مترجم بہ سہ تراجم شائع کیا جو ترجمہ فارسی از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور اردو ترجمہ تحت اللفظ از شاہ رفیع الدین اور تیسرا ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

(۲) قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "احسن التفاسیر" لکھی جو سات جلدوں میں ۱۳۲۵ھ کو طبع ہو چکی ہے اس تفسیر کا ایک جامع مقدمہ لکھا جو علم تفسیر کے متعلق ۵۶ مفید عنوانات پر مشتمل ہے اور یہ مقدمہ ۱۳۲۰ھ میں طبع ہوا، سورۂ بقرہ کی آیات احکام کی تفسیر بہ نام "تفسیر آیات الاحکام من کلام رب الانام" اردو میں لکھی جو ۱۹۳۱ء میں طبع ہوئی۔ ۱۷ر جمادی الاول ۱۳۳۸ھ کو دہلی میں وفات پائی۔

(۲۵) مولانا وحید الزمان بن مسیح الزمانؒ

کانپور میں ۱۲۶۷ھ کو پیدا ہوئے، کانپور کے جلیل القدر علماء سے علوم حاصل کئے اور پھر مولانا عبدالحی لکھنوی سے اکتساب فیض کیا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مشائخ سے بھی علوم پڑھے خصوصا مولانا عبدالغنی مجددی مہاجر مدینہ منورہ سے اکتساب

کیا، وطن واپس آ کر ندوۃ العلماء اور حیدر آباد دکن کے علمی کاموں سے منسلک ہو گئے، اپنے زمانہ کے علماء میں سے آپ جلیل القدر عالم اور کثیر التصانیف صاحب قلم تھے، بہت سی مفید اور جامع کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ''تفسیر وحیدی'' بھی ہے جو اردو زبان میں ہے اور مضامین قرآنی کی فہرست بھی مرتب کی جس کا نام ''تبویب القرآن'' ہے ۲۶ شعبان ۱۳۳۸ھ کو آصف نگر میں فوت ہو گئے آپ کی نعش کو وقار آباد میں دفن کر دیا گیا۔

(ف ۱) آپ کی سیرت پر مستقل کتاب ''حیات وحید الزمان'' مولوی عبدالحلیم چشتی نے مرتب کی ہے۔

(ف ۲) ''تفسیر وحیدی'' قرآن عزیز مترجم کے حاشیہ پر ۱۳۲۴ھ کو طبع ہو چکی ہے۔

(۲۶) مولانا محمود الحسن شیخ الہندؒ

حضرت مولانا ذوالفقار علی دیو بندی کے ہاں ۱۲۶۸ھ کو آپ کی ولادت ہوئی آپ کا خاندان دیو بند کے قدیم شیوخ میں سے ہے، والد ماجد ذی علم بزرگ تھے، دارالعلوم دیو بند کے قیام پر آپ ہی اس مصدر علوم و برکات کے پہلے طالب علم تھے ۱۲۸۹ھ میں سند فراغت ملی اور اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے جلد ہی دارالعلوم دیو بند کے صدر مدرس ہو گئے چونکہ برصغیر کے اکثر علماء کرام سے آپ کو شرف تلمذ حاصل تھا اس لیئے حلقہ علماء کرام میں ''شیخ الہند'' کا لقب آپ ہی کے لئے مخصوص رہا اور اب بھی ہے، تحریک آزادی ہند کے سلسلے میں ایک تجویز کو کامیاب کرانے کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے مگر شریف مکہ نے آپ کو گرفتار کر کے انگریزی حکومت کے حوالہ کر دیا جس نے آپ کو ''مالٹا کے جزیرہ'' میں نظر بند کر دیا ان ہی ایام میں آپ نے ترجمہ قرآن عزیز اور سورۃ النساء کے تفسیری فوائد تحریر فرمائے جس کی کیفیت آپ کے شاگرد رشید اس گنہگار مرتب کے استاذ محترم مادرزاد ولی بن ولی حضرت مولانا سید

اصغر حسین محدث دار العلوم دیو بند نے یہ فرمائی کہ:۔

"وطن عزیز میں حضرتؒ نے قرآن مجید کا ترجمہ شروع فرمایا تھا لیکن تین سال میں بکوشش والتزام صرف دس پارے بمشکل تمام کسی قدر غیر مکمل تیار ہوئے تھے، دار العلوم میں شغل تعلیم اور زائرین واضیاف کے ساتھ حضرت کے وسعت اخلاق کی وجہ سے فرصت ہی نہ ہوتی تھی اور اس طرح دس سال میں بھی پورا ہونے کی امید نہ تھی مالٹا کی یکسوئی اور گوشہ نشینی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو ہی سال میں کامل ہو گیا اور حضرت مولانا نے کمال مسرت سے یہ مژدہ ہندوستان کو ۱۹ر شوال ۱۳۳۶ھ کے خط میں تحریر فرمایا کہ:۔

"رمضان المبارک کے دو روز بعد ترجمہ قرآن شریف کا الحمدللہ کہ پورا ہو گیا مولانا عبدالرحیم کی خدمت میں اطلاع کر دینا"

چنانچہ یہ ترجمہ برصغیر (پاکستان اور بھارت) میں کئی مرتبہ طبع ہوا اور ہو رہا ہے، افغانستان کی حکومت نے اس کا فارسی میں ترجمہ شائع کرایا ہے، حضرت شیخ الہندؒ کی وفات ۱۸ر ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۳۰ر نومبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی، مزار عالی دیو بند میں ہے۔

(۴۷) مولانا تاج محمود امروٹی

آپ کے اجداد عرب سے سندھ آ کر آباد ہو گئے تھے آپ کی ولادت سید عبدالقادر کے ہاں قصبہ دیوانی نزد گاڑھی موری ضلع خیر پور میرس میں ہوئی ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر ملتان کچھ زمانہ قیام فرمایا والد ماجد کی رحلت پر وطن لوٹے اور قطب زمانہ حضرت حافظ محمد صدیق صاحبؒ سے بھر چونڈی شریف میں جا کر بیعت کا شرف حاصل کیا، چالیس دن کے بعد آپ کو خلافت سے نوازا اور آپ نے واپس وطن آ کر اصلاح خلق اور اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا ایک دینی مدرسہ قائم کیا

اور ساتھ ہی ایک پریس بھی قائم کیا چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے روحانی کمالات سے بھی نوازا تھا اس لیے روحانی فیض کی بھی کثرت سے اشاعت فرمائی، آپ عالم علوم اسلامیہ، شیخ المشائخ ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین ادیب اور شاعر بھی تھے آپ کی ایک کتاب ''پریت نامو'' عظیم شاہکار ہے جو یوسف زلیخا کے قصے میں مولانا جامیؒ کی مرتبہ یوسف زلیخا کا عکس جمیل ہے آپ نے پورے قرآن مجید کا ترجمہ سندھی زبان میں لکھا جو سندھی تراجم و تفاسیر میں پہلا کامیاب اور راہنما ترجمہ تسلیم کیا جاتا ہے یہ ترجمہ کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے، آپ وقت کے عظیم مجاہد تھے آپ کے کارناموں اور ذکر خیر کیلئے دفاتر درکار ہیں، ۳ر جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ کو وصال فرمایا، مزار عالی امروٹ شریف ضلع سکھر میں ہے۔

(۲۸) شیخ ریاست علی حنفیؒ

آپ کی ولادت قصبہ شاہجہانپور میں ہوئی اپنے وطن کے علماء سے ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد رامپور چلے آئے اور شیخ وقت ارشاد حسین نقشبندیؒ کے حلقہ تلامذہ میں شریک ہوگئے، فراغت پر وطن لوٹے اور تدریس و تعلیم میں مصروف ہوگئے جن میں سے ''جلالین'' کی شرح ''زلالین'' اور لباب التنزیل فی مشکلات القرآن بھی ہے، ۱۳۴۹ھ کو فوت ہوئے۔

(۲۹) حمید الدین فراہیؒ

۱۲۸۰ھ میں یو۔ پی (بھارت) کے ایک گاؤں ''پھریا'' میں پیدا ہوئے، قرآن عزیز گھر پر ہی حفظ کیا، عربی زبان کی تحصیل کے لئے مولانا شبلیؒ کی خدمت میں پہنچے پھر لکھنو مولانا عبدالحی کے درس سے استفادہ کرتے ہوئے مشہور ادیب مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی خدمت میں پہنچے جبکہ مولانا اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر تھے، دینی اور عربی علوم کی تحصیل سے فارغ ہوتے ہی انگریزی زبان کی تحصیل کے

لیے علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا، پھر فراغت پر مدرستہ الاسلام کراچی میں کئی سال عربی کے پروفیسر رہے ۱۹۰۰ء میں ہندوستان کے وائسرے لارڈ کرزن نے عرب سرداروں کے ساتھ سیاسی تعلقات کے لئے جو سفر کیا تھا اس میں ترجمانی کے فرائض مولانا نے ادا کئے، کچھ زمانہ حیدر آباد دکن میں قیام کے بعد وطن لوٹے اور مدرستہ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڑھ میں قیام کر کے اس کو پروان چڑھایا کچھ بیمار ہوئے اور علاج کے لئے ''متھرا'' گئے وہیں ۱۹ ر جمادی الآخر ۱۳۴۹ھ کو انتقال فرمایا اور وہیں غریبوں کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

مولانا کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے قرآنیات کے موضوع پر تفسیر نظام القرآن وتاویل الفرقان بالفرقان، مفردات القرآن، الامعان فی اقسام القرآن مطبوعہ ہیں ان کے تراجم اردو زبان میں ہو چکے ہیں، ان کے علاوہ اسالیب القرآن، اصول التاویل، حجج القرآن، کتاب الرسوخ، اسباب النزول، تاریخ القرآن، اوصاف القرآن، فقہ القرآن، بھی ہیں جو تاحال غیر مطبوعہ ہیں۔

مولانا نے تفسیر قرآن کے لئے جس تفسیر وتاویل کو اختیار کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

> ''قرآن مجید پر غور کرنے کا وہ صحیح طریقہ اختیار کیا جائے جس سے حکمت کے دروازے کھلیں تاکہ مسلمان مغرب کی فاسد عقلیت سے مرعوب ہونے کی بجائے قرآن کی صالح عقلیت سے اس کا مقابلہ کر سکیں'' (منقول از مجموعہ تفاسیر فراہی ص ۳۰)

(۳۰) مولانا سید محمد انور شاہؒ ابن مولانا محمد معظم شاہؒ

آپ موضع دودھواں (علاقہ لولاب) کشمیر میں ۱۲۹۲ھ ۲۷ رشوال کو پیدا ہوئے۔ پ ضلع ہزارہ اور دیگر مقامات پر درس کتب نظامی حاصل کرتے رہے ۱۳۰۸ھ کو

دارالعلوم دیوبند داخل ہوئے ۱۳۱۴ھ کو دیوبند سے فراغت کے بعد گنگوہ شریف حضرت امام ربانیؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے، پھر آپ بجنور، مدرسہ امینیہ دہلی اور اپنے وطن میں کچھ زمانہ تدریس کرنے کے بعد ۱۳۲۸ھ کو دیوبند تشریف لے آئے اور تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۶ھ میں آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما کر حجاز تشریف لے گئے ۱۳۴۰ھ بطور صدر مدرس و شیخ الحدیث علوم حدیث کے خزانے لٹاتے رہے ۱۳۴۰ھ کو مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (ضلع سورت) تشریف لے گئے اور ۲۱ صفر ۱۳۵۲ھ کو دیوبند میں وفات پائی۔ علم حدیث اور دیگر علوم میں آپ بے نظیر عالم اور محقق تھے آپ کی تقریر ترمذی شریف اور بخاری شریف عربی میں مطبوعہ اور مقبول عندالعلماء ہے تفسیر قرآن عزیز کے سلسلے میں آپ کی مرتبہ کتاب ''مشکلات القرآن'' مفید ترین اور جامع کتاب ہے جو آپ کے شاگرد رشید علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ سے مزین طبع ہو چکی ہے۔

(۳۱) علامہ شیخ محمد رشید رضا

آپ کی ولادت تو طرابلس (لیبیا) میں ہوئی مگر مصر کو اپنا وطن بنا لیا، دیگر علماء کرام کے علاوہ زیادہ وقت شیخ محمد عبدہ کی خدمت میں گذارا اور ان سے علوم اسلامیہ خصوصاً تفسیر قرآن عزیز کا وافر حصہ حاصل کیا، اپنے شیخ سے تفسیر قرآن عزیز جس قدر سنتے تھے اس کو قلمبند کر لیتے تھے، ابھی آپ پانچ اجزاء کی باقاعدہ تفسیر پڑھ سکے تھے کہ ۱۳۲۳ھ میں مفتی صاحبؒ کا انتقال ہو گیا، چنانچہ آپ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنی شروع کی، بارہ پاروں کی تفسیر سورۂ یوسف کے آخر تک مرتب کر چکے تھے کہ وفات ہو گئی آپ کی یہ تفسیر بارہ جلدوں میں طبع ہے اور ملتی ہے آپ کی وفات مصر میں ۱۳۵۴ھ کو ہوئی۔

(۳۲) فتح الدین اذبر بن حکیم میاں غلام محمدؒ

آپ کی ولادت خوشاب میں ہوئی، درس نظامی، منشی فاضل، مولوی فاضل کرنے کے بعد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے دیوبند میں اکتساب فیض کیا، حج بیت

اللہ کے بعد بغداد وغیرہ کا علمی سفر کرنے کے بعد حیدر آباد میں قیام فرمالیا، نواب زادہ محبوب علی خاں کے اتالیق بھی رہے ہیں۔ علم وراثت، تاریخ وسیر میں بھی کافی دسترس حاصل تھی، چنانچہ وراثت میں ''خزینۃ المیراث'' آپ کی علمی یادگار ہے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر ''روح الایمان'' کے نام سے لکھی جس کے پہلے تین پارے حیدر آباد دکن کے ایک پریس سے شائع ہو چکے ہیں مقدمہ تفسیر القرآن جامعہ مقدمہ بھی شائع شدہ ہے، آپ کی وفات ۱۶ رشوال ۱۳۵۶ھ کو خوشاب میں ہوئی۔

(۳۳) حافظ محمد ادریسؒ

آپ کی ولادت قصبہ طورو ضلع مردان میں ہوئی، خاندان علمی تھا حفظ قرآن کریم اور ابتدائی کتب وطن ہی میں پڑھیں پھر امروہہ اور ڈابھیل، دار العلوم دیوبند میں دورۂ حدیث پڑھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال ذہانت عطا کی تھی، وطن واپس آتے ہی علوم عصریہ میں کافی مہارت حاصل کر لی اور جلد ہی پشاور یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے صدر ہو گئے، قرآن عزیز کی پشتو زبان میں تفسیر لکھی جس کا نام ''کشاف القرآن'' ہے اور وہ مطبوعہ ہے، آپ ۱۳۵۸ھ (مئی ۱۹۶۵ء) کے اس حادثہ میں شہید ہو گئے جو پاکستان ائیر فورس کے جہاز کو قاہرہ میں پیش آیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۳۴) شیخ طنطاویؒ بن جوہری

آپ مصر کے قریب ''عوض اللہ حجازی'' نامی بستی میں ۱۲۸۷ھ کو پیدا ہوئے، جامعہ ازہر میں دینی علوم کی تکمیل کے بعد انگریزی تعلیم حاصل کی، کئی مضامین وطنی آزادی کے لئے مصر کے مشہور جریدہ ''اللواء'' میں لکھتے رہے، پھر مستقل ایک کتاب بہ نام ''نھضۃ الامۃ وحیاتہا'' کے عنوان سے لکھی، زیادہ وقت تالیف میں گذرا، قرآن کریم کی ایک مبسوط تفسیر لکھی جس کا پورا نام تو ''الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم المشتمل علی عجائب بدائع المکونات وغرائب الآیات الباہرات'' ہے مگر مشہور

تفسیر ''جوہری'' کے نام سے ہے یہ تفسیر ۲۶ جلدوں میں ۱۳۴۴ھ کو مکمل ہوئی، مفسر کی وفات ۱۳۵۸ھ کو ہوئی، تفسیر مطبوعہ ہے اور عام دستیاب ہے۔

(ف) طنطاوی کی یہ تفسیر فلسفیانہ طرز پر ہے گویا کہ تفسیر کبیر کا مکمل چربہ ہے۔

(۳۵) مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

آپ مولانا یاد الٰہی کے ہاں ۵ر رجب ۱۲۹۸ھ کو پیدا ہوئے ۱۳ سال کی عمر میں ''مدرسہ قومی میرٹھ'' میں داخل ہوئے، سولہ سال کی عمر میں درس نظامی کی کتابیں تکمیل فرما کر سند فراغت حاصل کر لی، کچھ زمانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مدرس رہ کر واپس میرٹھ آ گئے۔ ''خیر المطابع'' کے نام سے ایک مطبع قائم کیا اور دینی کتابوں کی اشاعت فرمائی آپ کا روحانی تعلق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، آپ ہی نے حضرت گنگوہیؒ کے حالات مبارکہ بہ نام ''تذکرۃ الرشید'' شائع کئے، دیگر تصانیف کے علاوہ قرآن عزیز کا ترجمہ اور حاشیہ لکھا جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ایک ایک کلمہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے گذرا ہے اور اس کے حاشیہ میں شاہ ولی اللہ کے پوتے مولوی محمد حسین بن شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہم کی مترجمہ حمائل شریف سے استفادہ کیا ہے جو ضلع مظفر نگر کے قصبہ پھلت پور میں منشی فرحت اللہ صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ یکم شعبان ۱۳۶۰ھ کو میرٹھ ہی میں انتقال فرمایا۔

(۳۶) مولانا اشرف علی تھانویؒ

آپ امت میں حکیم الامت کے ممتاز لقب سے یاد کئے جاتے ہیں تھانہ بھون میں ولادت ہوئی، اکثر علوم دار العلوم دیوبند میں پڑھے دورۂ حدیث حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اور پھر کانپور کے مدرسہ ''جامع العلوم'' میں تیس برس تک تدریس، تبلیغ، تصنیف اور تزکیہ قلوب کی خدمات سر انجام دیں پھر اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر قدس سرہ العزیز کے حکم سے ''خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون'' میں مستقل

قیام فرما کر تمام وقت اشاعت علوم بنوت میں گذارا، آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار تک ہے جن میں کئی کتب اور رسائل تفسیر اور علوم تفسیر کے متعلق ہیں۔ قرآن کریم کی ایک مبسوط اور مدلل تفسیر بہ نام ''بیان القرآن'' لکھی جو متداول اور معتبر ہے، اس تفسیر کی جامعیت اور صحت کے متعلق دارالعلوم دیو بند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحب کا ارشاد ہے:۔

> ''آپ نے تفسیر میں ''بیان القرآن'' ایسی جامع تفسیر مدون فرمائی کہ اس نے کتنی ہی ضخیم ضخیم تفسیروں سے بے نیاز کر دیا اور قرآنی حقائق کا لب لباب اہل علم کے سامنے آ گیا، خود فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر ہر آیت کی تفسیر پر اس وقت قلم اٹھاتا تھا کہ جب مجھے منجانب اللہ اس میں شرح صدر ہو جاتا تھا''۔
>
> (ماہنامہ دارالعلوم شعبان ۱۳۶۲ھ)

آپ نے قرآن عزیز کا ترجمہ اور تفسیری حاشیہ بھی لکھا جو دلی سے پہلی بار ۱۹۲۷ء مطابق ۱۳۴۵ھ کو شائع ہوا اور اب تک شائع ہو رہا ہے، آپ کی وفات ۱۶/ رجب ۱۳۶۲ھ میں ہوئی، مزار عالی تھانہ بھون میں ہے۔

(۳۷) مولانا عبید اللہ سندھیؒ

آپ کی ولادت سیالکوٹ کے قصبہ جیانوالی میں ۱۲۸۹ء کو ایک سکھ گھرانے میں ہوئی ابھی سکول پڑھ رہے تھے کہ شیخ عبید اللہ نومسلم کی کتاب ''تحفۃ الہند'' کے مطالعہ پر مشرف بہ اسلام ہو گئے صدیق دوراں حضرت حافظ محمد صدیق سندھی (بھر چونڈی شریف) کے دست حق پرست پر ۱۳۰۵ھ میں شرف بیعت حاصل کیا اور اسی نسبت سے سندھی کہلائے ہندوستان کے متعدد مدارس میں علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں دارالعلوم دیو بند پہنچے فراغت علوم کے بعد پیر

جھنڈا اور دہلی میں شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز کے فلسفہ کی تعلیم اور تدریس کرتے رہے ۱۳۳۳ھ میں بہ امر شیخ الہند کابل ہجرت کی سات سالہ قیام کے بعد روس اور ترکی میں کچھ قیام کر کے بالآخر ارض مقدس حجاز میں پہنچ گئے اور وہیں مطالعہ کتب اور تدریس فلسفہ شاہ ولی اللہ کے علاوہ اپنے روحانی مقامات کی تکمیل کرتے رہے تا آنکہ ۷/ مارچ ۱۹۳۹ء کو وطن واپس آئے اور اپنے پروگرام سے عوام اور خواص کو روشناس کرتے ہوئے ۲۱/ اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۳/ رمضان ۱۳۶۳ھ دین پور شریف میں انتقال فرمایا اور اپنے مربی شیخ کے قدموں میں پیوند خاک کر دیئے گئے۔

مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے کئی شاگردوں نے تفسیر قرآن کریم اور اس کے فوائد کا سماع کیا اور ان کو شائع بھی کیا ہے جیسا کہ آپ کے شاگرد خاص مولانا عبداللہ لغاری (مرحوم ۴/ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مدفون سانگھڑ سندھ) نے پارۂ عم کی تفسیر شائع کی ہے جس کا نام المقام المحمود یعنی تفسیر مولانا عبید اللہ سندھی مع ترجمہ شیخ الہندؒ ہے۔ یہ حصہ تفسیر نظام الدین ہالی پوٹہ پروپرائٹر انٹرنیشنل بک کارپوریشن ہیرآباد حیدرآباد سندھ نے شائع کی ہے جس کے مقدمہ میں یہ درج ہے کہ:۔

> ”مولانا نے قیام دہلی میں پہلی جنگ عظیم سے پہلے بھی ایک تفسیر مرتب کی تھی جس کی نقول سندھ یونیورسٹی حیدرآباد اور دوسری جگہوں میں موجود ہیں“

پارہ عم کی تفسیر کے متعلق بھی اس کے مقدمہ میں یوں تحریر ہے کہ:۔

> ”مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران سارے قرآن کی تفسیر اپنے تلمیذ خاص مولانا عبداللہ لغاری کو قلمبند کرائی جس کی نقول دہلی، لاہور، کراچی وغیرہ میں موجود ہیں، اور اصل نسخہ مخطوطہ از دست مولانا عبداللہ لغاری سندھ یونیورسٹی میں موجود ہے

اسی کا پارہ عم شائع ہوا ہے“

یہ کامل تفسیر عنقریب متعدد اقساط میں شائع ہو رہی ہے۔

(۳۸) مولانا حسین علیؒ بن حافظ میاں محمد حنفی نقشبندی

آپ ۱۲۸۳ھ کو قصبہ واں بچھراں ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے، علوم وفنون کی کتب وطن کے علماء کرام سے پڑھیں اور پھر کانپور مولانا احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سے معقولات ومنقولات کی کتابیں پڑھی اور دورۂ حدیث قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز سے پڑھا اور وطن آ کر تدریس علوم خصوصا درس ترجمہ قرآن عزیز میں اس قدر منہمک ہو گئے کہ اپنے وطن میں بے نظیر سمجھے گئے، چند کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں سے ”تفسیر بے نظیر“ اور ”تفسیر بلغۃ الحیران“ بھی ہیں، ۱۳۶۳ھ کو واں بچھراں ہی میں انتقال ہوا۔

(ف) آپ کی طرز تفسیر اور بعض عقائد کے مسائل میں اکابر علماء دیوبند کا اختلاف ہے۔

(۳۹) محمد نبی بخشؒ حلوائی

لاہور میں میاں محمد وارث ارائیں کے ہاں ۱۸۶۰ء کو پیدا ہوئے آپ نے اسلامی علوم حاصل کرنے کے بعد وعظ وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا آپ نے پنجابی زبان میں قرآن عزیز کی تفسیر نظم میں لکھی جو پندرہ جلدوں میں ہے۔ کئی دیگر رسائل مثلاً شفاء القلوب، النار الحامیۃ من ذم المعاویہ اور قصص المحسنین بھی مشہور ہیں۔ لاہور میں ۱۹۴۴ء (۱۳۶۴ھ) میں وصال ہوا اور وہیں پیوند خاک کر دیئے گئے۔

(۴۰) محمد مصطفیٰ مراغیؒ

آپ کا پورا نام محمد مصطفیٰ بن محمد بن عبدالمنعم ہے، آپ ”مراغہ“ میں جو کہ علاقہ جرجاء (مصر) کی ایک بستی ہے پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے مراغی کہلائے،

ابتدائی نوشت وخواند کے بعد قاہرہ میں مفتی عبدہ سے اکتساب علم کیا، پہلے تو مصر میں قاضی مقرر ہوئے پھر سوڈان کے قاضی القضاۃ مقرر کیے گئے بعد میں جامعہ ازہر کے صدر مقرر کیے گئے پھر اسی عہدہ پر ۱۹۴۵ء مطابق ۱۳۶۶ھ کو وفات پائی اور قاہرہ میں دفن کر دیئے گئے، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے قرآن عزیز کی ایک مفصل تفسیر لکھی جس کے پارہ نمبر ۲۹ کے اختتام پر یہ لکھا ''کان الفراغ من مسودۃ ہذا الجزء بمدینۃ حلوان فی الثانی من ذی القعدہ ۱۳۶۵ھ'' آپ کی تفسیر ''تفسیر مراغی'' کے نام سے مشہور ہے اور عام دستیاب ہے۔

(۴۱) سید نعیم الدین مرادآبادیؒ

آپ مولانا معین الدین نزہت کے ہاں ۲۱ / صفر ۱۳۰۰ھ کو پیدا ہوئے، درس نظامی کی مروجہ کتب اپنے حلقہ کے علماء کرام سے پڑھیں، فاضل بریلوی نے آپ کو ''صدر الافاضل'' کا لقب دیا، کئی کتابیں لکھیں جن میں ''تفسیر نعیمی'' بھی ہے جو مطبوعہ اور دستیاب ہے، فاضل بریلوی کے مترجم قرآن کریم کا حاشیہ ''خزائن العرفان'' بھی آپ ہی کا مرتبہ ہے۔ ۹ / ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ کو وفات ہوئی۔

(۴۲) مولانا عبدالرحمٰنؒ امروہی

۱۲۷۷ھ میں بمبئی میں ولادت ہوئی مکہ مکرمہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور ابتدائی دینی کتب بھی وہیں پڑھیں پھر دیوبند آ کر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے تفسیر وحدیث کے کچھ اسباق پڑھے آپ حضرت نانوتویؒ کے آخری شاگردوں میں سے تھے، کچھ زمانہ دارالعلوم دیوبند میں تفسیر وحدیث کے اسباق پڑھائے، آخر میں جامعہ اسلامیہ امروہہ کے شیخ الحدیث والتفسیر ہو گئے تھے، ۲۳ / جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ کو وفات پائی۔ مزار شریف امروہہ میں ہے مطول اور مختصر المعانی پر حواشی لکھے، تفسیر بیضاوی پر بھی آپ کا جامع اور کامیاب حاشیہ ہے۔

(۴۳) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بن محمد خضر کشمیری ثم امرتسریؒ

۱۲۸۷ھ میں امرتسر میں پیدا ہوئے وزیر آباد، دارالعلوم دیوبند، کانپور کے علماء عصر سے استفادہ کے بعد امرتسر مقیم ہو گئے، زیادہ وقت غیر مسلموں سے بحث و مناظرہ میں گذارا، آریہ سماج اور مرزا قادیانی سے عبرت آموز کامیاب مناظرے رہے، کئی کتابیں لکھیں جن میں سے "تفسیر ثنائی" اردو زبان میں کئی جلدوں میں ہے اور ایک تفسیر عربی زبان میں بھی ہے جس کا نام "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن فی تفسیر القرآن" ہے اور یہ ایک جلد میں ہے جو کہ ۵۰۷ صفحات پر مشتمل اور مطبوعہ ہے تقسیم وطن کے بعد پاکستان آ گئے تھے اور پھر شہر گوجرانوالہ میں ۱۳۶۷ھ کو فوت ہو گئے۔

(۴۴) مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ولد مولانا فضل الرحمٰن عثمانیؒ

آپ کا پیدائشی نام فضل اللہ تھا بعد میں شبیر احمد تجویز ہوا، دارالعلوم دیوبند کے مقتدر اور مشہور علماء میں سے تھے ۱۳۲۵ھ میں سند فراغت حاصل کی، دارالعلوم دیوبند، مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی میں مدرس رہے، ۱۳۴۸ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے ۱۹۴۵ء میں جمعیۃ علماء ہند سے علیحدگی اختیار کر کے تحریک پاکستان کو فروغ دیا، ۲۱ رصفر ۱۳۲۹ھ کو فوت ہوئے، مزار کراچی میں ہے۔ آپ کی علمی قابلیت پر مستقل تذکرہ بہ نام "تجلیات عثمانی" موجود ہے۔ صحیح مسلم کی شرح بہ نام "فتح الملہم" عربی زبان میں تحریر فرمائی، تفسیر قرآن عزیز کے سلسلہ میں آپ کی مرتبہ "تفسیر عثمانی" مشہور و معروف ہے، یہ تفسیر دراصل حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کا حاشیہ ہے، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ تو مکمل فرما لیا مگر فوائد اور حواشی صرف سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء ہی کے مرتب کر سکے تھے کہ مالٹا کی اسارت سے رہائی ہو گئی اور پھر جلد ہی پیغام اجل آ پہنچا، بقایا فوائد آپ نے مرتب فرمائے جو دور حاضر کے لئے بہترین معلم قرآنیات ہیں۔

(۴۵) خواجہ حسن نظامی ابن سید عاشق علی دہلویؒ

۲؍محرم ۱۲۹۶ھ کو پیدا ہوئے ابھی ابتدائی کتب پڑھ رہے تھے کہ ۱۳۰۸ھ میں والد کا انتقال ہوگیا، آپ کا روحانی سلسلہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء (م ۷۲۵ھ) سے ملتا ہے، اسی نسبت سے نظامی مشہور ہوئے، مگر آپ کی بیعت تونسہ شریف کے شاہ اللہ بخشؒ سے تھی آپ نے مصر، شام، عراق، ترکی، افریقہ وغیرھا کا علمی اور تبلیغی سفر کیا، آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف اورتالیف کیں، آپ کو شمس العلماء کا خطاب بھی ملا، آپ نے اردو زبان میں قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو ''تفسیر نظامی کے نام سے مشہور اور دستیاب ہے حسن نظامیؒ کا وصال ۱۹۵۳ء مطابق ۱۳۷۲ھ کو ہوا۔

(ف) حسن نظامیؒ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر ہندی زبان میں لکھی ہے جو اس قرآن عزیز کے حاشیہ پر ہے جو اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ہے یہ تفسیر ۱۹۲۸ء کو طبع ہوئی اس کا ایک نسخہ پشاور یونیورسٹی کی لائبریری میں ہے۔

(۴۶) علامہ عبداللہ یوسف علیؒ

آپ کا نام عبداللہ اور آپ کے والد کا نام خان بہادر یوسف علی شجاع الدین تھا، باپ کا نام ساتھ ملا کر آپ عبداللہ یوسف علی کہلاتے تھے، بمبئی کے قریب شہر ''سورت'' میں ۲۳؍محرم ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۴؍اپریل ۱۸۷۲ء کو پیدا ہوئے، تعلیمی زندگی مدرسہ انجمن الاسلام بمبئی سے شروع کی، ولسن کالج بمبئی سے بی، اے کی ڈگری لی اور کیمبرج یونیورسٹی سے ایم، اے اور بیرسٹری کے امتحانات پاس کر کے ۱۸۹۵ء میں انڈین سول سروس میں دخل ہوئے یو۔پی کے صوبہ میں اسسٹنٹ مجسٹریٹ سے لے کر کلکٹری اور ججی کے عہدے پر سرفراز رہنے کے بعد فنانشل ڈیپارٹمنٹ حکومت ہند میں انڈر سیکوٹری مقرر ہوئے، پھر حیدر آباد میں صیغہ مال کے صدر المہام کی حیثیت سے تشریف لے گئے جہاں سے فارغ ہو کر انگلستان چلے گئے اور وہاں بیرسٹری شروع کر

دی، قیام انگلستان کے زمانہ میں آپ نے ایشیا اور یورپ کی متعدد زبانیں سیکھیں اور ان زبانوں کے اخبار و رسائل میں نہایت فاضلانہ مضامین لکھ کر اپنی قابلیت کا سکہ منوایا، ڈچ زبان میں آپ نے ایوولیوشن اف انڈین کلچر اور جرمن زبان میں انڈیا اور یورپ نامی کتابیں لکھیں، اس کے بعد ہندوستان آئے اور اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل مقرر ہوئے، تین سال بعد ولایت گئے اور کچھ عرصہ وہاں قیام کرنے کے بعد پھر آکر اس کالج کی خدمت میں مصروف ہو گئے، اس عرصہ میں انہوں نے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور یہ ان کا آخری مہتم بالشان کارنامہ ہے، آخری عمر میں پھر انگلستان میں مقیم ہو گئے تھے وہیں طویل علالت کے بعد ۱۰ردسمبر ۱۹۵۳ء مطابق ۱۳۷۳ھ کو لندن کے ایک ہسپتال میں انتقال فرمایا۔

(۴۷) محمد فرید وجدی مصریؒ

آپ کے والد کا نام مصطفیٰ تھا، ولادت تو اسکندریہ میں ہوئی مگر جوانی کے ایام ومیاط میں گذار کر قاہرہ میں تادم آخر قیام رہا، علوم اسلامیہ سے فراغت پر زیادہ توجہ تالیف اور تصنیف پر دی، کچھ زمانہ ماہنامہ "الازھر" کے ایڈیٹر بھی رہے، آپ کے مقالات "الاہرام" اور "الجہاد" میں شائع ہوتے رہے، آپ کا علمی شاہکار "دائرۃ المعارف" ہے جو بیس جلدوں میں مطبوعہ ہے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام "صفوۃ العرفان فی تفسیر القرآن" بھی لکھی جو مفید معلوماتی مقدمہ کے ساتھ کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے اور اس کا ترجمہ اردو زبان میں دہلی کے ایک تاجر کتب نے قرآن مجید مترجم کے حاشیہ پر شائع کیا تھا، "وجدی" کی وفات ۱۳۷۳ھ کو ہوئی۔

(ف) فرید وجدی نے حدیث کو وہ مقام نہیں دیا جو اسلام میں اس کو دیا گیا ہے اور قرآن فہمی میں بھی ان کا علم سطحی ہے، مولانا شبلیؒ نے فرمایا ہے کہ:-

"فرید وجدی کے کمالات کے اعتراف کے ساتھ ہم کو کسی قدر

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی مذہبی معلومات سطحی اور
سرسری ہیں اس لیے جب وہ حدیث یا قرآن کے متعلق کچھ
لکھتے ہیں تو ان کی کم مائیگی کی جھلک صاف نظر آتی ہے"۔
(مقالات شبلی ج ۵ ص ۳۸)

(۴۸) محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ

آپ سیالکوٹ کے مشہور عالم دین تھے مسلکا اہلحدیث تھے اپنے مکتب فکر کے علاوہ دوسرے مکاتب فکر کے ہاں بھی آپ کا احترام تھا، آپ قادر الکلام مقرر ہونے کے علاوہ بہترین مولف اور مصنف بھی تھے، آپ کی تصانیف کی تعداد ۶۵ ہے، ایک ماہانہ رسالہ بھی بنام "الھادی" جاری کیا تھا۔ عصمت انبیاء، تاریخ نبوی وغیرھا معروف و مشہور ہیں، آپ کا محبوب مضمون قرآنیات تھا آپ نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ واضح البیان، تعلیم القرآن، اعجاز القرآن، تفسیر القرآن، عبداللہ چکڑالوی کارد، سورۃ الحجرات، ق، البلد، العصر، الفیل، القریش، الکوثر، سورۃ الرحمٰن کی علیحدہ علیحدہ تفاسیر کے علاوہ تین پاروں کی مستقل تفسیر بھی بہ نام "تبصیر الرحمان" بطرز تفسیر مہاتمی اردو زبان میں لکھی جو مطبوعہ ہے، مولانا محمد ابراہیم نے ۸۷ سال کی عمر میں ۲۶ر جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۵۶ء کو وفات پائی، مزار سیالکوٹ میں ہے۔

(۴۹) مولانا محمد اکرمؒ

آپ کی ولادت ۱۸۸۳ء میں ہوئی، دینی تعلیم کے علاوہ عصری تعلیم بھی حاصل کی سیاسیات وطنیہ میں مسلم لیگ کے سرگرم رکن تھے قرآن کریم کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا اور حواشی بھی تحریر کیے، مولانا محمد اکرمؒ کی وفات ۱۹۵۷ء تقریباً ۱۳۷۷ھ میں ہوئی۔

(ف) اسلام بنگال میں آٹھویں صدی میں پہنچا ہے مگر وہ بھی ابتدائی خاکے کے طور پر لوگ اسلام سے آشنا ہوئے، ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن نشین کر لی جائے کہ بنگال میں اسلام کی نشر واشاعت صوفیائے کرام کی محنت اور کاوش کا نتیجہ ہے، اور صوفیاء کرام کا مسلک زھد وتقویٰ روحانی اثرات سے تبلیغ ہوا کرتا ہے تصنیف اور تالیف سے ان کو زیادہ لگاؤ نہیں ہوا کرتا ہے جیسا کہ مولانا روم کا فرمودہ ہے

صد کتاب وصد ورق در نار کن
سینہ را از ذکر حق گلزار کن

مسلمان دینی کتابوں کو غیر عربی میں منتقل کرنا بہتر نہ سمجھتے تھے خصوصا کلام الٰہی کو غیر عربی میں تعبیر کرنا تو ان کے ہاں گناہ سمجھا جاتا تھا، اسی خوش اعتقادی کا شکار بنگالی مسلمان بھی تھے جیسا کہ بنگالی زبان کے مشہور شاعر، صوفی، ادیب سید سلطان (م ۱۰۵۶ھ مطابق ۱۶۴۶ء) نے اپنی بنگلہ کتاب "وفات رسول" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیباچے میں لکھا ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب شریعت کا علم دیا ہے تاکہ لوگوں کو بتاؤں، علماء مجھے منافق کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے ہندوانی زبان میں لکھ کر دین کو ناپاک کر دیا ہے، لیکن خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے نبی بھیجا اس ملک کی زبان میں تعلیم دینے کے لیے جن میں وہ پیدا ہوا"۔ (تذکرہ صوفیائے بنگال ص ۲۳۵)

شاید یہی وہ خوف ہو کہ جس کی بناء پر کسی مسلمان کو بنگلہ میں ترجمۃ القرآن کرنے کی ہمت نہ ہوئی سب سے پہلے ایک ہندو نے قرآن مجید کا ترجمہ بنگلہ زبان میں کیا اور بعد میں بھی یہی طریق کار رہا، مولانا اکرم مرحوم ایک عزیز کو خط لکھتے ہیں۔

"عزیزم کیا عرض کروں، قرآن کریم کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کر رہا

ہوں کوئی مسلمان پڑھا لکھا اس کام کے لیے ملتا ہی نہیں مجبوراً دو
ہندو پروفیسر رکھے ہوئے ہیں ان سے کام چلا رہا ہوں''
(ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی دسمبر ۱۹۷۱ء ص ۱۱)

(۵۰) شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ

آپ ۹/شوال ۱۲۹۶ھ میں بانگرمو ضلع اناؤ میں پیدا ہوئے آپ کے والد سید حبیب اللہ صاحبؒ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ تھے، ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور ۱۲ سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند داخل ہو گئے یہیں سے فارغ التحصیل ہوئے ۱۳۱۶ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے اور مسجد نبوی میں درس حدیث اور کتب دینیہ کی سعادت حاصل کی، تحریک آزادی ہند کے سلسلے میں آپ کو حجاز سے ۱۳۳۵ھ میں گرفتار کر کے اپنے شیخ مولانا محمود حسنؒ کے ساتھ مالٹا میں اسیر کر دیئے گئے ۱۳۳۸ھ کو رہائی کے بعد دیوبند پہنچے، ۱۳۴۵ھ میں حضرت انور شاہ صاحبؒ اور دیگر جلیل القدر اساتذہ کے استعفاء کے بعد آپ نے دارالعلوم دیوبند کی اس طرح خدمت کی کہ ۱۳۷۷ھ یوم وصال تک دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث رہے، اگرچہ آپ شیخ الحدیث تھے مگر تفسیر قرآن عزیز میں بھی آپ ممتاز تھے، چنانچہ مدرسہ امینیہ دہلی کے سابق شیخ الحدیث مولانا سید محمد میاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

''دریا کو کوزہ میں بند کرنا بظاہر ناممکن اور محال ہے مگر ان آنکھوں نے دو بزرگ ایسے دیکھے ہیں کہ ان کی مثال اگر سامنے رکھی جائے تو یہ ناممکن ممکن ہونے لگتا ہے، ایک حضرت الاستاذ العلامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، دوسرے شیخ الاسلام مرشدی العلام مولانا سید

حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز"۔

چنانچہ حضرت مدنیؒ کے درس حدیث میں شرکت کی جن کو سعادت حاصل ہوئی ہے وہ اس امر کی تصدیق کر دیں گے کہ حضرتؒ ترمذی اور بخاری شریف کے درس میں اسلام علوم کے دریا بہا دیتے تھے اگرچہ حضرت دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے مگر تفسیر قرآن عزیز میں بھی آپ یکتا تھے، قیام مدینہ منورہ اور اسارت مالٹا کے زمانہ میں ترجمہ اور تفسیر قرآن عزیز کی طرف پوری توجہ فرمائی، چانچہ ۱۹۴۳ء کے زمانہ اسارت میں جبکہ آپ حق گوئی کے جرم میں مرادآباد اسیر فرنگ تھے آپ نے سنت یوسفی کی پیروی میں درس قرآن دیا، شرکاء درس میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور مدرسہ امینیہ دہلی کے سابق شیخ الحدیث محمد میاں رحمۃ اللہ علیہما جیسے علماء کرام تھے آپ کا یہ درس کتابی شکل میں بہ نام "مجالس سبعہ" طبع ہو چکا ہے، اس کے علاوہ آپ کے استاذ حضرت شیخ الہندؒ نے جو ترجمہ قرآن عزیز کا مالٹا کی اسارت کے زمانہ میں فرمایا ہے اس میں آپ کے ساتھ مذاکرات رہتے تھے جیسا کہ مولوی مجید حسن صاحب طابع وناشر نے قرآن عزیز ترجمہ ومحشی شیخ الہندؒ کے مقدمہ میں فرمایا ہے:۔

> "مختصر یہ کہ حضرت اپنے رفقاء کے ساتھ ۲۹ / ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو مالٹا پہنچے اور شوال ۱۳۳۵ھ سے وہاں ترجمہ کا سلسلہ شروع فرمایا مشاغل ذکر ومراقبہ اور اوراد ووظائف وتلاوت کی مصروفیتوں سے جو وقت ملتا اس میں ترجمہ یا اس پر نظر ثانی فرماتے جس میں مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا عزیر گل صاحب سے بھی مذاکرات رہتے"۔

آپ کا وصال ۵ / جمادی الاولی ۱۳۷۷ھ کو دیوبند میں ہوا اور وہیں اپنے استاذ عالی مقام کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ حضرت اقدسؒ نے شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ کی مکمل سوانح مرتب فرما کر طبع فرمادی۔ مکتبہ الارشاد۔ مدینہ مسجد، اٹک شہر سے ملتی ہے۔

(۵۱) مولانا ابوالکلام آزادؒ

اسم گرامی احمد بن خیر الدین ہے والد ماجد نے ان کا نام غلام محی الدین رکھا، کلکتہ اور بمبئی میں دینی کتب پڑھیں آپ کو خداوند قدوس نے علمی تبحر اور تاریخی واقعات سے تعلق کامل عطافرمایا، وقت کے مجاہد جلیل تھے جن کے حالات اور سوانح کے لئے مستقل ادارے قائم ہیں، قرآن کریم کی تفسیر اردو زبان میں لکھی جس کا نام ''ترجمان القرآن'' ہے، مطبوعہ اور مقبول ہے، آپ کا وصال ۱۳۷۷ھ کو دہلی میں ہوا۔

(ف) آپ کی مرتبہ تفسیر کا ترجمہ انگریزی زبان میں ڈاکٹر سید عبداللطیف صاحب مرحوم نے کیا تھا جو نومبر ۱۹۷۹ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکا ہے۔

(۵۲) مولانا عبداللطیف بن اسحٰق سنبھلیؒ

حضرت مولانا احمد حسن کانپوری کے جلیل القدر شاگرد تھے علی گڑھ اور حیدر آباد میں خدمت علوم کی پھر آخر عمر میں گھر میں خلوت نشین ہو گئے، کئی کتابوں کے مصنف تھے، ترمذی شریف کی شرح لکھی اور تفسیری موضوع پر مشکلات القرآن اور تاریخ القرآن لکھی، ۱۳۷۹ھ میں علی گڑھ میں وفات پائی۔

(۵۳) مولانا احمد سعید دہلویؒ

آپ دہلی کے علمی خاندان کے ممتاز فرد تھے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے شاگرد رشید تھے تقریر میں کمال ملکہ عطا ہونے کی وجہ سے سحبان الہند کے لقب سے مشہور تھے، جمعیت علماء ہند کے صدر رہے ہیں، کئی دینی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے تقریر سیرت ۲ جلد، جنت کی کنجی، دوزخ کا کھٹکا مشہور ہیں۔ آپ نے قرآن عزیز کا ترجمہ بہ نام کشف القرآن اور قرآن مجید کی تفسیر اردو زبان میں لکھی ہے جس کا نام تسہیل القرآن اور تیسیر القرآن ہے یہ تفسیر دو جلدوں میں ہندوستان اور پاکستان میں بھی شائع ہو چکی ہے، ۴ر دسمبر ۱۹۶۰ء (۱۳۸۰ھ) نماز مغرب کے بعد اپنے اور

اد میں مشغول تھے کہ دل کا دورہ پڑا اور واصل باللہ ہو گئے۔

(ف) اس تفسیر کی ترتیب اور تسوید حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی نگرانی میں ہوئی۔

(۵۴) مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

آپ مولوی حافظ ناظر علیؒ کے فرزند ارجمند تھے، ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ کو بھارت کے قصبہ کاکوری (یو۔پی) میں پیدا ہوئے، اپنے قرب وجوار کے متعدد مدارس سے علوم اسلامیہ کی ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد مولانا عین القضاۃ کی خدمت میں لکھنو پہنچ گئے ان ہی سے فراغت کی سند حاصل کر کے کچھ زمانہ ندوۃ العلماء لکھنو اور پھر دہلی سے واپس آ کر مولانا مرحوم کے بنا کردہ مدرسہ فرقانیہ میں درس وتدریس کا کام شروع کر دیا، روحانی سلسلہ میں مولانا شاہ ابو احمد مجددی بھوپالیؒ سے بیعت تھے تدریس کے ساتھ ساتھ تبلیغ اور تصنیف کا کام بھی شروع فرمایا، آپ کی عظیم دینی یادگار مدرسہ دار المبلغین لکھنو ہے جہاں علماء کرام کو فرق باطلہ کے دفاع کے لیے تعلیمی طور پر تیار کیا جاتا ہے، اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ کو وفات ہوئی اور لکھنو ہی میں دفن کر دیئے گئے۔ تقریباً ۲۰ رسائل اور کتب تصنیف فرمائیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ لکھا اور کئی سورتوں کی تفسیر بھی لکھی ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' کا ترجمہ دس جلد اور علم الفقہ ۷ جلد بھی آپ کی علمی یادگار ہیں۔

(۵۵) السید عبدالحمید خطیبؒ

پاکستان میں سعودی عرب کے پہلے سفیر تھے یہاں آنے سے پہلے مکہ مکرمہ میں شیخ الحرم تھے، بلند پایہ ادیب اور محقق عالم تھے آپ نے ''تایۃ الخطیب'' ''اسمی الرسالات'' سیرت نبوی پر تحریر فرمائیں، سلطان عبدالعزیز کی سوانح حیات بہ نام ''الامام العادل'' ۲ جلدوں میں لکھی، قرآن کریم کی ایک مختصر مگر جامع تفسیر لکھی جس کی چند جلدیں بہ نام ''تفسیر الخطیب'' شائع ہو چکی ہیں خطیب صاحب پاکستان سے سبکدوش ہونے کے بعد دمشق میں مقیم ہو گئے تھے وہاں بھی تالیف اور تصنیف کا مشغلہ جاری رکھا اور وہیں ۱۸ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ کو انتقال فرمایا۔

(۵۶) شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ

آپ ۲؍رمضان ۱۳۰۴ھ کو قصبہ جلال ضلع گوجرانوالہ میں شیخ حبیب اللہ صاحبؒ کے ہاں پیدا ہوئے ابتدائی دینی تعلیم گھر پر اور پھر قریب کے بعض علماء سے حاصل کرنے کے بعد والدین نے آپ کو دین کے لیے وقف کر کے مولانا عبید اللہ سندھی کے سپرد کر دیا، ۹ سال کی عمر میں حضرت دین پوریؒ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا، چودہویں صدی ہجری کے ابتدائی دور میں جو تحریک عیسائی حکومت کے خاتمہ کے لئے اٹھی اس میں آپ معتمد علیہ کی حیثیت سے شریک کئے گئے، اسی پاداش میں مختلف اور متعدد تکالیف اٹھانے کے بعد آپ کو پولیس کی نگرانی میں لاہور چھوڑ دیا گیا، ۱۹۱۷ء سے آپ نے لاہور میں درس قرآن کریم شروع فرمایا، ۱۹۲۲ء میں انجمن خدام الدین کی داغ بیل ڈالی اور ۱۹۲۴ء میں مدرسہ قاسم العلوم جاری فرمایا، آپ کی ساری زندگی درس قرآن عزیز اور دینی اور روحانی علوم کی اشاعت میں بسر ہوئی، کئی رسائل تالیف فرمائے قرآن کریم کے دو ترجمے مرتب فرمائے، ایک ایسا جامع ترجمہ ہے جس پر تمام فرقوں کے علماء نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے مفید قرار دیا ہے، دوسرا ترجمہ اور تفسیری حاشیہ ہے آپ نے خاندان ولی اللہی کی تعلیمات کے پیش نظر ترجمہ اور حاشیہ مرتب فرمایا ہے جو برصغیر کے تمام جید علماء کرام سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے، نصف صدی سے زیادہ قرآن حکیم کی خدمت کرتے، ہوئے ۷۷ برس کی عمر میں ۱۷؍رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ کو لاہور ہی میں وصال فرمایا اور میانی صاحب کے قبرستان میں خلد مکانی ہو گئے، آپ کے مزار پرانوار سے کافی عرصہ تک خوشبو آتی رہی، آپ کا مرتبہ ترجمہ اور حاشیہ مقبول خاص و عام ہے۔

(ف) آپ کے حالات پر ''مردِ مومن'' ۔ ''انوار ولایت'' اور کئی کتابیں، اخبارات اور رسائل کے خصوصی نمبر شائع ہو چکے ہیں۔

(۵۷) عبدالقدیر صدیقیؒ بن فضل اللہ حیدر آبادیؒ

۱۲۸۸ھ کو پیدا ہوئے، حیدر آباد دکن کی مشہور دینی درسگاہ دار العلوم میں تعلیم حاصل کی اور پھر چالیس سال تک جامعہ عثمانیہ میں حدیث اور دینیات کے استاذ رہے پچاس سے زیادہ کتابیں اور رسالے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، علم الرجال، تصوف پر تحریر کیے۔ آپ نے طریقت کے مراحل اپنے ماموں خواجہ سید محمد صدیقؒ اور پیر حسام الدین بغدادیؒ کی زیر تربیت طے کیے تھے، آپ نے تفسیر قرآن عزیز بہ نام "تفسیر صدیقی" تحریر فرمائی جو مطبوعہ اور مقبول عام ہے آپ کے ہاں کوئی آیت منسوخ نہیں، آپ کی وفات ۹۴ سال کی عمر میں ۱۳۸۲ھ کو ہوئی۔

(۵۸) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

سیوہارہ کے علمی خاندان کے گل سرسبد تھے، حضرت انور شاہ کشمیریؒ سے دورہ حدیث پڑھا، کچھ زمانہ درس وتدریس کے بعد ملکی سیاسیات میں بھرپور حصہ لیا، ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ میں بھارت کے مسلمانوں کی مدد کی، آپ نے کئی کتابیں تالیف فرمائیں۔ اسلام کا اقتصادی نظام، اخلاق اور فلسفہ اخلاق، بلاغ مبین، ترجمہ مکاتیب سید المرسلینؐ کے علاوہ قرآنیات کے موضوع پر آپ کی جامع کتاب "قصص القرآن" جو چار جلدوں میں طبوعہ ہے، آپ کا وصال یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ کو ہوا۔

(۵۹) ابوالفضل شیخ بادشاہ حسینؒ

سیتاپور کے ایک علمی اور ذی ثروت خاندان میں ولادت ہوئی اردو، انگریزی اور سنسکرت کے عالم تھے، مہاراجہ محمود آباد کی ہمشیرہ ان سے منسوب تھیں، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے قرآن عزیز کی انگریزی زبان میں تفسیر آپ کا علمی اور دینی شاہکار ہے ۵/ اگست ۱۹۶۳ء (۱۳۸۳ھ) کو اپنے قصبہ بسوان میں ایک تالاب میں ڈوب کر وفات پائی۔

(۶۰) علامہ سید سلیمان ندویؒ

برصغیر کے نامور علماء کرام میں سے تھے، علامہ شبلی نعمانی کے شاگرد رشید اور حکیم الامۃ حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے، دارالمصنفین اعظم گڑھ میں عرصہ تک اشاعت علوم خصوصا سیرت النبی علیہ ﷺ پر کام کرتے رہے، ریاست بھوپال کے قاضی القضاۃ بھی مقرر ہو گئے پھر پاکستان آ کر کراچی میں مقیم ہو گئے اور یہیں ۱۳۸۴ھ کو کراچی میں انتقال فرمایا، تفسیر قرآن عزیز پر آپ کی متعدد تقاریر اور رسائل کے علاوہ ''ارض القرآن'' نامی وہ کتاب ہے جو اس موضوع پر اردو زبان میں پہلی جامع کتاب ہے، آپ نے بڑی محنت کے ساتھ ایک یہودی عالم سے عبرانی زبان سیکھی۔ ''ارض القرآن'' قرآنی جغرافیہ پر پہلی اور کامیاب کتاب ہے جس سے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دوسرے مفسرین نے فائدہ اٹھایا ہے، آپ کے حالات پر ''تذکرہ سلیمان'' وغیرہ کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

(۶۱) خواجہ عبدالحی فاروقیؒ

خواجہ عبدالرحیم کے بیٹے تھے، گورداسپور کے رہنے والے تھے، دینی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی اور وہیں ۱۹۱۲ء میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ساتھ ایسا تعلق ہوا کہ ان کے قائم کردہ نظارت المعارف القرآنیہ میں درس قرآن دیتے، پھر کلکتہ میں مولانا آزاد کے قائم کردہ ''دارالارشاد'' میں قرآن عزیز کی تعلیم باترجمہ وتفسیر کا کام کیا، ۱۹۱۹ء میں شاہی مسجد لاہور میں ایک تقریر کی پاداش میں کچھ عرصہ جیل کاٹی، شیخ الہندؒ کی بنا کردہ جامعہ ملیہ دہلی میں درس قرآن کریم کی خدمت سرانجام دی، تقسیم کے بعد لاہور کے اسلامیہ کالج میں اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہوئے اور لاہور ہی میں ۵ر رمضان ۱۳۸۴ھ کو وفات پائی، آپ نے قرآن عزیز کی مکمل تفسیر تو مرتب نہیں فرمائی مگر سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ انفال وتوبہ، سورہ یوسف، سورہ اسراء، سورۃ المجادلہ اور پارہ عم کی تفسیر اپنے مخصوص انداز میں لکھی جس سے فکر ولی اللٰہی کا عکس جمیل ظاہر ہوتا ہے۔

(۶۲) سید قطب شہیدؒ

۱۹۰۶ء میں مصر کے ایک گاؤں "موشا" میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام ابراہیم قطب تھا بعد میں آپ کے والدین قاہرہ کے قریب ایک بستی "حلوان" نامی میں مقیم ہو گئے، سید قطبؒ نے قاہرہ یونیورسٹی سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی کچھ عرصہ بعد انسپکٹر آف سکولز مقرر کر دیئے گئے، کچھ وقت کے لئے حکومت کی طرف سے امریکہ بھیجے گئے واپسی پر "اخوان المسلمون" کے ساتھ منسلک ہو گئے ۱۹۵۴ء میں "اخوان" پر پابندی لگا دی گئی، اسی ضمن میں سید قطبؒ بھی دس سال مسلسل قید رہے ۱۹۶۴ء میں رہا ہوئے مگر پھر ۱۹۶۵ء میں گرفتار ہو کر ۲۹ اگست ۱۹۶۵ء (۱۳۸۵ھ) کو تختہ دار پر لٹکا دیئے گئے، اسیری کے زمانہ میں قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام فی ظلال القرآن لکھی جو آٹھ جلدوں میں ہے۔

(ف ۱) اس تفسیر کا ترجمہ برصغیر کے مشہور محدث مولانا مفتی اشفاق الرحمٰن صاحب کاندھلویؒ کے خلف الرشید مولانا ساجد الرحمٰن صدیقی نے اردو بان میں کیا ہے جس کا پہلا پارہ سید قطب شہید اکادمی احمد پورہ سیالکوٹ سے شائع ہو چکا ہے۔

(ف ۲) سید قطب کے نظریات اور خیالات بھی تقریبا وہی ہیں جو مودودی صاحب کے ہیں خصوصا خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے بارہ میں ان کی مرتبہ کتاب "العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام" اور مودودی صاحب کی مرتبہ کتاب "خلافت وملوکیت" میں تقریبا یکساں اتہامات پائے جاتے ہیں۔

(۶۳) مرحومہ اہلیہ حضرت مولانا عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

مرحومہ انگلستان کے شاہی خاندان سے تھیں عیسائی ہونے کی وجہ سے عیسائی مذہب کا گہرا مطالعہ کیا مگر روحانی تسکین نہ پاتے ہوئے ہندوستان چلی آئیں اور یہاں ویدانت اور جوگی نظریہ کا کئی سال علمی اور عملی مطالعہ کیا مگر اطمینان میسر نہ

ہونے کی وجہ سے قرآن کریم کا مطالعہ کیا جس میں ان کو راہ مستقیم نظر آئی اور گوہر مقصود مل گیا مزید یقین اور تصدیق کے لئے مرکز علوم دارالعلوم دیو بند آئیں اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے مختصر سی ملاقات ہی میں اسلام کو سچے دل سے قبول کرنے کا اعلان کر دیا، قرآن فہمی کے لئے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص اور حضرت مدنیؒ کے رفیق مولانا عزیر گل صاحب سے رجوع کیا حضرت کی اہلیہ کی وفات کے بعد ان کے عقد نکاح میں آ گئیں اور پورے تیس سال سچے مسلمان کی طرح تمام شرعی حدود اور قیود کا پورا التزام رکھتے ہوئے ۱۶ر ستمبر ۱۹۶۶ء (۱۳۸۷ھ) کو انتقال فرما گئیں، آپ کی قبر سخا کوٹ ضلع مردان کے قریب ''میاں کلے'' میں ہے۔ چونکہ محترمہ کو قرآن عزیز ہی سے نور ہدایت ملا تھا اس لئے میاں بیوی دونوں نے تیس سالہ محنت شاقہ اور مطالعہ کے بعد قرآن عزیز کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا جو دوسرے انگریزی تراجم سے کئی وجوہ سے ممتاز ہے۔ (انشاء اللہ عنقریب اسکی طباعت ہو جائے گی)

(۶۴) حضرت مولانا علاؤ الدین صدیقیؒ

آپ کی ولادت ۱۲۹۸ھ کو ضلع مظفر نگر کے قصبہ پھلت میں ہوئی، یہ وہ قصبہ ہے جہاں حضرت شاہ ولی اللہ کی ولادت ہوئی تھی، آپ نے علوم دینیہ اور اسلامیہ حاصل کرنے کے بعد حضرت تھانویؒ سے علی منہاج سنت بیعت کی، آپ کی وفات ۱۳ر صفر ۱۳۹۰ھ کو صدیقی نگر لاہور میں ہوئی۔ آپ نے اگرچہ مستقل تفسیر تو نہیں لکھی مگر صفات کے عنوان سے کئی ایسے رسائل لکھے جن میں ان آیات قرآنیہ کو جمع کیا ہے جو ان صفات سے متعلق ہیں مثلاً صفات المؤمنین، صفات الذاکرین، صفات الضالین وغیرھا۔

(۶۵) محمد امین بن مختار الشنقیطیؒ

آپ موریطانیہ کے قصبہ ''تنبہ'' میں پیدا ہوئے چونکہ تعلق علمی خاندان سے تھا اس لئے سولہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ سے فارغ ہو کر اپنے علاقہ کے قاضی مقرر ہوئے جب حج کے لئے آئے اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو یہاں

ہی کے ہو گئے، سید دو عالم ﷺ کی مسجد میں درس حدیث وتفسیر دینا شروع کیا، جلالۃ الملک عبدالعزیز مرحوم کی خواہش پر قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام ''اضواء البیان'' لکھنی شروع کی جب ساتویں جلد پارہ نمبر ۲۸ کی سورۃ المجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ (اولئک حزب اللہ الاان حزب اللہ ھم المفلحون) تک پہنچے تو آپ حج کے سفر میں حج بیت اللہ سے فراغت پر ۱۷؍ذی الحج ۱۳۹۳ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پا گئے۔ آپ کی مرتبہ یہ تفسیر مطبوعہ ہے اور مقبول علماء کرام ہے۔

(ف) آپ کی تفسیر کی تکمیل آپ کے تلامذہ نے فرمادی جواب ۹ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

(۶۶) مفتی محمد شفیعؒ

آپ کی ولادت دیوبند میں ہوئی آپ مولانا محمد یسین مدرس درجہ فارسی کے فرزندار جمند تھے، تمام علوم اسلامیہ کی تعلیم اور تکمیل دارالعلوم دیوبند میں کی اور اسی مدرسہ میں مدرس، نائب مفتی اور پھر مفتی اعظم مقرر ہوئے، تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیا، پاکستان میں مستقل مقیم ہو کر ایک عظیم دارالعلوم کراچی کی بنیاد ڈالی اور پاکستان کے مفتی اعظم قرار دیئے گئے، تفسیر اور علم تفسیر پر چند رسائل کے علاوہ تفسیر ''معارف القرآن'' تحریر فرمائی، جو آٹھ جلدوں میں مطبوعہ ہے، آپ کی وفات ۹؍شوال ۱۳۹۶ھ کو کراچی میں ہوئی۔ آپ کی تفسیر کا ترجمہ بنگلہ پشتو، فارسی، تامل اور انگریزی زبان میں طبع ہو چکا ہے۔

(۶۷) مولانا محمد یوسف بنوریؒ

آپ کی ولادت موضع مہابت خان (ضلع مردان) میں ۶؍ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو ہوئی، ابتدائی کتب اپنے والد ماجد اور اپنے ماموں سے پڑھنے کے بعد کابل چلے گئے، اس وقت کے قاضی القضاۃ مولانا عبدالقدیر اور دوسرے علماء سے

استفادہ علوم کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (ضلع سورت) میں محدث کبیر حضرت انور شاہ صاحب سے دورہ حدیث پڑھا اپنے علم وفضل کی بناء پر اپنے شیخ کے نہ صرف مقرب ہو گئے بلکہ ان کے نقش ثانی تسلیم کیے گئے، برصغیر کے کئی مدارس میں تدریس علوم کے بعد کراچی میں اپنا مدرسہ قائم فرمالیا، تحریک ختم نبوت کے امیر مقرر ہوئے، اسلامی مشاورتی کونسل کے قابل قدر رکن اور رابطہ عالم اسلامی کے ممبر بھی تھے، آپ کے دور امارت میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے، طریقت میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت فرمائی، ۳ر ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ کو وفات ہوئی کراچی مدرسہ کی مسجد میں سپرد خاک کر دیئے گئے...... آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ''معارف السنن'' شرح ترمذی شریف چھ جلدوں میں ہے، علوم تفسیر اور تفاسیر پر علمی تبصرہ پر مشتمل ایک نافع جامع مختصر کتاب ''یتیمۃ البیان'' لکھی جو ''مشکلات القرآن'' کے حاشیہ پر اور مستقل بھی طبع ہو چکی ہے۔

(۶۸) بادشاہ گل صاحبؒ

آپ کا اصلی نام کرم شاہ تھا آپ صوبہ سرحد کے مشہور روحانی پیشوا پیر مہربان علی شاہ صاحب (اکوڑہ خٹک) کے فرزند ارجمند تھے، ۳۰ر دسمبر ۱۹۱۴ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور پھر دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی آپ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ العزیز کو اپنا روحانی پیشوا سمجھتے تھے چنانچہ تصوف کی ایک کتاب ''فوائد حسینیہ'' کا نام آپ ہی کی نسبت سے رکھا، ایک دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث تھے، کئی کتابیں تالیف فرمائیں جن میں سے قرآن حکیم کی پشتو تفسیر بہ نام ''تفسیر البخاری'' بھی ہے جس کا پہلا پارہ طبع ہو چکا ہے، آپ کی وفات بروز جمعہ ۱۵ر ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۷ر نومبر ۱۹۷۸ء کو ہوئی اور اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور) میں اپنے والد صاحب کے پہلو میں دفن کر دیئے گئے۔

(٦٩) مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

آپ کے دادا مفتی مظہر کریم تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور دیگر علماء کے ساتھ آپ کو بھی "کالا پانی" بھیجا گیا تھا، آپ کے والد کا نام عبدالقادر تھا جو ڈپٹی کلکٹر تھے، مکہ مکرمہ میں عین ایام حج میں وفات پائی، عبدالماجد لکھنو سے تقریبا ۴۶ میل دور قصبہ دریاباد میں ۱۵/ مارچ ۱۸۹۲ء کو پیدا ہوئے، عصری تعلیم میں بی اے کیا، کچھ زمانہ ملحد[۱] اور بے دین رہے مگر پھر مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہوئے ان ہی کی رائے سے حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ سے تربیت حاصل کی، صاحب علم اور صاحب قلم تھے، سچ، صدق اور صدق جدید ہفتہ وار آپ کی ادارت میں شائع ہوتے تھے، تقریبا ٦٠ تصانیف ہیں جن میں سے تفسیر کے متعلق "جغرافیہ قرآنی" اور "الحیوانات فی القرآن" پورے قرآن کریم کی تفسیر لکھی جو "تفسیر ماجدی" کے نام سے مشہور ہے، اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا، دونوں مطبوعہ اور دستیاب ہیں، کچھ زمانہ بیمار رہنے کے بعد ٦/ جنوری ۱۹۷۷ء مطابق ۱۳۹۸ھ لکھنو میں انتقال ہوا اور آپ کی میت کو دریاباد کے خاندانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

(ف) مولانا دریابادی بھی دوسرے ان مفسرین کی طرح تھے جنہوں نے صرف اپنے علمی اور دینی ذوق کی بناء پر اسلامی کتب کا مطالعہ کیا اور قرآن کریم کی تفسیر لکھ دی یہ جذبہ اگرچہ نیک ہے مگر تفسیر کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے ان سے لاتعلق رہ کر وہ تفسیر مسلک حق سے کچھ نہ کچھ ہٹ جاتی ہے یہی کیفیت تفسیر ماجدی کی ہے، مولانا محمد منظور احمد نعمانی نے فرمایا ہے:۔

> "دوسرے بہت سے علماء مصنفین کی طرح بعض مسائل کے بارہ میں مولانا دریابادی مرحوم بھی اپنی کوئی انفرادی رائے رکھتے تھے

---

[۱] نقوش آپ بیتی نمبر جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۲

شخصیت سے قطع نظر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جمہور علماء امت کی رائے سے اختلاف میں سخت خطرہ ہے''۔(ذکر ماجد ص ۳۴)

(۷۰) محمد طفیل فاروقیؒ

ریاست پٹیالہ کے ایک قصبہ سمنہ میں ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے میٹرک کا امتحان کرنال میں پاس کر کے مزید عصری تعلیم کے لئے علی گڑھ چلے گئے وہاں سے فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور محدث کبیر علامہ انور شاہ صاحبؒ سے استفادہ علوم کے ساتھ ساتھ مولانا محمد علی جوہر سے بھی رابطہ رکھا، اپنے وطن ہی میں تعلیمات اسلام کی اشاعت میں سرگرم عمل رہے، تقسیم کے بعد ۱۹۴۸ء میں کراچی میں قیام کر لیا، ایک ماہنامہ ''الیقین'' جاری کیا جو انگریزی، عربی اور جرمنی زبان میں شائع ہوتا ہے، قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی میں کیا جس کے ابھی پانچ پارے طبع ہو سکے تھے کہ آپ کا انتقال ۱۰رشعبان ۱۳۹۹ھ کو ہو گیا، مرحوم نے بخاری شریف کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا، ایک ادارہ تبلیغ اور تالیف کا قائم کیا۔

(ف) آپ کے ترجمہ قرآن کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات کو اپنے اصل متن کے ساتھ تحریر فرما کر ''رومن رسم الخط'' میں بھی تحریر فرمایا اور پھر اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا حاشیہ پر ضروری نوٹ بھی درج کئے جو تفسیر بھی کہلائی جا سکتی ہے۔

(۷۱) ابوالاعلیٰ مودودیؒ

آپ کے والد کا نام مولوی سید احمد حسن تھا آپ ۳رجب ۱۳۲۱ھ کو اورنگ آباد (دکن) میں پیدا ہوئے ان کے حالات زندگی کا خلاصہ درج ہے:۔

۱۹۱۴ء مولوی کا امتحان پاس کیا ۱۹۱۸ء میں اپنے بھائی کے ساتھ ''اخبار مدینہ'' میں نائب ایڈیٹر رہے مگر جلد ہی وہاں سے علیحدہ ہو کر ۱۹۲۱ء میں جمعیۃ علماء ہند کے ترجمان اخبار ''مسلم'' کے ایڈیٹر مقرر کر دیئے گئے ۱۹۲۸ء کے خاتمے پر الجمعیۃ سے

قطع تعلق کر لیا اور حیدر آباد میں مقیم ہو گئے وہیں سے ترجمان القرآن نامی ماہنامہ جاری کیا، تقسیم برصغیر کے بعد اچھرہ لاہور میں مستقل اقامت اختیار کر لی۔ کئی کتابیں تالیف اور تصنیف کیں جن میں سے قرآن کریم کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' بھی ہے جو آپ کی زندگی میں شائع ہو چکی ہے، آپ کا امریکہ کے ایک ہسپتال میں مورخہ ۲۹ر شوال ۱۳۹۹ھ کو انتقال ہوا اور میت کو لاہور میں دفن کر دیا گیا۔

(ف) آپ کی تفسیر سے بھی جمہور علماء امت کو اختلاف ہے جس پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

(۷۲) مولانا غلام اللہ خانؒ

آپ تقریباً ۱۳۲۵ھ میں ضلع اٹک کے قصبہ دریہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد نمبر دار تھے، آپ نے قرآن عزیز اپنی بستی کے امام صاحب سے پڑھا اور پھر ابتدائی کتب اپنے ضلع کے بعض علماء سے پڑھ کر انی ضلع گجرات کی مشہور درس گاہ میں موقوف علیہ کتب پڑھیں اور دورہ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت میں حضرت علامہ انور شاہ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے پڑھا، فراغت پر کچھ عرصہ اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی میں عربی ٹیچر رہے مگر جلد ہی راولپنڈی میں درس نظامی کی تدریس کے لئے ایک مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی اور ساتھ ہی اپنے استاذ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر دورہ ترجمہ قرآن عزیز بھی شروع کر دیا آپ کے حلقہ تلامذہ نے آپ کو ''شیخ القرآن'' کا لقب دیا، دورہ تفسیر پڑھانے کے علاوہ آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام ''تعلیم القرآن'' تین جلدوں میں لکھی جو مطبوعہ ہے۔ تبلیغی سفر کے درمیان ''دوبئی'' میں مؤرخہ ۱۱ر رجب ۱۴۰۰ھ کو انتقال ہوا، آپ کی میت مدرسہ اشاعۃ الاسلام اٹک کے صحن میں دفن کر دی گئی۔

(ف) آپ کی تفسیر میں بھی ''بلغۃ الحیران'' کی جھلک پائی جاتی ہے۔

(۷۳) شیخ محمد مدنی سندھیؒ

آپ ۱۳۱۲ھ میں حیدر آباد سندھ کے علاقہ ھالا جدید قصبہ ھنمرہ میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم ایک مدرسہ میں حاصل کر رہے تھے کہ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی محبت ڈال دی، بارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا اور سندھ کے مختلف علاقوں میں سفر کرتے ہوئے ۱۳۲۶ھ میں مدینہ منورہ پہنچ گئے اور سات سال مدینہ منورہ میں رہے مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے "مختصر المعانی پڑھی اور حرب عمومی کے زمانہ میں مکہ مکرمہ آ گئے اور شریف حسین نے آپ کو شیخ الاسلام عبداللہ السراج کے سپرد کر دیا، تین حج کرنے کے بعد ہندوستان آ گئے اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد پھر مکہ مکرمہ پہنچ کر شیخ الحرم ہو گئے تین سال کے بعد مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے حکم سے (جوان ایام میں حجاز آ چکے تھے) مکہ مکرمہ میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے ترجمہ قرآن عزیز اور تفسیر قرآن عزیز، عبقات اور بدور بازغہ پڑھیں اس سے پہلے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ العزیز سے ترجمہ قرآن کریم بھی پڑھا تھا۔ کراچی آ کر دین اور علم دین کی خدمت میں مصروف ہو گئے آپ نے قرآن عزیز کا ترجمہ سندھی زبان میں کیا جو کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے اور اردو زبان میں آخری پندرہ پاروں کی تفسیر اور مقدمۃ القرآن بھی تحریر فرمایا۔ شیخ کی وفات ۱۴۰۰ھ کے آخر میں ہوئی۔

(۷۴) مولانا فضل الرحمٰن پشاوریؒ

آپ کے والد ماجد کا نام یحییٰ خان تھا آپ پشاور کے قریب متھرا نامی قصبہ میں ۱۹۰۱ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی کتب اپنے علاقہ میں پڑھ کر مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور محدث کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری سے دورہ حدیث دو مرتبہ پڑھا، تقسیم برصغیر سے پہلے جامعہ ملیہ دہلی میں شیخ التفسیر کے عہدہ پر فائز تھے اسی زمانہ میں علامہ حسین بن شہاب الدین الشامی العامل المتوفی

۱۳۰۷ھ کی مرتبہ کتاب ”عقود الدارفي حل ابيات المطول والمختصر“ کا مفصل حاشیہ التعالیق الغرر کے نام سے تحریر فرمایا جو ۱۳۵۸ھ میں طبع ہو گیا، تقسیم کے بعد خیبر یونیورسٹی میں استاذ اسلامیات مقرر ہوئے سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران کا ترجمہ اور تفسیر لکھی اور پھر پشتو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ تحریر فرمایا، مولانا کا انتقال پشاور ہی میں ۴ محرم ۱۴۰۱ھ کو ہوا۔

تنبیہ: بعض غیر مسلموں نے بھی اپنے غیر اسلامی عقائد اور افکار کو قرآن عزیز کی آڑ میں شائع کرنے کے لئے کتابیں لکھی ہیں اور ان کو بھی تفسیر کا نام دیا ہے حالانکہ وہ تفاسیر نہیں کیونکہ مفسر کے لیے پہلی اور ضروری شرط اس کا مسلمان ہونا ہے، بلکہ وہ تو تحریفات ہیں اس لیے ہم نے اس پاکیزہ کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا بلکہ ان کی تلبیسات کا ازالہ کرنے کے لیے ایک مستقل کتاب بہ نام ”قرآن کریم کی آڑ میں“ لکھی ہے جو عنقریب انشاءاللہ شائع ہو جائے گی۔

چودہویں صدی ہجری کے وہ مفسرین حضرات جن کی تاریخ وفات نامعلوم ہے

(۱) شیخ عبدالہادیؒ

اصل باشندے بخارا کے تھے، عرصہ دراز سے مکہ مکرمہ میں قیام رہا، شاہ عبدالغنیؒ مہاجر مدنی کے مرید اور شاہ محمد یعقوبؒ مکی کی طرف سے مجاز بیعت بھی تھے ۱۳۲۸ھ میں حیدر آباد دکن تشریف لائے تھے جبکہ ۸۷ سال کی عمر تھی، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''تحقیق البیان'' ہے، سال رحلت تا حال معلوم نہیں۔

(۲) شیخ قاسم آفندی قیسیؒ

بغداد میں ۱۲۹۳ھ کو ولادت ہوئی، صاحب ذہن وفکر تھے صرف تین ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا، علوم ظاہریہ اور باطنیہ میں اپنے دور کے گوہر یکتا تھے، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ''مشکلات القرآن'' بھی ہے جس میں الفاظ اور معانی قرآن کریم پر وارد ہونے والے اشکالات کے جوابات ہیں۔ صرف سورۂ بقرہ کی تشریح میں آٹھ سو سوالات اور جوابات کو ذکر کیا ہے۔ (تا حال تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی)

آپ اعلیٰ حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کے مسترشد مولانا حافظ غلام محمد راندیری (ضلع سورت، بھارت) کے فرزند ارجمند ہیں، علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد دینی خدمت سرانجام دی اور اپنے والد ماجد کی دلی تمنا کی تکمیل میں قرآن عزیز کا گجراتی زبان میں ترجمہ اور تفسیری فوائد اس طرح مرتب فرمائے کہ آدھے صفحہ میں ایک طرف قرآن عزیز کا عربی متن اور اس کے بالمقابل گجراتی زبان میں ترجمہ فرمایا اور آدھے صفحہ میں تفسیری فوائد مرتب فرمائے، یہ قرآن عزیز اس تفسیر

کے ساتھ کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے اور گجراتی زبان کے تراجم میں سب سے زیادہ مقبول ہے، مفسر کا تفصیلی حال معلوم نہیں ہو سکا۔

(ف) یہ ترجمہ اور تفسیر حضرت تھانویؒ کے ترجمہ اور تفسیر سے مستفاد ہے اور حاشیہ پر بھی تفسیر عثمانی سے اقتباس کیا گیا ہے۔

(۴) مولانا سید محمد عبدالحکیم دہلویؒ

آپ شیخ شہید مولانا محمد ابراہیمؒ کے صاحبزادہ تھے، دہلی میں ولادت ہوئی اور وہیں ایام حیات گذارے علماء احناف میں سے مشہور عالم تھے اور سلوک میں طریقہ قادریہ کے مجاز تھے آپ نے بڑی بڑی تفاسیر قرآن عزیز کا انتخاب کر کے فارسی زبان میں ایک تفسیر بہ نام ''تفسیر الوجیز'' لکھی ہے جس سے فراغت ۱۲۹۳ھ کو ہوئی اور دہلی ہی میں اس کی طباعت ۱۲۹۵ھ کو ہوئی، مفسرؒ کا سال وفات نامعلوم ہے۔ تفسیر اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔

قرآن عزیز کے وہ مفسرین حضرات جو تاحال بقید حیات ہیں

یہ قرآن عزیز کا اعجاز ہے جو قیامت تک باقی رہے گا کہ ہر دور میں حفاظ قرآن اور مفسرین قرآن عزیز کم و بیش موجود رہے ہیں اس وقت علم ناقص کے مطابق مندرجہ ذیل علماء کرام موجود ہیں۔[1]

(۱) مولانا عبیداللہ انور (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ العزیز کے فرزند ارجمند اور ان کے جانشین ہیں، اگرچہ کوئی تفسیر تو مرتب نہیں فرمائی مگر اپنے گرامی قدر والد کے جاری کردہ درس تفسیر خواص و عام کو اسی طرح جاری رکھے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ دوام بخشے امین۔

(۲) حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی (رحمۃ اللہ علیہ)

پاکستان کے ممتاز علماء میں سے ہیں آپ نے بھی اگرچہ کوئی تفسیر مرتب نہیں فرمائی مگر ان کا بھی دورہ تفسیر وسیع پیمانے پر ہوتا ہے جو سند یافتہ علماء پر مشتمل ہوتا ہے، آپ کا قیام خانپور بہاولپور (ڈویژن) میں ہے۔

(۳) مولانا شمس الحق افغانی (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ صوبہ سرحد کے قصبہ ترنگ زئی کے رہنے والے ہیں، حضرت انور شاہ قدس سرہ کے تلمیذ رشید ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے سابق مدرس، وزیر معارف قلات،

[1] حضرت مصنفؒ نے جب تذکرۃ المفسرین کو مرتب فرمایا تو اس وقت یہ حضرات بقید حیات تھے اب رب واصل باللہ ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور ممتاز رکن مشاورتی کونسل وغیرہا اعزازات سے مشرف ہیں، آپ نے تفسیر میں مندرجہ ذیل خدمات سرانجام دی ہیں۔

علوم القرآن: یہ کتاب پشاور یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کرلی گئی ہے۔

آپ کی مندرجہ ذیل تین کتب تفسیر کے متعلق ہیں جو تاحال طبع نہ ہوسکیں۔

احکام القرآن ،مفردات القرآن مشکلات القران

(۴) مولانا محمد علی صاحب صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کے خواہرزادہ ہیں، سیالکوٹ میں ایک دینی ادارہ کے بانی اور متولی ہیں آپ کی زیرنگرانی ماہنامہ ''الرشاد'' شائع ہوتا ہے آپ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام معالم التنزیل تحریر فرمائی ہے جو تیس (۳۰) جلدوں میں ہے اس کی چند جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔(اب ان کا بھی انتقال ہوچکا ہے)

(۵) مولانا امین احسن اصلاحی (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ بھارت کے ضلع اعظم گڑھ کے قصبہ بمور میں حافظ محمد مرتضی صاحب کے ہاں ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے دینی تعلیم مدرسہ الاصلاح سرائے میر میں حاصل کرنے کے بعد تفسیر نظام القرآن کے مرتب مولانا حمیدالدین صاحب فراہی کے حلقہ درس میں داخل ہوئے ان کے انتقال کے بعد مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری شارح ترمذی کا تلمذ اختیار کیا، ۱۹۴۰ء میں جماعت اسلامی کے قیام پر مولانا مودودی کی دعوت پر جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ ہوگئے، ۱۹۵۶ء میں مولانا مودودی کے خیالات اور جماعت کی پالیسیوں نیز دستوری اختلافات کی بناء پر اس جماعت سے مستعفی ہوگئے، اس کے بعد اپنا ایک ماہنامہ ''میثاق'' لاہور سے جاری کیا اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام ''تدبر قرآن'' تحریر کی جس کی سات ضخیم جلدیں طبع ہوچکی ہیں اور اب آٹھویں جو کہ آخری جلد ہے زیر کتابت ہے، مولانا کا قیام سمن آباد لاہور میں ہے۔

(۶) پروفیسر مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی

آپ صوبہ سندھ کے شہر لاڑکانہ کے مضافات کے رہنے والے ہیں زمانہ تعلیم میں دارالعلوم دیو بند میں مولانا عبید اللہ سندھی سے ملاقات ہوئی ان کے مشورہ سے علوم ولی اللہی کی طرف توجہ کی اوران سے وافر حصہ حاصل کیا، آج کل آپ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ میں تحقیقی کام کر رہے ہیں، کئی تصانیف فرمائی ہیں جن میں سے ''الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن'' مولفہ مولانا سندھیؒ کی تدوین اور تہذیب بھی ہے ''سندھی زبان'' میں قرآن عزیز کی تفسیر مرتب فرمائی ہے۔

(۷) پیر کرم شاہ ازہری

آپ بھیرہ ضلع سرگودھا کے مشہور علمی اور روحانی خاندان کے ممتاز فرد ہیں آپ ۲۷ رمئی ۱۹۲۰ء کو پیر محمد شاہ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے، درس نظامی میں سند حدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد بھارت سے ۱۹۴۳ء میں حاصل کی، عصری علوم کی اعلیٰ سندات بھی آپ نے حاصل کیں۔ مصر کے مشہور علمی مرکز الازہر سے ایم۔اے کی سند حاصل کی، حکومت کے اکثر اداروں کے آپ ممبر ہیں، آپ کی زیرادارت ماہنامہ ''ضیاء حرم'' شائع ہوتا ہے آپ کی ایک تالیف ''سنت خیر الانام'' ہے اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر اردو زبان میں لکھی ہے جو پانچ جلدوں میں ہے تفسیر کا نام ''ضیاء القرآن'' ہے۔

(اب ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے)

(۸) محمد علی صابونی (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ مکہ مکرمہ میں ''کلیۃ الشرعیۃ والدراسات الاسلامیۃ'' کے استاذ ہیں، علوم قرآن وحدیث سے آپ کو حصہ وافر عطا ہوا ہے، آپ نے ''احکام القرآن'' کے طرز پر قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر بہ نام ''روائع البیان'' تالیف فرمائی ہے جو ''تفسیر صابونی'' کے نام سے مشہور ہے اور دو ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے،

کتاب کے مقدمہ میں علامہ صابونی نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے کتب لغۃ اور حدیث کے علاوہ پندرہ معتمد علیہ تفاسیر سے استفادہ کیا ہے، کتاب اس قابل ہے کہ دورۂ تفسیر اور درجہ تخصص تفسیر میں داخل نصاب کی جائے۔ (اب ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے)

(۹) ڈاکٹر عدنان زرزور

آپ نے اگرچہ خود تو کوئی تفسیر مرتب نہیں کی لیکن آپ کو قرآن عزیز کی تفسیر کے درجہ علیہ کے درس وتدریس کے دوران تفسیر ابن جریر طبری کے اس اختصار کا علم ہوا جس کی تلاش میں آپ کئی سال سے تھے جو شیخ ابو یحییٰ محمد بن حماد التجیبی (م ۴۰۹ھ) کی مرتبہ ہے آپ نے اس کی تصحیح اور تحقیق کے بعد اس کو مصحف عزیز کے حاشیہ پر تحریر فرمایا جسے ابوظہبی کے سلطان زاید کے نام ادارہ طباعت ونشر مشروع 'زاید لتحفیظ القرآن الکریم' نے طبع فرمادیا ہے یہ مصحف شریف بڑی سائز میں جلی حروف کے ساتھ اور متوسط سائز میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

(۱۰) مرتب تذکرۃ المفسرین قاضی محمد زاہد بن قاضی غلام جیلانی صاحب ابن قاضی صوفی نادرین صاحبؒ

احقر کی ولادت یکم فروری ۱۹۱۳ء بمطابق (یکم ربیع الاول ۱۳۳۱ھ) قصبہ شمس آباد ضلع اٹک میں ہوئی مڈل تک سکول میں عصری تعلیم حاصل کی اور ساتھ ساتھ درس نظامی اپنے والد محترم اور عم محترم رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھتا رہا والد صاحب کی وفات کے بعد اپنے علاقہ کے جید علماء کرام مولانا عبدالرحمٰن صاحب شاگرد رشید حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا سعد الدین صاحب شاگرد رشید مولانا عبدالحی لکھنوی سے علوم کی وسطانی کتابیں پڑھیں پھر مدرسہ عالیہ مظاہر علوم اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے جلیل القدر اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں پڑھا ۱۳۵۲ھ میں سند فراغت عطا ہوئی، اس کے بعد اپنے گاؤں ہی میں تدریس و

تالیف کا کام کرتا رہا، چند سال جامع مسجد اٹک شہر کے خطابت کے بعد علامہ سید سلیمان ندویؒ کے مشورہ سے گورنمنٹ کالجز میں بطور استاذ اسلامیات اور عربی ادب کے کام کرتا رہا ۱۹۷۲ء میں سبکدوش ہوا، ایک تصنیفی ادارہ پہلے ہی سے قائم کیا تھا جس میں اپنی تالیفات اور تصنیفات کی اشاعت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساٹھ تصانیف مطبوعہ ہیں جن میں سے قرآنیات کے موضوع پر مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) ضرورۃ القرآن ۲ جلد (۲) احکام القرآن ۱ جلد (۳) معارف القرآن ۱ جلد (۴) قواعد ترجمۃ القرآن ۱ جلد (۵) آسان تفسیر جس کی سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۃ النساء طبع ہو چکی ہیں (۶) اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے درس قرآن و حدیث کی دولت سے نوازا ہے کئی مقامات پر ماہانہ درس قرآن ہوتا ہے جس میں سے منزل انوار القرآن واہ کینٹ کا درس امتیازی شان رکھتا ہے، بفضلہ تعالیٰ اس درس کی سترہ جلدیں ہو چکی ہیں جن میں سے پانچ طبع[1] ہو چکی ہیں، الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ جب تک زندہ رکھے قرآن عزیز کی خدمت کا شرف عطا فرماتا رہے، آمین (۷) ''تذکرۃ المفسرین'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین[2]

(۱۱) محمد اسد نو مسلم

ان کے حالات زندگی کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۹۰۰ء میں ایک یہودی عالم کے گھر پیدا ہوئے اور نام لیو پولو ویس (LEOPOL WEISS) رکھا گیا زندگی کے مختلف منازل طے کرنے کے بعد ۱۹۲۲ء میں بیت المقدس کا سفر کیا اس سفر میں وہ اسلامی تہذیب اور اسلامی اخلاق

---

[1] بحمد اللہ تعالیٰ یہ درس قرآن مجید ۲۸ سال میں مکمل ہو گیا تھا اور اس کی ۲۸ جلدیں شائع بھی ہو چکی ہیں۔

[2] حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۴ مئی ۱۹۹۷ء مطابق ۶ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ بروز بدھ کو ہو گیا۔ مفصل حالات، حضرت کی اپنی خود نوشت ''میری کہانی میری زبانی'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

سے بہت متاثر ہوئے اس کے بعد ایران اور افغانستان کا سفر بھی کیا۔ قرآن عزیز اور سیرت رحمت دوعالم ﷺ کا مطالعہ جاری رکھا حتی کہ برلن میں ایک ہندوستانی مسلمان دوست کے پاس جا کر کلمہ شہادت پڑھ کر باقاعدہ مسلمان ہو گئے اور اسلامی نام ''محمد اسد'' رکھا گیا، عربی ممالک میں ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ سلطان ابن سعود امام کے معتمد اور امام سنوسی کے قاصد کی حیثیت سے بعض نازک مہمیں انجام دیں۔ قیام پاکستان سے پہلے ہندوستان آئے تھے اور ایک کتاب ''اسلام آف دی کراس روڈ'' انگریزی میں لکھی تھی، بخاری شریف کے چند پاروں کا ترجمہ بھی انگریزی میں کیا تھا، اور ایک ماہنامہ ''عرفات'' کے نام سے اردو اور انگریزی میں جاری کیا، ممدوٹ وزارت کے زمانہ میں ایک محکمہ تعمیر ملت کے نام سے قائم کیا، پھر یورپ اور امریکہ چلے گئے، اب بھی دیار فرنگ ہی میں ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے ''روڈ ٹو مکہ'' مشہور کتاب ہے جس کا اردو زبان میں ترجمہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے ''طوفان سے ساحل تک'' کے نام سے فرمایا ہے۔

حال ہی میں قرآن کریم کی ایک تفسیر انگریزی زبان میں لکھی ہے جو انگلستان سے طبع ہو چکی ہے، اس پر ڈاکٹر مولانا عبداللہ ندوی، پروفیسر ملک عبدالعزیز یونیورسٹی مکہ مکرمہ نے تبصرہ فرمایا ہے جو لندن کے ''عربیا'' نامی انگریزی ماہنامہ میں شائع ہو چکا ہے۔

(۱۲) محمد علی خان

آپ صوبہ سرحد کے ایک ایسے متمول خاندان سے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا دونوں سے نوازا ہے آپ نے مولانا عبداللطیف خان صاحب سے قرآن عزیز کا ترجمہ اور تفسیر پڑھی اپنے استاذ محترم کی تقاریر کو قلمبند کرتے رہے جن کو اب ترتیب دے کر تفسیر مکمل کر لی آپ کی مرتبہ تفسیر کا نام ''کاشف البیان'' ہے اور یہ اردو زبان میں ۶ جلدوں پر مشتمل ہے عنقریب طبع ہونے والی ہے، آپ کی مرتبہ تفسیر کا طرز تفسیر یوں ہے:۔
(۱) آیت (۲) ترجمہ (۳) مطلب (۴) ربط (۵) شان نزول (اگر ہو) (۶) معارف و نکات (۷) حکمت (ف) جناب محمد علی خان صاحب سابق وفاقی وزیر تعلیم رہ چکے ہیں۔

خلاصہ تذکرۃ المفسرین

پہلی اور دوسری صدی ہجری کے مفسرین حضرات

نمبر شمار	اسماء گرامی	سال وفات	نام تفسیر
۱	ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	۳۰ھ	
۲	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۳۲ھ	
۳	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۳۵ھ	
۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۴۰ھ	
۵	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۵۷ھ	
۶	مسروق بن اجدع	۶۳ھ	
۷	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۶۷ھ	
۸	رفیع بن مہران بصری	۹۳ھ	
۹	سعید بن جبیر اسدی	۹۵ھ	اسلامی حکومت کے حکم سے پہلی تفسیر مرتب فرمائی
۱۰	ابوالاسود بن عمرو	۱۰۱ھ	
۱۱	ضحاک بن مزاحم	۱۰۲ھ	
۱۲	حضرت عکرمہ	۱۰۴ھ	
۱۳	مجاہد بن جبیر	۱۰۴ھ	
۱۴	طاؤس بن کیسان	۱۰۶ھ	
۱۵	قتادہ بن دعامہ	۱۰۷ھ	

۱۶	محمد بن کعب قرظی	۱۱۸ھ	
۱۷	اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن	۱۲۷ھ	اس مفسر کو السدی الکبیر کہا جاتا ہے
۱۸	زید بن اسلم	۱۳۶ھ	
۱۹	علی بن ابی طلحہ	۱۴۳ھ	
۲۰	ابو عمرو بن العلاء	۱۴۵ھ	"مرسوم الصحف" نامی کتاب لکھی ہے
۲۱	ابو النصر محمد بن الصائب	۱۴۶ھ	تفسیر مطبوعہ اور قلمی بھی موجود ہے
۲۲	مقاتل بن سلیمان	۱۵۰ھ	
۲۳	عبدالملک بن عبدالعزیز	۱۵۰ھ	مکہ مکرمہ کے پہلے مفسر
۲۴	مقاتل بن حیان	۱۵۷ھ	"نوادر التفسیر" تفسیر کا نام ہے
۲۵	شعبہ بن حجاج	۱۶۰ھ	تفسیر شعبہ
۲۶	سفیان ثوری	۱۶۱ھ	ایک حصہ تفسیر کا شائع بھی ہو چکا ہے۔
۲۷	زائدہ بن قدامہ کوفی	۱۶۱ھ	
۲۸	مالک بن انس	۱۷۹ھ	
۲۹	عبداللہ بن مبارک	۱۸۱ھ	
۳۰	یونس نحوی.	۱۸۳ھ	معانی القرآن
۳۱	محمد بن مروان	۱۸۶ھ	ان کو سدی صغیر کہا جاتا ہے

۳۲	وکیع بن الجراح	۱۹۷ھ	"تفسیر وکیع" نام ہے
۳۳	ابو محمد سفیان بن عیینہ	۱۹۸ھ	
۳۴	ابو زکریا یحییٰ بن سلام	۲۰۰ھ	

تیسری صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۳۵	امام شافعی	۲۰۴ھ	احکام القرآن
۳۶	روح بن عبادہ	۲۰۵ھ	
۳۷	قطرب	۲۰۶ھ	معانی القرآن
۳۸	حجاج بن محمد	۲۰۶ھ	
۳۹	ابو عبیدہ	۲۰۷ھ	تفسیر غریب القرآن،
	مجاز القرآن		
۴۰	فراء نحوی	۲۰۷ھ	تفسیر معانی القرآن
	وغیرھا		
۴۱	واقدی	۲۰۷ھ	
۴۲	محمد بن عبداللہ	۲۰۸ھ	احکام القرآن
۴۳	عبدالرزاق بن ہمام	۲۱۱ھ	
۴۴	ابو الحسن نحوی (اخفش اوسط)	۲۱۵ھ	معانی القرآن
۴۵	عبداللہ بن زبیر	۲۱۹ھ	
۴۶	قاسم بن سلام	۲۲۴ھ	معانی القرآن وغیرھا
۴۷	سنید بن داؤد	۲۲۶ھ	
۴۸	عبدالرحمٰن بن موسیٰ	۲۲۸ھ	
۴۹	ابن ابی شیبہ	۲۳۵ھ	

۵۰	محمد بن حاتم مروزی	۲۳۵ھ	
۵۱	ابن راہویہ	۲۳۸ھ	
۵۲	عبدالملک بن حبیب سلیمی	۲۳۹ھ	ایک ہزار تصانیف کیں
۵۳	عثمان بن ابی شیبہ	۲۳۹ھ	
۵۴	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ	تفسیر کامل، کتاب الرد علی من ادعی تناقص القرآن
۵۵	علی بن حجر	۲۴۴ھ	احکام القرآن
۵۶	عبد ابن حمید	۲۴۹ھ	پاکستان کا پہلا عظیم مفسر
۵۷	محمد بن احمد السفدی	۲۵۵ھ	
۵۸	امام دارمی	۲۵۵ھ	
۵۹	محمد بن سحنون	۲۵۶ھ	احکام القرآن
۶۰	امام بخاریؒ	۲۵۶ھ	تفسیر کبیر
۶۱	عبداللہ بن سعیدؒ	۲۵۷ھ	
۶۲	احمد بن الفراتؒ	۲۵۸ھ	
۶۳	محمد بن عبداللہ بن الحکمؒ	۲۶۸ھ	احکام القرآن
۶۴	امام ابن ماجہؒ	۲۷۲ھ	
۶۵	امام ابوداؤدؒ	۲۷۵ھ	کتاب التفسیر، نظم القرآن فضائل القرآن
۶۶	بقی بن مخلدؒ	۲۷۶ھ	
۶۷	مسلم بن قیتبہؒ	۲۷۶ھ	
۶۸	جعفر بن محمد رازیؒ	۲۷۹ھ	

۶۹	امام ترمذیؒ	۲۷۹ھ	
۷۰	اسمٰعیل بن اسحٰقؒ	۲۸۲ھ	
۷۱	تستریؒ	۲۸۳ھ	
۷۲	مبرد نحویؒ	۲۸۵ھ	
۷۳	زکریا داؤدؒ	۲۸۶ھ	
۷۴	احمد بن داؤد دینوریؒ	۲۹۰ھ	
۷۵	احمد بن جعفرؒ	۲۸۹	ضمائر القرآن
۷۶	عبداللہ بن احمدؒ	۲۹۰ھ	
۷۷	احمد بن یحییٰ شیبانیؒ	۲۹۱ھ	
۷۸	ابراہیم بن معقلؒ	۲۹۵ھ	
۷۹	ابوجعفر محمد بن عثمانؒ	۲۹۷ھ	

چوتھی صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۸۰	محمد بن عبدالجبارؒ	۳۰۳ھ	
۸۱	علی بن موسیٰؒ	۳۰۵ھ	احکام القرآن
۸۲	ابوالاسود موسیٰؒ	۳۰۶ھ	احکام القرآن (۱۲ جلد)
۸۳	ابوعبداللہ بن وہبؒ	۳۰۸ھ	
۸۴	محمد بن المفضلؒ	۳۰۸ھ	ضیاء القلوب
۸۵	ابوبکر محمد بن ابراہیمؒ	۳۰۹ھ	
۸۶	محمد بن جریر طبریؒ	۳۱۰ھ	جامع البیان فی تفسیر القرآن (۳۰ جلد)
۸۷	ولید بن ابانؒ	۳۱۰ھ	

۸۸	قتیبہ بن احمدؒ	۳۱۶ھ	تفسیر قتیبہ
۸۹	ابواسحٰق ابراہیم بن محمدؒ	۳۱۶ھ	معانی القرآن
۹۰	امام ابوداؤدؒ	۳۱۶ھ	کتاب التفسیر
۹۱	عبداللہ بن حسنین کلابیؒ	۳۱۸ھ	
۹۲	عبداللہ بن محمدؒ	۳۱۹ھ	تفسیر (۱۲ جلد)
۹۳	محمد بن ابراہیمؒ	۳۲۰ھ	معانی القرآن
۹۴	احمد بن عبداللہؒ	۳۲۲ھ	معانی القرآن
۹۵	امام طحاویؒ	۳۲۲ھ	تفسیر القرآن، احکام القرآن
۹۶	احمد بن سہل بلخیؒ	۳۲۲ھ	نظم القران، غریب القرآن
۹۷	ابومسلم محمد بن بحرؒ	۳۲۲ھ	جامع التاویل محکم التنزیل
۹۸	ابن نطفویہؒ	۳۲۳ھ	اعراب القرآن، امثال القرآن
۹۹	ابن الاخشیدؒ	۳۲۶ھ	اختصار طبری
۱۰۰	ابوحاتمؒ	۳۲۷ھ	تفسیر القرآن (جلد۴)
۱۰۱	ابوبکر محمد بن القاسمؒ	۳۲۸ھ	القرآن
۱۰۲	ابوبکر محمد بن عزیز السجستانیؒ	۳۳۰ھ	غریب القرآن
۱۰۳	ماتریدیؒ	۳۳۳ھ	تاویلات القرآن
۱۰۴	ابوالحسن اشعریؒ	۳۳۴ھ	المخزون فی علوم القرآن

۱۰۵	ابن المنادیؒ	۳۳۶ھ	
۱۰۶	احمد بن محمد نحویؒ	۳۳۷ھ	اعراب القرآن، الناسخ المنسوخ
۱۰۷	علی بن حمشاذؒ	۳۳۸ھ	
۱۰۸	قاسم بیانیؒ	۳۴۰ھ	احکام القرآن
۱۰۹	امام کرخیؒ	۳۴۰ھ	
۱۱۰	ابوبکر محمد عبداللہ بن جعفر	۳۴۲ھ	کتاب التوسط
۱۱۱	عسانیؒ	۳۴۹ھ	
۱۱۲	احمد بن کامل الشعریؒ	۳۵۰ھ	غریب القرآن
۱۱۳	ابن مقسمؒ	۳۵۱ھ	کتاب الانوار فی تفسیر القرآن
۱۱۴	نقاش مقریؒ	۳۵۱ھ	شفاء الصدور
۱۱۵	احمد بن محمد الحیریؒ	۳۵۳ھ شہید	
۱۱۶	ابوعبیداللہ البستیؒ	۳۵۴ھ	
۱۱۷	امام ابونصر منصورؒ	کتابت تفسیر ۳۵۴ھ سال وفات نامعلوم	تاج المعانی
۱۱۸	محمد بن القاسم ابن قرطبیؒ	۳۵۵ھ	احکام القرآن
۱۱۹	محمد بن علی شاشیؒ	۳۵۶ھ	تفسیر قفال
۱۲۰	عبدالعزیزؒ (غلام خلال)	۳۶۳ھ	

۱۲۱	مسند الدین طبرانیؒ	۳۶۵ھ	
۱۲۲	محمد بن احمد السدوسیؒ	۳۶۷ھ	اختصار تفسیر بلخی
۱۲۳	حافظ ابو محمد اصبہانیؒ	۳۶۹ھ	
۱۲۴	ابو سعید زعفرانیؒ	۳۶۹ھ	
۱۲۵	احمد بن علی جصاصؒ	۳۷۰ھ	احکام القرآن
۱۲۶	ابو منصور ہرویؒ	۳۷۰ھ	التقریب فی التفسیر
۱۲۷	حسین ابن احمد خالویہؒ	۳۷۰ھ	اعراب القرآن پ ۳۰
۱۲۸	محمد بن احمد الشافعیؒ	۳۷۰ھ	تقریب
۱۲۹	ابو علی عسکریؒ	۳۸۲ھ	
۱۳۰	ابو محمد عبداللہ بن عطیہؒ	۳۸۲ھ	تفسیر ابن عطیہ
۱۳۱	علی بن عیسیٰ رمانیؒ	۳۸۳ھ	تفسیر رمانی۔ النکت
۱۳۲	ابو محمد سہلؒ بن عبداللہ	۳۸۳ھ	تفسیر تستری
۱۳۳	محمد بن عباس بغدادیؒ	۳۸۴ھ	ایک سو کتب تفسیر
۱۳۴	ابو حفص بن شاہینؒ	۳۸۵ھ	تفسیر تیس جلدوں میں ہے
۱۳۵	محمد بن علی ونویؒ (خشاب)	۳۸۸ھ	الاستغناء فی علوم القرآن (۱۰۰ جلدوں میں ہے)
۱۳۶	المعافا بن زکریاؒ	۳۹۰ھ	
۱۳۷	نصر بن محمد (ابو اللیث سمرقندی)	۳۹۳ھ	تفسیر ابی اللیث
۱۳۸	الحسن بن عبداللہ بن سہل	۳۹۵ھ	کتاب المحاسن فی تفسیر القرآن

۱۳۹	محمد ابو عبد اللہ بن عبد اللہ (ابن زمنینؒ)	۳۹۹ھ	اختصار تفسیر ابن سلام
۱۴۰	خلف بن احمد سیستانیؒ	۳۹۹ھ شہید	تفسیر سو جلدوں میں

پانچویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۱۴۱	احمد بن علی باغانیؒ	۴۰۱ھ	احکام القرآن
۱۴۲	ابو عبید قاشانیؒ	۴۰۱ھ	جامع الغریبین
۱۴۳	ابو عبد اللہ الحاکمؒ	۴۰۵ھ	
۱۴۴	محمد بن الحسینؒ (شریف رضی)	۴۰۶ھ	تلخیص البیان، حقائق التاویل، معانی القرآن
۱۴۵	محمد بن الحسن فورکؒ	۴۰۶ھ	معانی القرآن
۱۴۶	ابو بکر محمد بن الحسینؒ	۴۰۶ھ	
۱۴۷	احمد بن موسیٰ بن مردویہؒ	۴۱۰ھ	
۱۴۸	محمد بن الحسین بن محمدؒ	۴۱۲ھ	حقائق التفسیر، التفسیر الصغیر
۱۴۹	ابو المطرف عبد الرحمنؒ (قنازعی)	۴۱۳ھ	اختصار تفسیر ابن سلام
۱۵۰	ابو الحسن عبد الجبار ہمدانیؒ	۴۱۵ھ	تنزیہ القرآن عن المطاعن
۱۵۱	ہبۃ اللہ بن سلامؒ	۴۱۸ھ	
۱۵۲	ابو عبد اللہ الاسکافیؒ	۴۲۱ھ	درۃ التنزیل
۱۵۳	ابو اسحٰق ثعلبیؒ	۴۲۷ھ	الکشف والبیان
۱۵۴	عبد القاہر بن محمد التمیمیؒ	۴۲۹ھ	

۱۵۵	احمد بن محمد طلمنکیؒ	۴۲۹ھ	کتاب التفسیر
۱۵۶	ابوالحسن علی الحوفیؒ	۴۳۰ھ	البرہان (۱۰ جلد) اعراب القرآن
۱۵۷	ابوعبدالرحمٰنؒ	۴۳۰ھ	کفایۃ فی التفسیر، وجوہ القرآن
۱۵۸	علی بن سلیمان زہداوی	۴۳۱ھ	
۱۵۹	شیخ ابومحمد مکیؒ بن ابی طالب	۴۳۷ھ	مشکل اعراب القرآن
۱۶۰	ابومحمد عبداللہ جوینیؒ	۴۳۷ھ	حدائق ذات بہجۃ ۳۰۰ جلدوں میں ہے
۱۶۱	مکی بن ابی طالب قیسیؒ	۴۳۷ھ	الہدایۃ الی بلوغ النہایۃ وغیرہ چھ تالیفات قرآنیات کے موضوع پر ہیں۔
۱۶۲	احمد بن محمدؒ	۴۴۰ھ	التفصیل الجامع لعلوم التنزیل التحصیل اختصار المحکم
۱۶۳	ابوعمرو عثمان الدانیؒ	۴۴۴ھ	
۱۶۴	شیخ محمد اسمٰعیل لاہوریؒ	۴۴۸ھ	تفسیر کا درس دیا کرتے تھے۔
۱۶۵	ابوالفتح رازیؒ	۴۴۸ھ	ضیاء القلوب
۱۶۶	اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن صابونیؒ	۴۴۹ھ	تفسیر صابونی
۱۶۷	ابوالحسن علی بن محمد ماوردیؒ	۴۵۰ھ	

۱۶۸	محمد بن احمد الکنانیؒ	۴۵۴ھ	قرطین
۱۶۹	اسمٰعیل بن خلفؒ	۴۵۵ھ	اعراب القرآن (۹ جلد)
۱۷۰	احمد بن الحسین بیہقیؒ	۴۵۸ھ	احکام القرآن
۱۷۱	ابو مسلم محمد بن علیؒ (اصفہانی قدیم)	۴۵۹ھ	تفسیر ۲۰ جلدوں میں
۱۷۲	ابو مسلم محمد بن علی طوسیؒ	۴۶۰ھ	تبیان
۱۷۳	ابو القاسم عبد الکریم قشیریؒ	۴۶۵ھ	التیسیر فی علم التفسیر الکبیر لطائف الاشارات
۱۷۴	علی بن احمد الواحدیؒ	۴۶۸ھ	البسیط، الوسیط، الوجیز تفسیر النبی
۱۷۵	شاہ فور بن طاہر اسفرائنیؒ	۴۷۱ھ	تاج التراجم
۱۷۶	ابو الولیدؒ الباجی	۴۷۴ھ	
۱۷۷	عبد الکریم بن عبد الصمد طبریؒ	۴۷۴ھ	
۱۷۸	عبد القاہر بن ابو عبد اللہؒ	۴۷۵ھ	کتاب تاویل المتشابہات
		۴۷۷ھ	تفسیر کامل
۱۷۹	محمد بن عبد الرحمٰن النسویؒ	۴۷۸ھ	
۱۸۰	ابو الحسن علی بن فضال مجاشعیؒ	۴۷۹ھ	
۱۸۱	علی بن فضال بن علیؒ	۴۷۹ھ	برہان العمیدی (۳۵ جلد)
۱۸۲	علی بن محمد انصاری الہرویؒ	۴۸۰ھ	کشف الاستار (فارسی)
۱۸۳	ابو معین الدین مروزیؒ (خسرو)	۴۸۱ھ یا ۵۴۴ھ	
۱۸۴	علی بن محمد بزدویؒ	۴۸۲ھ	تفسیر القرآن (۱۲۰) جلدوں میں ہے۔

۱۸۵	حسن بن علیؒ	۴۸۴ھ	المقنع
۱۸۶	علی بن الحسنؒ	۴۸۴ھ	
۱۸۷	عبداللہ بن محمدؒ (فاضل بزاز)	۴۸۵ھ	الجمان فی متشابہات القرآن
۱۸۸	ابوالفرج عبدالواحد بن محمدؒ	۴۸۶ھ	الجواہر (۳۰ جلد)
۱۸۹	محمد بن عبدالحمیدؒ	۴۸۸ھ	
۱۹۰	منصور بن محمد السمعانیؒ	۴۸۹ھ	
۱۹۱	الامام ابوالقاسم عبدالکریمؒ	۴۸۹ھ	لطائف الاشارات
۱۹۲	علی بن سہل بن عباسؒ	۴۹۱ھ	زادالحاضر والہادی
۱۹۳	ابوسعد محسن بن کرامۃ البیہقیؒ	۴۹۴ھ	
۱۹۴	ابوطاہر بن سوارؒ	۴۹۹ھ	المستنیر
۱۹۵	عبدالوہاب بن محمدؒ	۵۰۰ھ	
۱۹۶	محمود بن حمزہ کرمانیؒ	سال وفات نامعلوم	لباب التفسیر، لباب التاویل

چھٹی صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۱۹۷	امام راغب اصفہانیؒ	۵۰۲ھ	غرۃ التنزیل
۱۹۸	خطیب تبریزیؒ	۵۰۲ھ	الملخص (۱۴ جلد)
۱۹۹	عمادالدین طبریؒ	۵۰۴ھ	احکام القرآن
۲۰۰	محمد بن محمد غزالیؒ	۵۰۵ھ	یاقوت التاویل (۴۰ جلد) مشکوۃ الانوار
۲۰۱	ابوغالب شجاع بن فارسؒ	۵۰۷ھ	
۲۰۲	ابوشجاع شیرویہؒ	۵۰۹ھ	

۲۰۳	استاذ ابو نصر بن ابی القاسمؒ	۵۱۴ھ	
۲۰۴	محی السنۃ فرا البغویؒ	۵۱۶ھ	معالم التنزیل
۲۰۵	محمود بن عمر زمخشریؒ	۵۲۸ھ	کشاف
۲۰۶	علی بن محمد اندلسیؒ	۵۳۲ھ	
۲۰۷	محمد بن عبد الملک الکرجیؒ	۵۳۳ھ	
۲۰۸	علی بن مسلم بن الفتحؒ	۵۳۳ھ	
۲۰۹	قدام السنۃ اسمٰعیل بن محمدؒ	۵۳۵ھ	الجامع، المعتمد، الموضح فی التفسیر
۲۱۰	عالی بن ابراہیم غزنویؒ	۵۳۷ھ	تفسیر التفسیر
۲۱۱	عمر بن محمد نسفیؒ	۵۳۸ھ	التیسیر فی التفسیر
۲۱۲	ابن العربیؒ	۵۴۳ھ	احکام القرآن، انوار الفجر
۲۱۳	ابو المحاسن بیہقیؒ	۵۴۴ھ	تفسیر بیہقی
۲۱۴	احمد بن علیؒ (ابو جعفرک)	۵۴۴ھ	المحیط بلغات القرآن
۲۱۵	محمد بن عبد الرحمٰن الزاہدؒ	۵۴۶ھ	تفسیر ایک سو جلد
۲۱۶	محمد بن طیفور سجاوندیؒ		
۲۱۷	عبد الحق ابن عطیہؒ اندلسی	۵۴۶ھ	المحرر الوجیز
۲۱۸	الشیخ نور الدینؒ باقولی	۵۴۶ھ	کشف فی نکت المعانی
۲۱۹	شہرستانیؒ	۵۴۷ھ	مفاتح الاسرار
۲۲۰	امام طبرسیؒ	۵۴۸ھ	مجمع البیان
۲۲۱	ابو نصر درواجکیؒ	۵۴۹ھ	تفسیر زاہدی
۲۲۲	محمد بن عبد الحمیدؒ	۵۵۲ھ	

۲۲۳	ابو عبداللہ الحسین المروزیؒ	۵۵۹ھ	
۲۲۴	ابو جعفر طوسیؒ	۵۶۱ھ	جوامع الجامع
۲۲۵	ابو الفضل خوارزمیؒ	۵۶۲ھ	مفتاح التنزیل
۲۲۶	ابن نصر محمد بن اسعدؒ	۵۶۷ھ	
۲۲۷	ابو العباس خضر بن نصرؒ	۵۶۷ھ	
۲۲۸	حجۃ الدین ابو عبداللہؒ	۵۶۸ھ	ینبوع الحیات
۲۲۹	ابو بکر محمد عبدالغنیؒ	۵۷۲ھ	اختصار ضیاء القلوب
۲۳۰	شیخ نصیر الدین نیشاپوریؒ	۵۷۷ھ	البصائر فی التفسیر
۲۳۱	علی بن عبداللہ (ابن الغعمہؒ)	۵۷۷ھ	ری الظمآن
۲۳۲	ابو القاسم سہیلیؒ	۵۸۱ھ	التعریف والاعلام
۲۳۳	ناصر الدین غزنویؒ	۵۸۲ھ	تفسیر التفسیر
۲۳۴	احمد بن محمد عتابیؒ	۵۸۶ھ	
۲۳۵	علی بن ابی الغرؒ	۵۸۸ھ	
۲۳۶	احمد بن اسمٰعیل قزوینیؒ	۵۹۰ھ	
۲۳۷	علی بن عمر الحرانیؒ	۵۹۵ھ	
۲۳۸	ابو الفرج ابن جوزیؒ	۵۹۷ھ	
۲۳۹	الحسن بن الخطیر نعمانیؒ	۵۹۸ھ	
۲۴۰	عبدالمنعم بن محمدؒ	۵۹۹ھ	احکام القرآن
۲۴۱	ابو القاسم کرمانیؒ	۶۰۰ھ	لباب التفسیر

ساتویں صدی ھجری کے مفسرین قرآن مجید

۲۴۲	محمد روز بہان بقلیؒ	۶۰۶ھ	عرائس البیان
۲۴۳	محمد بن عمر طبراستانی (امام رازیؒ)	۶۰۶ھ	تفسیر کبیر
۲۴۴	مبارک بن محمد شیبانیؒ	۶۰۶ھ	کتاب الانصاف
۲۴۵	عبدالجلیل انصاریؒ	۶۰۸ھ	
۲۴۶	تاج الاسلام مروزیؒ	۶۰۴ھ	
۲۴۷	عبداللہ عکبریؒ	۶۱۶ھ	البیان
۲۴۸	ابو محمد عبدالکبیر غافقیؒ	۶۱۷ھ	
۲۴۹	نجم الدین خیوقیؒ	۶۱۸ھ	
۲۵۰	ابراہیم بن محمد سلمیؒ	۶۱۸ھ	کتاب التمییز
۲۵۱	ابو احمد کلبیؒ	۶۲۰ھ	
۲۵۲	فخر الدین حرانیؒ	۶۲۲ھ	
۲۵۳	یحییٰ بن احمد بن خلیلؒ	۶۲۶ھ	الحسنات والسیئات
۲۵۴	عبدالسلام بن عبدالرحمٰنؒ	۶۲۷ھ	الارشاد
۲۵۵	علی بن احمد حرانیؒ	۶۲۷ھ	الارشاد
۲۵۶	حسام الدین سمرقندیؒ	۶۲۸ھ	مطلع المعانی
۲۵۷	محی الدین شیخ اکبرؒ	۶۲۸ھ	کشف الاسرار، الجمع والتاویل
۲۵۸	معافی بن اسمٰعیلؒ	۶۳۰ھ	نہایۃ البیان
۲۵۹	شہاب الدین سہروردیؒ	۶۳۲ھ	بغیۃ البیان

۲۶۰	عبدالغنی بن محمدؒ	۶۳۹ھ	
۲۶۱	امام بکر فضلیؒ	۶۴۰ھ	لطائف التفسیر
۲۶۲	علم الدین سخاویؒ	۶۴۳ھ	
۲۶۳	عبدالرحمٰن لخمیؒ	۶۴۳ھ	
۲۶۴	نجم الدین الزمیؒ	۶۴۶ھ	
۲۶۵	شیخ عبدالواحد زملکانیؒ	۶۵۱ھ	نہایۃ التاویل
۲۶۶	یوسف بن قزاغلی جوزیؒ	۶۵۴ھ	تفسیر ۲۹ جلد
۲۶۷	محمد بن یوسف مزدغیؒ	۶۵۵ھ	
۲۶۸	محمد بن عبداللہ المرسی	۶۵۵ھ	تین تفاسیر لکھیں
۲۶۹	محمود بن احمد زنجانی	۶۵۶ھ	
۲۷۰	مختار بن محمود زاہدیؒ	۶۵۸ھ	
۲۷۱	شیخ عزیز الدین الرسغی	۶۶۰ھ	رموز الکنوز
۲۷۲	عبدالعزیز بن عبدالسلامؒ (سلطان العلماء)	۶۶۰ھ	مجازاۃ القرآن، تفسیر
۲۷۳	عبدالرزاق حنبلیؒ	۶۶۱ھ	مطلع انوار التنزیل
۲۷۴	عبدالعزیز بن ابراہیم قرشیؒ	۶۶۲ھ	
۲۷۵	محمد بن سلیمانؒ (ابن النقیب)	۶۶۸ھ	تفسیر ابن النقیب ۹۹ جلد
۲۷۶	عبداللہ بن محمد فرحونؒ	۶۶۹	
۲۷۷	محمد بن احمدؒ	۶۷۱ھ	احکام القرآن
۲۷۸	عبدالعزیز بن احمد دبیریؒ	۶۷۳ھ	تفسیر دبیری
۲۷۹	موفق الدین کواشیؒ	۶۸۰ھ	کشف الحقائق فی التفسیر

۲۸۰	عبدالجبار بن عبدالخالقؒ	۶۸۱ھ	
۲۸۱	احمد بن محمد ابن المنیرؒ	۶۸۳ھ	
۲۸۲	احمد بن عمر الانصاریؒ	۶۸۵ھ	
۲۸۳	قاضی ناصر الدین بیضاویؒ	۶۸۵ھ	تفسیر بیضاوی
۲۸۴	محمد بن محمد نسفیؒ	۶۸۷ھ	
۲۸۵	المنجا بن عثمانؒ	۶۹۷ھ	
۲۸۶	شیخ نجم الدین دایہؒ	۷۰۰ھ	بحر الرائق

آٹھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۲۸۷	ابو البرکات نسفیؒ	۷۰۱ھ	تفسیر مدارک
۲۸۸	ابراہیم بن احمدؒ	۷۰۳ھ	
۲۸۹	عبدالکریم بن علی انصاریؒ	۷۰۴ھ	
۲۹۰	عبدالواحد بن محمد مالقیؒ	۷۰۵ھ	
۲۹۱	بدر الدین حلبیؒ	۷۰۵ھ	مختصر الراشف
۲۹۲	ابو جعفر احمد بن ابراہیمؒ	۷۰۸ھ	ملاک التاویل
۲۹۳	قطب الدین محمودؒ	۷۱۰ھ	تفسیر علامی ۴۰ جلد
۲۹۴	محمد بن ابی القاسم ربعیؒ	۷۱۵ھ	خلاصہ تفسیر ابن الخطیب
۲۹۵	خواجہ رشید الدین فضلؒ	۷۱۸ھ	
۲۹۶	عماد الکندیؒ	۷۲۴ھ	کفیل لمعانی التنزیل
		۲۴ جلد	
۲۹۷	احمد بن محمد البناءؒ	۷۲۴ھ	عنوان الدلیل
۲۹۸	احمد بن محمد قمولیؒ	۷۲۷ھ	البحر المحیط، جواہر البحر

۲۹۹	احمد بن محمد المقدسیؒ	۷۲۷ھ	فتح القدیر
۳۰۰	امام ابن تیمیہؒ	۷۲۸ھ	تفسیر القرآن ۳۰/۵۰ جلد
۳۰۱	نظام الدین قمیؒ		لب التاویل۔ غرائب القرآن
۳۰۲	السید محمد بن ادریسؒ	۷۳۰ھ	تین تفاسیر۔
۳۰۳	امام برہان الدین جعبریؒ	۷۳۲ھ	
۳۰۴	عبدالواحدؒ (ابن المنیر)	۷۳۶ھ	تفسیر ابن المنیر
۳۰۵	احمد بن محمد السمنانیؒ	۷۳۶ھ	تفسیر ۱۳ جلد
۳۰۶	ھبۃ اللہ حمویؒ	۷۳۷ھ	روضات الجنان (۱۰ جلد)
۳۰۷	علی بن عثمانؒ	۷۳۹ھ	اختصار تفسیر طبری
۳۰۸	علی بن محمدؒ	۷۴۱ھ	التاویل لمعالم التنزیل
۳۰۹	ابوالحسین اسکندریؒ	۷۴۱ھ	تفسیر اسکندری (۱۰ جلد)
۳۱۰	الحسین بن محمد طیبیؒ	۷۴۳ھ	فتوح الغیب (۸ جلد)
۳۱۱	محمد بن احمد المقدسیؒ	۷۴۴ھ	
۳۱۲	محمد بن یوسف اثیر الدینؒ	۷۴۵ھ البحر المحیط	غریب القرآن،
۳۱۳	احمد بن الحسن جاربردیؒ	۷۴۶ھ	حاشیہ کشاف
۳۱۴	علی بن عبداللہ اردبیلیؒ	۷۴۶ھ	
۳۱۵	احمد بن عبدالقادر تاج الدینؒ	۷۴۷ھ	الدر اللقیط
۳۱۶	محمود بن عبدالرحمٰنؒ	۷۴۹ھ	
۳۱۷	محمد بن احمد اللبان المصریؒ	۷۴۹ھ	تفسیر الآیات المتشابہات

۳۱۸	علی بن عثمان ترکمانیؒ	۷۵۰ھ	بہجۃ الاعاریب
۳۱۹	علامہ ابن القیمؒ	۷۵۱ھ	التبیان
۳۲۰	علی بن عبدالکافی السبکیؒ	۷۵۶ھ	الدر النظیم
۳۲۱	محمد بن علی الانصاریؒ	۷۶۲ھ	
۳۲۲	محمد بن علیؒ (ابن نقاش)	۷۶۳ھ	السابق اللاحق
۳۲۳	علامہ مخلص الہندیؒ	۷۶۴ھ	کشف اللشاف
۳۲۴	عبدالصمد بغدادیؒ	۷۶۵ھ	اختصار تفسیر الراسغی
۳۲۵	محمد بن محمد تحتانیؒ	۷۶۶ھ	حاشیہ کشاف
۳۲۶	محمد بن محمد اقصرائیؒ	۷۷۰ھ	حاشیہ کشاف
۳۲۷	محمود بن احمد القنویؒ	۷۷۱ھ	تہذیب احکام القرآن
۳۲۸	سراج الہندیؒ	۷۷۳ھ	تفسیر السراج
۳۲۹	خضر بن عبدالرحمٰنؒ	۷۷۳ھ	تبیان
۳۳۰	اسمٰعیل بن عمرؒ (ابن کثیر)	۷۷۴ھ	تفسیر ابن کثیر
۳۳۱	محمد بن محمد بابرتیؒ	۷۷۶ھ	حاشیہ کشاف
۳۳۲	صیر غتمشؒ (علامہ صفی)	۷۷۸ھ	درۃ الغواص
۳۳۳	احمد بن ابراہیم الثقفیؒ	۷۸۰ھ	ملاک التاویل
۳۳۴	محمد بن علیؒ	۷۸۲ھ	
۳۳۵	احمد بن محمدؒ	۷۸۵ھ	تقیید جلیل فی التفسیر
۳۳۶	ابراہیم بن عبدالرحیمؒ (ابن جماعۃ)	۷۹۰ھ	تفسیر ابن جماعۃ
۳۳۷	مسعود بن عمرؒ (تفتازانی)	۷۹۲ھ	کشف الاسرار فارسی

۳۳۸	امام بدرالدین زرکشیؒ	۷۹۴ھ	البرھان فی علوم القرآن
۳۳۹	تاتارخان دہلویؒ	۷۹۹ھ	تفسیر تاتارخانی
۳۴۰	ابوبکر علی الحدادؒ	۸۰۰ھ	تفسیر حدادی
۳۴۱	فضل اللہ بن ابی الخیرؒ	۸۰۰ھ	
۳۴۲	علی بن محمد قوشجیؒ	۸۰۰ھ	حاشیہ کشاف

نویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۳۴۳	محمد بن محمدؒ	۸۰۳ھ	
۳۴۴	شیخ شہاب الدین سیواسیؒ	۸۰۳ھ	خلاصۃ التفاسیر
۳۴۵	زید بن ابراہیمؒ (ابوزرعہ)	۸۰۶ھ	القیہ فی غریب القرآن
۳۴۶	شیخ اشرف جہانگیر سمنانیؒ	۸۰۸ھ	نور
۳۴۷	علی مولیٰ عرانؒ	۸۱۲ھ	حاشیہ کشاف
۳۴۸	علی بن محمدؒ	۸۱۲ھ	حاشیہ کشاف، ترجمہ قرآن کریم فارسی
۳۴۹	مجدالدین فیروز آبادیؒ	۸۱۲ھ	لطائف فی التمیز
۳۵۰	سید محمد بن سید یوسفؒ (گیسودراز)	۸۲۵ھ	درر ملتقط
۳۵۱	ابوزرعہ احمد بن ابراہیمؒ	۸۲۶ھ	خلاصۃ الکشاف
۳۵۲	محمد بن خلفہؒ	۸۲۸ھ	تفسیر ۸ جلد
۳۵۳	یوسف بن احمدؒ	۸۳۲ھ آیات احکام	الثمرات فی تفسیر
۳۵۴	عبداللہ بن مقدادؒ	۸۳۲ھ	

۳۵۵	محمد بن محمد الجزریؒ	۸۳۳ھ	النشر در قرأت عشرہ، تاریخ القراء
۳۵۶	شیخ علی مہائیؒ	۸۳۵ھ	تفسیر رحمانی
۳۵۷	السید علی بن محمد	۸۳۶ھ	تجرید الکشاف
۳۵۸	السید محمد بن ابراہیمؒ (ابن الوزیر)	۸۴۰ھ	التفسیر البغوی
۳۵۹	عمر بن یوسف اللخمیؒ	۸۴۲ھ	
۳۶۰	محمد بن محمدؒ (ابو یاسر)	۸۴۴ھ	الفتح الشافی
۳۶۱	محمد بن احمد المقدسیؒ	۸۴۴ھ	
۳۶۲	محمد بن یحییٰؒ (ابن زہرہ)	۸۴۸ھ	فتح المنان فی تفسیر القرآن
۳۶۳	قاضی شہاب الدینؒ دولت آبادی	۸۴۹ھ	بحر مواج (فارسی)
۳۶۴	خواجہ یعقوب چرخیؒ	۸۵۱ھ	
۳۶۵	تقی الدین ابو بکر بن شہبہؒ	۸۵۱ھ	تفسیر ابن شہبہ
۳۶۶	احمد بن علیؒ (ابن حجر عسقلانی)	۸۵۲ھ	تفسیر الاحکام لبیان ما ابہم من القرآن
۳۶۷	محمد بن احمد صاغانیؒ	۸۵۴ھ	المستدرک علی المدارک
۳۶۸	احمد بن محمد رومیؒ	۸۵۴ھ	ترجمہ منظوم بزبان ترکی تفسیر ابی اللیث
۳۶۹	محمود بن احمد عینیؒ	۸۵۵ھ - ابی اللیث	حواشی کشاف، بغوی،
۳۷۰	ابراہیم بن فائدؒ	۸۵۷ھ	

۳۷۱	خضر بیگ بن جلال الدین	۸۶۰ھ	حاشیہ، حاشیہ کشاف
۳۷۲	السید علاؤالدین سمرقندی	۸۶۰ھ	بحرالعلوم
۳۷۳	علی بن احمد	۸۶۱ھ	
۳۷۴	احمد بن محمد مصری	۸۶۲ھ	کنز الرحمٰن فی احکام القرآن
۳۷۵	جلال الدین محلی	۸۶۴ھ	نصف جلالین
۳۷۶	علم الدین بلقینی	۸۶۸ھ	
۳۷۷	محمد بن حسن شمنی	۸۷۲ھ	
۳۷۸	محمد بن قاسم مالکی	۸۷۲ھ	
۳۷۹	علی بن محمد (مصنفک)	۸۷۵ھ	تفسیر محمدیہ (فارسی)
۳۸۰	عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی	۸۷۵ھ	تفسیر الجواہر
۳۸۱	ابوالعدل قاسم	۸۷۹ھ	تاج التراجم
۳۸۲	محمد بن سلیمان رومی	۸۷۹ھ	مختصر فی علوم التفسیر
۳۸۳	عمر بن علی بن عادل	۸۸۰ھ	تفسیر ابن عادل
۳۸۴	محمد بن عبداللہ قرماس	۸۸۲ھ	فتح الرحمٰن (منظوم)
۳۸۵	محمد بن محمد العقوی	۸۸۲ھ	
۳۸۶	ملا خسرو محمد بن فراموزر	۸۸۳ھ	حاشیہ تفسیر بیضاوی
۳۸۷	شیخ برہان الدین بقاعی	۸۸۵ھ	نظم الدرار ۸ جلد
۳۸۸	حسن بن محمد شاہ اخی زادہ	۸۸۶ھ	حاشیہ بیضاوی
۳۸۹	ابراہیم بن محمد (ابن جماعۃ)	۸۹۰ھ	تفسیر جلد ۱۰
۳۹۰	احمد بن اسمٰعیل کورانی	۸۹۳ھ	غایۃ الامانی
۳۹۱	معین الدین بن سید صفی الدین	۸۹۴ھ	جامع البیان
۳۹۲	عبدالرحمٰن جامی	۸۹۸ھ	تفسیر

دسویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۳۹۳	محی الدین محمدؒ (ابن خطیب)	۹۰۱ھ	سید شریف کے حاشیہ پر حاشیہ
۳۹۴	محمد بن ابراہیم النکساریؒ	۹۰۱ھ	
۳۹۵	خواجہ حسین بن خالد ناگوریؒ	۹۰۵ھ	
۳۹۶	محمد بن عبدالرحمٰن ایجویؒ	۹۰۶ھ (اندازاً)	جوامع البیان
۳۹۷	کمال الدین محمد بن محمدؒ	۹۰۶ھ	حاشیہ تفسیر بیضاوی
۳۹۸	حسین بن علی کاشفی	۹۰۶ھ	جواہر التفسیر، تفسیر حسینی
۳۹۹	جلال الدین سیوطیؒ	۹۱۱ھ	الاتقان، جلالین، ترجمان القرآن وغیرہ
۴۰۰	شیخ بہاؤ الدینؒ	۹۱۲ھ	تفسیر قرآن عزیز منظوم (گجراتی اردو)
۴۰۱	زکریا بن محمد انصاریؒ	۹۲۶ھ	فتح الرحمٰن، حاشیہ بیضاوی
۴۰۲	حمزہ بن عبداللہ الناشریؒ	۹۲۶ھ	الفیہ فی غریب القرآن
۴۰۳	سید عبدالوہاب بخاریؒ	۹۳۲ھ	کامل تفسیر
۴۰۴	اللہ داد جونپوریؒ	۹۳۶ھ	حاشیہ مدارک
۴۰۵	محی الدین محمد بن عمرؒ	۹۳۸ھ	
۴۰۶	شمس الدینؒ احمد (ابن کمال)	۹۴۰ھ	تفسیر ابن کمال
۴۰۷	محی الدین محمد قراباغیؒ	۹۴۲ھ	حاشیہ بیضاوی وکشاف
۴۰۸	مولانا اسلام الدینؒ (ملا عصام)	۹۴۳ھ	حاشیہ مولانا جامی
۴۰۹	سعد اللہ بن عیسیٰؒ	۹۴۵ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۱۰	خیر الدین عطوفیؒ	۹۴۸ھ	حاشیہ کشاف

۴۱۱	محمد بن عبد الرحمٰن البکریؒ	۹۵۰ھ	الواضح الوجیز
۴۱۲	محمد بن مصلح الدین شیخ زادہؒ	۹۵۱ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۱۳	عصام الدین اسفرائنیؒ	۹۵۱ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۱۴	مولانا معین الدین مسکینؒ	۹۵۴ھ	حدائق الحقائق فارسی
۴۱۵	سید رفیع الدین صفویؒ	۹۵۴ھ	تفسیر معینی
۴۱۶	محمد بن یحییٰ صعدیؒ	۹۵۷ھ	
۴۱۷	شیخ بدر الدین عامریؒ	۹۶۰ھ	تین تفاسیر، ایک نظم میں ایک لاکھ اسی ہزار اشعار
۴۱۸	عبد المعطی بن احمد سخاویؒ		فتح الحمید
۴۱۹	مصلح الدین شعبانؒ	۹۶۹ھ	بیضاوی کے دو حاشیے لکھے۔
۴۲۰	شمس الدین شربینیؒ	۹۷۷ھ	السراج المنیر
۴۲۱	مصلح الدین لاریؒ	۹۷۹ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۲۲	ابو السعود محمد بن محمدؒ	۹۸۲ھ	ارشاد العقل السلیم
۴۲۳	شیخ حسن محمد گجراتیؒ	۹۸۲ھ	تفسیر محمدی
۴۲۴	شیخ بدر الدین محمد المقریؒ	۹۸۵ھ	منظوم تفسیر
۴۲۵	میر فتح اللہ شیرازیؒ	۹۸۷ھ	منہج الصادقین
۴۲۶	محمد بن عمرؒ	۹۹۴ھ	تسہیل السبیل
۴۲۷	وجیہ الدین گجراتیؒ	۹۹۷ھ	حاشیہ بیضاوی تفسیر رحمانی
۴۲۸	محمد بن بدر الدین صاروخانیؒ	۱۰۰۰ھ	تفسیر منشی

گیارہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۴۲۹	شیخ مبارک ناگوریؒ	۱۰۰۱ھ	منبع نفائس العیون
۴۳۰	محمد بدرالدینؒ	۱۰۰۱ھ	تنزیل التنزیل
۴۳۱	بہاؤالدین آملیؒ	۱۰۰۳ھ	العروۃ الوثقی
۴۳۲	فیض بن مبارکؒ	۱۰۰۴ھ	سواطع الالہام
۴۳۳	طاہر بن یوسفؒ	۱۰۰۴ھ	مجمع البحرین
۴۳۴	مولانا عثمان سندھیؒ	۱۰۰۸ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۳۵	منور دین بن عبدالحمیدؒ	۱۰۱۱ھ	بحرمواج کا عربی ترجمہ کیا
۴۳۶	علی بن سلطان ملا علی قاریؒ	۱۰۱۴ھ	انوار القرآن، جمالین
۴۳۷	قاضی نوراللہ تستریؒ	۱۰۱۹ھ	حاشیہ بیضاوی ۲ عدد
۴۳۸	نظام الدین تھانیسریؒ	۱۰۲۴ھ	تفسیر نظامی
۴۳۹	نواب مرتضی احمد بخاریؒ	۱۰۲۵ھ	تفسیر مرتضوی
۴۴۰	عیسیٰ بن قاسم سندھیؒ	۱۰۳۱ھ	انوار الاسرار
۴۴۱	علی بن محمد یمنیؒ	۱۰۴۱ھ	
۴۴۲	مظہر بن نعمانؒ	۱۰۴۹ھ	الفرات النمیر
۴۴۳	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ	۱۰۵۲ھ	تعلیق الحاوی علی البیضاوی ترجمہ قرآن کریم
۴۴۴	سید محمد رضویؒ	۱۰۵۴ھ	ترجمہ قران عزیز فارسی
۴۴۵	محمد بن علی البکریؒ	۱۰۵۷ھ	ضیاء السبیل
۴۴۶	شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ	۱۰۵۸ھ	ترجمۃ الکتاب
۴۴۷	میر محمد ہاشمؒ	۱۰۶۱ھ	حاشیہ بیضاوی

۴۴۸	عبدالحکیم سیالکوٹیؒ	۱۰۶۷ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۴۹	محمد بن الحسین یمنیؒ	۱۰۶۷ھ	منتہی المرام
۴۵۰	احمد خفاجیؒ	۱۰۷۰ھ	حاشیہ بیضاوی ۸ جلد
۴۵۱	شیخ نعمت علی فیروز پوریؒ	۱۰۷۲ھ	تفسیر جہانگیری
۴۵۲	خواجہ معین الدین کشمیریؒ	۱۰۸۵ھ	شرح القرآن
۴۵۳	جعفر بن جلال گجراتیؒ	۱۰۸۵ھ	
۴۵۴	شیخ یعقوب صرفیؒ	۱۰۸۵ھ	
۴۵۵	یعقوب بنانیؒ	۱۰۹۰ھ	حاشیہ تفسیر بیضاوی
۴۵۶	حافظ عصام الدینؒ	۱۰۹۵ھ	حاشیہ تفسیر بیضاوی
۴۵۷	عبدالواحد بن کمال الدینؒ	نامعلوم	
۴۵۸	سید عبداللہ بن احمد		المصابیح الساطعۃ الانوار المجموعۃ من تفسیر الائمۃ الکبار

بارہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۴۵۹	خضر بن عطاءؒ	۱۱۰۷ھ	شرح تفسیر کشاف وبیضاوی
۴۶۰	محمد بن جعفرؒ	۱۱۱۱ھ	جلالین کی طرز پر بزبان عربی تفسیر لکھی
۴۶۱	نعمت خانؒ	۱۱۲۱ھ	تفسیر نعمت عظمی بزبان فارسی
۴۶۲	شیخ جمال الدینؒ	۱۱۲۴ھ	تفسیر نصیری

۴۶۳	علامہ غلام نقشبندیؒ	۱۱۲۶ھ	تفسیر الانوار
۴۶۴	ملا جیونؒ	۱۱۳۰ھ	تفسیر احمدی
۴۶۵	امان اللہ بن نور اللہ حنفیؒ	۱۱۳۳ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۶۶	شیخ عارف اسمٰعیل حنفی بروسیؒ	۱۱۳۷ھ	روح البیان
۴۶۷	مفتی شرف الدینؒ	۱۱۳۳ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۶۸	شیخ فتح محمدؒ	۱۱۴۳ھ	تفسیر محمدی
۴۶۹	شیخ کلیم اللہ	۱۱۴۳ھ	تفسیر القرآن بالقرآن
۴۷۰	سید عبد الغنی نابلسیؒ	۱۱۴۳ھ	التحریر الحاوی شرح تفسیر بیضاوی
۴۷۱	شیخ محمد طاہرؒ	۱۱۴۳ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۷۲	علی اصغر قنوجیؒ	۱۱۴۶ھ	ثواقب التنزیل
۴۷۳	محمد حکم بریلویؒ	۱۱۵۰ھ	محکم التنزیل
۴۷۴	شاہ محمد غوث پشاوریؒ	۱۱۵۲ھ	ترجمہ اور حاشیہ (فارسی)
۴۷۵	مولانا نور الدینؒ	۱۱۵۵ھ	
۴۷۶	مولانا عابد لاہوریؒ	۱۱۶۰ھ	حاشیہ بیضاوی
۴۷۷	شیخ محمد ناصر الہ آبادی	۱۱۶۳ھ	احکام القرآن
۴۷۸	شیخ ولی اللہ مجددی	۱۱۶۶ھ	
۴۷۹	سید محمد وارث بنارسیؒ	۱۱۶۶ھ	حاشیہ شرح وقایہ
۴۸۰	مخدوم عبد اللہ	۱۱۷۴ھ	تفسیر ہاشمی (سندھی)
۴۸۱	شاہ ولی اللہ دہلویؒ	۱۱۷۶ھ	ترجمہ قرآن عزیز (فارسی)

۴۸۲	مولانا رستم علی قنوجیؒ	۱۱۷۸ھ	تفسیر صغیر بطرز جلالین
۴۸۳	شاہ مراد اللہ انصاریؒ	۱۱۸۴ھ	
۴۸۴	اہل اللہ بن شاہ عبدالرحیم	۱۱۸۷ھ	
۴۸۵	قاضی احمد بن صالحؒ	۱۱۹۱ھ	حاشیہ تفسیر کشاف
۴۸۶	سید علی بن صلاح الدینؒ	۱۱۹۱ھ	
۴۸۷	شاہ غلام مرتضیٰؒ	نامعلوم	تفسیر مرتضوی
۴۸۸	علی بن محمد	۱۲۰۰ھ	شرح بیضاوی

تیرہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۴۸۹	منعم خان	۱۲۰۱ھ	
۴۹۰	وحید الحق پھلواری	۱۲۰۱ھ	تعلیقات بیضاوی شریف
۴۹۱	سلیمان بن عمر بن منصور	۱۲۰۴ھ	حاشیہ جلالین
۴۹۲	محمد بن عبدالوہاب	۱۲۰۶ھ	استنباط القرآن وتفسیر القرآن
۴۹۳	شاہ حقانی	۱۲۰۶ھ	تفسیر حقانی
۴۹۴	ملا محمد سعید گند سود دوئم	۱۲۰۸ھ	ترجمہ قرآن کریم بہ نام مفاتیح البرکات
۴۹۵	عبدالصمد بن عبدالوہاب	نامعلوم	تفسیر وہابی
۴۹۶	اسلم بن یحییٰ بن معین کشمیریؒ	۱۲۱۲ھ	جلالین پر تعلیقات مرتب کیں
۴۹۷	علی بن ابراہیم بن محمدؒ	۱۲۱۳ھ	مفاتیح الرضوان فی تفسیر القرآن بالقرآن

۴۹۸	مرزا محمد تقی بن محمد کاظم کرمانیؒ	۱۲۱۵ھ	بحر الاسرار (فارسی)
۴۹۹	حکیم محمد شریف خان دہلوی	۱۲۲۲ھ	
۵۰۰	قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	۱۲۲۵ھ	تفسیر مظہری
۵۰۱	فخر الدین دہلوی	۱۲۲۹ھ	حاشیہ جلالین
۵۰۲	شاہ عبد القادر دہلویؒ	۱۲۳۰ھ	موضح القرآن
۵۰۳	شاہ عبد العزیز دہلویؒ	۱۲۳۹ھ	تفسیر عزیزی
۵۰۴	احمد بن محمد صادی مالکیؒ	۱۲۴۱ھ	حاشیہ جلالین
۵۰۵	مولانا محمد اشرف کشمیریؒ	۱۲۴۴ھ	
۵۰۶	شاہ عزیز الدینؒ	۱۲۴۶ھ	تفسیر چراغ ابدی
۵۰۷	ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینیؒ	۱۲۴۹ھ	نظم الجواہر
۵۰۸	شاہ رفیع الدینؒ	۱۲۴۹ھ	تفسیر رفیعی
۵۰۹	عبد اللہ شوکانیؒ	۱۲۵۰ھ	فتح القدیر
۵۱۰	شاہ رؤف احمد نقشبندیؒ	۱۲۵۳ھ	تفسیر رؤفی
۵۱۱	سید یاد علیؒ	۱۲۵۳ھ	
۵۱۲	قاضی عبد السلامؒ	۱۲۵۷ھ	زاد الآخرۃ
۵۱۳	سید علی بن دیدار علیؒ	۱۲۵۹ھ	ترجمہ قرآن عزیز (اردو)
۵۱۴	مفتی محمد علی کنشوریؒ	۱۲۶۰ھ	تقریب الافہام فی آیات الاحکام
۵۱۵	سید محمد عثمان میرغنیؒ	۱۲۶۸ھ	تاج التفسیر
۵۱۶	مفتی محمد یوسفؒ	۱۲۱۸ھ	بیضاوی پر تعلیقات لکھیں

۵۱۷	مولانا جان محمد لاہوریؒ	۱۲۶۸ھ	زبدۃ التفاسیر والتذکیر
۵۱۸	ولی اللہ بن حبیب اللہ انصاریؒ	۱۲۷۰ھ	معدن الجواہر
۵۱۹	محمود آفندی بغدادیؒ	۱۲۷۰ھ	روح المعانی
۵۲۰	مولانا محمد سعید مدراسیؒ	۱۲۷۲ھ	
۵۲۱	ظہور علی بن حیدرؒ	۱۲۷۵ھ	
۵۲۲	تراب علی بن شجاعت علیؒ	۱۲۸۱ھ	حاشیہ جلالین بہ نام ہلالین
۵۲۳	مولانا عبدالحکیم لکھنویؒ	۱۲۸۶ھ	تعلیقات علی البیضاوی
۵۲۴	سید حافظ محمد شریفؒ	نامعلوم	
۵۲۵	مولوی عبداللہ بن صبغۃ اللہ مدراسیؒ	۱۲۸۸ھ	احادیث بیضاوی کی تخریج
۵۲۶	مولانا قطب الدین دہلویؒ	۱۲۸۹ھ	جامع التفاسیر
۵۲۷	امیر راجہ امداد علی بن رحمٰن بخشؒ	۱۲۹۲ھ	منہج السداد
۵۲۸	مولانا نصیر الدین بن جلال الدینؒ	۱۲۹۳ھ	التیسیر فی مہمات التفسیر
۵۲۹	مولانا عبدالعلی بن پیر علی ننگرایؒ	۱۲۹۶ھ	تفسیر آیات القرآن
۵۳۰	شیخ محمد بن عبداللہ غزنویؒ	۱۲۹۶ھ	جامع البیان
۵۳۱	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	۱۲۹۷ھ	
۵۳۲	منشی جمال الدین بن وحید الدینؒ	۱۲۹۷ھ	

۵۳۳	سید حاجی محمد فوزی ترکیؒ	۱۲۹۹ھ	الانس المعنوی
۵۳۴	فورٹ ولیم کالج کے پرنسپل گل کرسٹ	نامعلوم	
۵۳۵	سید بابا قادریؒ	نامعلوم	تفسیر التنزیل
۵۳۶	مراد علی ابن شیخ عبدالرحمن السیلائیؒ	نامعلوم	

چودھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۵۳۷	شاہ عبدالحی احقر بنگلوریؒ	۱۳۰۱ھ	جواہر التفسیر فی السیر والتذکیر
۵۳۸	مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ	۱۳۰۴ھ	حاشیہ بیضاوی وجلالین
۵۳۹	عمار علیؒ	۱۳۰۴ھ	عمدۃ البیان
۵۴۰	محمود آفندیؒ	۱۳۰۵ھ	دارالاسرار
۵۴۱	نواب سید صدیق حسنؒ	۱۳۰۷ھ	فتح البیان
۵۴۲	حافظ محمد بنؒ بارک اللہ	۱۳۱۱ھ	تفسیر محمدی منظوم (پنجابی)
۵۴۳	قاضی احتشام الدین مرادآبادیؒ	۱۳۱۳ھ	الاکسیر الاعظم
۵۴۴	فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ	۱۳۱۳ھ	
۵۴۵	سید محمد نواوی الجتبیؒ	۱۳۱۴ھ	التفسیر المنیر لمعالم التنزیل
۵۴۶	سرسید احمد خانؒ	۱۳۱۵ھ	تفسیر القرآن وھوالھدی والفرقان

۵۴۷	مولانا ناصر الدین ابوالمنصورؒ	۱۳۲۰ھ	تنقیح البیان فی الرد علی تفسیر القران
۵۴۸	شیخ محمد حسن بن کرامت علیؒ	۱۳۲۳ھ	معالم الاسرار
۵۴۹	شیخ مفتی محمد عبدہ	۱۳۲۳ھ	تفسیر المنار
۵۵۰	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۱۳۲۳ھ	
۵۵۱	سید ابوالقاسم رضویؒ	۱۳۲۴ھ	لوامع التنزیل سواطع التنزیل
۵۵۲	ابوالقاسم بن الحسین بن النقیؒ	۱۳۲۴ھ	لوامع التنزیل وسواطع التاویل
۵۵۳	فتح محمد تائب لکھنویؒ	۱۳۲۷ھ	خلاصۃ التفاسیر
۵۵۴	مولوی نذیر احمدؒ	۱۳۳۱ھ	ترجمہ قرآن کریم اور حاشیہ پر تفسیری فوائد
۵۵۵	جمال الدین قاسمیؒ	۱۳۳۲ھ	تفسیر قاسمی
۵۵۶	مولانا عبدالحق مہاجر مکیؒ	۱۳۳۳ھ	شرح تفسیر مدارک بہ نام اکلیل
۵۵۷	سردار محمد عباس خانؒ	۱۳۳۴ھ	تفسیر عباسی
۵۵۸	مولانا عبدالحق	۱۳۳۵ھ	تفسیر حقانی
۵۵۹	سید امیر علی ملیح آبادیؒ	۱۳۳۷ھ	مواہب الرحمٰن
۵۶۰	سید احمد حسن دہلویؒ	۱۳۳۸ھ	احسن التفاسیر
۵۶۱	مولانا وحید الزمانؒ	۱۳۳۸ھ	تفسیر وحیدی
۵۶۲	مولانا محمود الحسن شیخ الہندؒ	۱۳۳۹ھ	ترجمہ قران کریم
۵۶۳	مولانا تاج محمود امروٹیؒ	۱۳۴۸ھ	ترجمہ قرآن کریم (سندھی)

۵۶۴	شیخ ریاست علی حنفیؒ	۱۳۴۹ھ	شرح جلالین
۵۶۵	حمید الدین فراہیؒ	۱۳۴۹ھ	نظام القرآن وتاویل الفرقان بالقرآن
۵۶۶	سید انور شاہ کشمیریؒ	۱۳۵۲ھ	مشکلات القرآن
۵۶۷	علامہ شیخ محمد رشید رضاؒ	۱۳۵۴ھ	سورۂ یوسف تک تفسیر لکھی
۵۶۸	فتح الدین ازہر	۱۳۵۶ھ	روح الایمان
۵۶۹	حافظ محمد ادریسؒ	۱۳۵۸ھ	کشاف القرآن
۵۷۰	شیخ طنطاویؒ بن جوہری	۱۳۵۸ھ	تفسیر جوہری
۵۷۱	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ	۱۳۶۰ھ	ترجمہ قرآن عزیز اور حاشیہ
۵۷۲	مولانا اشرف علی تھانویؒ	۱۳۶۲ھ	بیان القرآن
۵۷۳	مولانا عبید اللہ سندھیؒ	۱۳۶۳ھ	المقام المحمود
۵۷۴	مولانا حسین علیؒ	۱۳۶۳ھ	بلغۃ الحیران
۵۷۵	محمد نبی بخشؒ حلوائیؒ	۱۳۶۴ھ	
۵۷۶	محمد مصطفی مراغیؒ	۱۳۶۶ھ	تفسیر مراغی
۵۷۷	سید نعیم الدین مراد آبادیؒ	۱۳۶۷ھ	تفسیر نعیمی
۵۷۸	مولانا عبد الرحمن امروہیؒ	۱۳۶۷ھ	حاشیہ بیضاوی
۵۷۹	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۳۶۷ھ	تفسیر ثنائی
۵۸۰	مولانا شبیر احمد عثمانیؒ	۱۳۶۹ھ	تفسیر عثمانی
۵۸۱	خواجہ حسن نظامیؒ	۱۳۷۲ھ	تفسیر نظامی

۵۸۲	علامہ عبداللہ یوسف علیؒ	۱۳۷۳ھ	ترجمہ قرآن عزیز (انگریزی)
۵۸۳	محمد فرید وجدی مصریؒ	۱۳۷۳ھ	صفوۃ العرفان فی تفسیر القرآن
۵۸۴	مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی	۱۳۷۵ھ	تبصیر الرحمٰن
۵۸۵	مولانا محمد اکرمؒ	۱۳۷۷ھ	ترجمہ قرآن کریم (بنگلہ)
۵۸۶	شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ	۱۳۷۷ھ	ترجمہ قرآن کریم
۵۸۷	مولانا ابوالکلام آزادؒ	۱۳۷۷ھ	ترجمان القرآن
۵۸۸	مولانا عبداللطیف بن اسحٰق سنبھلیؒ	۱۳۷۹ھ	مشکلات القرآن
۵۸۹	مولانا احمد سعید دہلویؒ	۱۳۸۰ھ	تسہیل القرآن
۵۹۰	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	۱۳۸۱ھ	ترجمہ قرآن کریم
۵۹۱	عبدالحمید خطیبؒ	۱۳۸۱ھ	تفسیر الخطیب
۵۹۲	شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ	۱۳۸۱ھ	ترجمہ قرآن کریم اور تفسیری حاشیہ
۵۹۳	عبدالقدیر صدیقیؒ	۱۳۸۲ھ	تفسیر صدیقی
۵۹۴	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ	۱۳۸۲ھ	قصص القرآن
۵۹۵	ابوالفضل شیخ بادشاہ حسینؒ	۱۳۸۳ھ	تفسیر بہ زبان انگریزی
۵۹۶	سید سلیمان ندویؒ	۱۳۸۴ھ	ارض القرآن
۵۹۷	خواجہ عبدالحی فاروقیؒ	۱۳۸۴ھ	تفسیر متعدد سور

۵۹۸	سید قطب شہیدؒ	۱۳۸۵ھ	فی ظلال القرآن
۵۹۹	مرحومہ اہلیہ مولانا عزیز گل رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۸۷ھ	ترجمہ قرآن کریم (انگریزی)
۶۰۰	مولانا علاؤ الدین صدیقی	۱۳۹۰ھ	
۶۰۱	محمد امین بن مختار الشنقیطیؒ	۱۳۹۳ھ	
۶۰۲	مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ ۱۳۹۶ھ		معارف القرآن
۶۰۳	مولانا محمد یوسف بنوریؒ	۱۳۹۷ھ	یتیمۃ البیان
۶۰۴	بادشاہ گل صاحبؒ	۱۳۹۸ھ	تفسیر البخاری
۶۰۵	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ	۱۳۹۸ھ	تفسیر ماجدی
۶۰۶	محمد طفیل فاروقیؒ	۱۳۹۹ھ	ترجمہ قران کریم
۶۰۷	ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۱۳۹۹ھ	تفہیم القرآن
۶۰۸	مولانا غلام اللہ خانؒ	۱۴۰۰ھ	تعلیم القرآن
۶۰۹	شیخ محمد مدنی سندھیؒ	نامعلوم	مقدمۃ القرآن
۶۱۰	مولانا فضل الرحمٰن پشاوریؒ	۱۴۰۱ھ	ترجمہ قرآن کریم (پشتو)

چودھویں صدی کے وہ مفسرین جن کی تاریخ وفات نامعلوم ہے

۶۱۱	شیخ عبدالہادیؒ	نامعلوم	تحقیق البیان
۶۱۲	شیخ قاسم افندی قیسیؒ		
۶۱۳	مولانا عبدالرحیم صادقؒ		ترجمہ قرآن کریم (گجراتی زبان میں)
۶۱۴	مولانا سید محمد عبدالحکیم دہلویؒ		تفسیر الوجیز

قرآن عزیز کے وہ مفسرین حضرات جو تاحال

بقید حیات ہیں (مدظلہم العالی)

۶۱۵	مولانا عبید اللہ انور		
۶۱۶	مولانا عبداللہ درخواستی		
۶۱۷	مولانا شمس الحق افغانی		علوم القرآن
۶۱۸	مولانا محمد علی صاحب صدیقی		معالم التنزیل
۶۱۹	مولانا امین احسن اصلاحی		تدبر قرآن
۶۲۰	پروفیسر مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی		الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن
۶۲۱	پیر کرم شاہ ازہری		ضیاء القرآن
۶۲۲	محمد علی صابونی		روائع البیان
۶۲۳	ڈاکٹر عدنان زرزور		
۶۲۴	مرتب تذکرۃ المفسرین قاضی محمد زاہد الحسینی		آسان تفسیر (سورۂ نساء تک)
۶۲۵	محمد اسد نومسلم		انگریزی میں ایک تفسیر لکھی
۶۲۶	محمد علی خان		کاشف البیان

شکریہ اور دعاء

الحمدللہ یہ گنہگار آج اس عظیم دینی خدمت سے عہدہ برا ہوا، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محنت کو جو اسی کی توفیق کے ساتھ کی گئی ہے، قبول فرمائے اور اس کتاب کے ناظرین کو قرآنی معارف اور برکات سے بہرہ ور فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔!

تذکرۃ المفسرین کی پہلی اشاعت مورخہ ۱۴۰۱ھ، آج سے تقریباً ۲۴ سال پہلے ہوئی۔ اس وقت یہ تمام

۹۹۔۔ مفسرین کرام بقید حیات تھے مگر اب سارے ہی جوار رحمت میں پہنچ چکے ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

فہرست مطبوعات موجودہ

درس قرآن مجید کامل
حزب انوار القرآن والوکینٹ کا مشہور درس
(۲۸ جلدیں) ۱۶۳۰/-

آسان تفسیر قرآن مجید
سورۃ البقرہ تا سورۃ الاعراف
۴۷۰/-

تذکرۃ المفسرین
چھ سو سے زیادہ مفسرین کے حالات اردو زبان میں اپنے موضوع پر پہلی کتاب
جدید ایڈیشن

انوار الحدیث
حزب انوار القرآن والوکینٹ کا مشہور درس حدیث
۶ جلدیں ۹۲۰/-

رحمت کائنات ﷺ
عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تمام علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب
بار اول ۲۰۰/-

چراغ محمد ﷺ
شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد مدنی کی مفصل سوانح
بار دوم ۴۰۰/-

با محمدؐ باوقار
رحمت دو عالم ﷺ کے امت پر حقوق اور گستاخ رسول کی سزا پر جامع کتاب
۸۰/-

نجات دارین
اسلامی تصوف پر اردو زبان میں پہلی جامع کتاب
۱۰۰/-

دامان رحمت
آج کی دکھی انسانیت کے سکھ اور چین کیلئے مجرب دعائیں اور عملیات
بار ہفتم ۵۰/-

روحانی تحفہ
امام غزالی رحمہ اللہ کی تمام تصانیف کا خلاصہ
۲۰/-

آغوش رحمت
وظائف کی مشہور کتاب الحزب الاعظم معہ اردو ترجمہ
۷۰/-

درس سورۃ فاتحہ
سورۃ فاتحہ کی مفصل تفسیر مع ضروری مسائل
۶۰/-

درس حدیث جبرئیلؑ
اسلام، ایمان، احسان کی سادہ مگر جامع تشریح
۹۰/-

سات خوش نصیب
جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ قیامت کے دن نصیب فرمائیں گے۔
۲۰۰/-

محسن اعظمؐ
امام الانبیاء ﷺ کی شان رفیع پر قرآن مجید کی آیت پر چار مفصل دروس کا مجموعہ
۳۵/-

انوار الرشید فی بیان حقوق المعبود والعبید
حقوق اللہ اور حقوق العباد کے متعلق ضروری احکامات
۴۰/-

فرائض والدین
جن احکامات پر عمل کرنے سے اولاد فرمانبردار ہو

ظل رحمانی
۲۵/-
وہ اعمال و افعال جن کے کرنے سے انسان آخرت کی گرمی سے بچ سکتا ہے۔

حسینی نماز
نماز کی ترکیب اور رکعات کے فوت ہو جانے پر نماز پوری کرنے کا طریقہ مع نقشہ
۷/-

تعارف دار العلوم دیوبند
عظیم اسلامی یونیورسٹی کا مختصر تعارف
۱۰/-

برکات وضو
وضو کے تمام مسائل اور فضائل اور اسکی برکات کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔
۱۰/-

الرحمان کمپوزر اردو بازار لاہور

دار الارشاد مدینہ مسجد اٹک شہر۔ فون
0597-602484
613484